نور السموات والارض

مختصر

تفسیر ابن کثیر

چھٹا حصّہ

مع فہرست مضامین قرآن عظیم

تالیف:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر القریشی الدمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ:

مولانا حافظ محمد داؤد راغب رحمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر تفسیر ابن کثیر

چھٹا حصّہ

﴿سورۂ العنکبوت (29) کی آیت نمبر 45 تا سورۂ الزخرف (43) کی آیت نمبر 89 تک﴾

آسان اردو ترجمہ

تصنیف : علّامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تفسیر : مولانا حافظ محمد داؤد خان راغب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ

اضافہ و ترمیم : مولانا امان اللہ فیصل و مولانا عبدالحمید صغیر حفظہما اللہ

تصحیح و تنقیح : شیخ القرآن والحدیث مولانا محمود احمد حسن حفظہ اللہ

و شیخ القرآن والحدیث مولانا مفتی محمد یوسف قصوری حفظہ اللہ

معاونین : مولانا مشتاق احمد شاکر و مولانا عمر فاروق حفظہما اللہ

زیرِ نگرانی : محمد عبید اللہ عبد اللہ حفظہ اللہ

ناشر : الاعلام الاسلامی

کمرہ نمبر 10، دوسری منزل، گلشن ٹیرس (بلڈنگ)، نزد جامع کلاتھ مارکیٹ

ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون: 32210209 / 32627369

طلب کیجئے ..... تقسیم کیجئے ..... صدقہ جاریہ میں حصّہ ڈالیئے

بطورِ صدقۂ جاریہ آپ یہاں اپنا یا اپنے مرحومین کا نام لکھ کر یا صرف نیت کر کے تقسیم کیجئے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ..... نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

فہرست مضامین (چھٹا حصّہ) حروف تہجی کے اعتبار سے

عنوان	صفحہ نمبر
آ	
آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد	1816
آپ ﷺ کو جھٹلانے والوں کو نصیحت	1961
آپ ﷺ کی رسالت کے بارے میں مشرکین کا الزام	2004
آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے قریش مکہ کی تمنا	1874
آخرت کا انکار کرنے والوں کی مثال مُردوں جیسی ہے	1715
آخرت کی تجارت کرنے والوں کا بیان	1818
آخرت کی تیاری کرنے کی تلقین	1692
آخرت کی رسوائیوں سے بچنے کا طریقہ	1994
آدم علیہ السلام کی تخلیق اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم	1894
آسمان وزمین اوران کے درمیان کی چیزوں کی پیدائش کا بیان	1734
آسمان وزمین کی تخلیق کا مقصد	1885
آسمان وزمین کی تخلیق کس ترتیب سے ہوئی	1959
آیات باری تعالیٰ کو جھٹلانے والوں کا انجام	1934
آیات باری تعالیٰ میں جھگڑا کرنے والوں کی سزا	1951
الف	
اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنین کو تکلیف دینے والوں کا انجام	1779
ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑنا اور قوم کا آپ علیہ السلام سے مکالمہ	1860
ابراہیم علیہ السلام کا قوم کو وعظ	1858
ابراہیم علیہ السلام کی بیٹے کے لئے دعا	1861
ابراہیم علیہ السلام کے خلاف قوم کی سازش	1861
ابراہیم علیہ السلام نے اپنا خواب سچ کر دکھایا	1862
ابراہیم علیہ السلام کا اعلان توحید	2003
ابلیس کا تکبر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر لعنت	1894
ابلیس کی اللہ تعالیٰ سے درخواست	1895
ابلیس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے قسم کھائی	1895
اپنی قوم کو گمراہ کرنے کے لئے فرعون کی چال	2009
ازلی بدبختوں کو کوئی بھی جہنم سے نہیں بچا سکتا	1904
ازلی (ہمیشہ کے) بدبختوں کو ایمان نصیب نہیں ہوتا	2006
اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کا حکم	1861
اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ تسلیم کرنا ضروری ہے	1765
اللہ تعالیٰ کا مشرکین سے بیزاری کا اعلان	1796
اللہ تعالیٰ کفر سے ناراض اور شکر ادا کرنے سے راضی ہوتے ہیں	1999

عنوان	صفحہ نمبر
اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کرسکتا	1914
اللہ تعالیٰ کی امانت کا بیان	1785
اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے	1711
اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کمی نہیں ہوتی	1801
اللہ تعالیٰ کی رحمت میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرسکتا	1807
اللہ تعالیٰ کی قدرت کی چند نشانیاں	1812
اللہ تعالیٰ کی مختلف مخلوق کا بیان	1817
اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور وفکر کرنے کا حکم	1699
اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان	1727
اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا بیان	1841
اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کی ممانعت	1969
اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی حالت	1978
اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں	1728
اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھنے کے لئے سات سمندر بھی ناکافی ہیں	1729
اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کی چند نشانیاں	1991
اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے لئے انعام	1852
اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے کے دلائل	1704
اللہ تعالیٰ کے وحی لانے والے فرشتوں کی تفصیل	1807
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو نہایت عمدہ انداز میں پیدا کیا	1736
اللہ تعالیٰ ہر قسم کا علم غیب جانتا ہے	1811
اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہیں	1876
اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کی تعریفات کا مستحق ہے	1786
اللہ رب العزّت ہر قسم کے نقائص اور عیوب سے پاک ہیں	2014
اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی اطاعت میں دنیا وآخرت کی عزت ہے	1811
اللہ عزّ وجل کا دنیا اور آخرت میں رسولوں کی مدد کرنا	1945
اللہ عزّ وجل کی بعض نعمتوں کا بیان	1954
اللہ عزّ وجل کی قدرت کی چند مثالیں	1721
اللہ عزّ وجل کے سامنے فرشتوں کی صف بندی	1846
اللہ کے ذکر سے غفلت کا نتیجہ	2006
اللہ کے مقابلہ میں کن کن لوگوں کا حکم چلتا ہے؟	1986
الیاس علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا انعام	1866
الیاس علیہ السلام کا اپنی قوم کو وعظ	1866
امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لئے دوہرے اجر کا وعدہ	1762
انبیائے کرام علیہم السلام سے عہد	1748

انبیا علیہم السلام کا مذاق اڑانے والوں کا انجام	1998
انبیا علیہم السلام کی وحی کا خلاصہ	1922
انسان پر گزرنے والے مختلف حالات	1716
انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنے کا حکم	1847
انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر دلائل	1703
انسان کی ایک بُری عادت	1917
انسان کی طمع اور مایوسی	1975
انسان کی عجیب وغریب حالت	1709
انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا بیان	1950
انسانوں کی راہ نمائی کے لئے قرآن میں بہت سی مثالیں ہیں	1718
اولاد سے نوازنے والا کون؟	1995
اہل ایمان کو عظمت والے رب کی عبادت کی تلقین	1932
اہل توحید کے لئے خوشخبری	1966
اہل جنت کا پرتپاک استقبال	1925
اہل جنت کو خوشخبری	1987
اہل جنت کی پرسکون زندگی	1853
اہل جہنم کا آپس میں جھگڑا	1943
اہل جہنم کا کھانا	1856
اہل کتاب اور دیگر غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینے کا طریقہ	1688
اہلِ جنت کے عیش وعشرت کا بیان	1839
ایک بستی والوں کا واقعہ	1828
ایک جنتی کا اپنے جنتی ساتھیوں سے مکالمہ	1855
ایک نیک انسان کی اپنی قوم کو نصیحت	1830
ایوب علیہ السلام کا بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھانا	1889
ایوب علیہ السلام کی بیماری اور دعا کے بعد صحت یابی	1888
اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کو اختیار	1760
ب	
بارش کے فوائد	1714
بڑھاپے میں انسان کی حالت	1842
بڑے گناہ معاف کرانے کا ایک طریقہ	1918
بستی والوں کا بدشگونی لینا اور انبیا علیہم السلام کا جواب	1829
بغیر دلیل کے باپ دادا کی تقلید کی مذمت	2002
بنو قریظہ کا محاصرہ	1759
بنی اسرائیل کا موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچانا	1783
پ	
پرہیزگار لوگوں کے لئے آخرت میں انعام	2012
پرہیزگاروں کا بہترین انجام	1890
پرہیزگاروں پر آیاتِ الٰہی کا اثر	1906
پرہیزگاروں کے لئے بہترین انعام	1905
پنج وقتہ نماز کا حکم	1702
ت	
تبلیغ وحی کا مقصد انسانیت کی خیر خواہی ہے	1896
تقویٰ اختیار کرنے اور کتاب وسنت کی پیروی کا حکم	1745
تمام اختیارات اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں	1794
تمام انبیا علیہم السلام کی مشترکہ دعوت	1981
تمام لوگ اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہیں	1813
توحید اختیار کرنے والوں کے لئے خوشخبری	1904
توحید الٰہی کی دعوت	1958
ج	
جانوروں کے فوائد	1843
جنتی کو اپنے دنیا کے ساتھی کی یاد	1854
جنگِ احزاب کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان	1758
جنگِ خندق اور غزوۂ بنو قریظہ کا بیان	1749
جنگِ خندق کے موقع پر منافقین کا کردار	1752
جہنم میں آہ وبکا	1820
جہنم میں مشرکین کا آپس میں جھگڑا	1850
جہنمیوں کا بدترین انجام	2013
جہنمیوں کی جہنم سے نکلنے کے لئے کوشش	1930
جہنمیوں کی جہنم میں آہ وبکا	1782
ح	
حقیقت میں کامیاب کون؟	1906
حقیقی معبود کی پہچان	1949
حکمرانوں کو نصیحت	1884
خ	
خود ساختہ معبود مدد نہیں کر سکتے	1843
د	
دامن رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ رہنے کا صلہ	1775
داؤد علیہ السلام کی فضیلت	1880
داؤد علیہ السلام کے دور حکومت کا ایک مقدمہ اور اس کا فیصلہ	1881
داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا فضل	1789
دس مستقل احکام کا بیان	1983
دشمن کو دوست بنانے کا ایک طریقہ	1968
دعائیں مانگنے کا حکم	1948

دن اور رات، سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں	1730
دنیا کی اصل حقیقت	1695
دنیا کی بے ثباتی (ناپائیداری) کا بیان	1905
دن، رات، انسان اور جانور قدرت الٰہی کا ثبوت ہیں	1898
دوسرا صور پھونکے جانے کا بیان	1838
دینِ اسلام میں شکوک وشبہات پیدا کرنے والوں کو تنبیہ	1984
دینِ ابراہیمی اختیار کرنے کا حکم	1707
ر	
رحمت عالم ﷺ کی صفات	1771
رحمت کی بارش بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے	1713
رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے	1694
رسول اکرم ﷺ شاعر نہیں تھے	1842
رسول اکرم ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجنے کا حکم	1778
رسول اکرم ﷺ کو صبر کا حکم اور فتح کی خوشخبری	1953
رسول اکرم ﷺ کو کفار کی باتوں پر صبر کرنے کی تلقین	1875
رسول اکرم ﷺ کو نصیحت	1946
رسول اکرم ﷺ کی اولاد اور آپ ﷺ کا خاتم الانبیا ہونا	1769
رسول اکرم ﷺ کی آمد کے متمنی لوگوں کا رویہ	1823
رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد	1826
رسول اکرم ﷺ کی رسالت پوری انسانیت کے لئے ہے	1797
رسول اکرم ﷺ کی زندگی مومنوں کے لئے ایک نمونہ ہے	1756
رسول اکرم ﷺ کی نبوت کی گواہی	1826
رسول اکرم ﷺ کی نبوت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا جواب	1879
رسول اکرم ﷺ مجنون (پاگل) نہیں	1804
رسول اکرم ﷺ کی بعثت پر کفار کو حیرت	1877
رسولوں اور مسلمانوں کی مدد کا وعدہ	1874
رومیوں کے غالب آنے کی پیشین گوئی	1698
ز	
زقّوم (تھوہر) کے درخت کا بیان	1855
زمین میں فساد پھیلنے کی وجہ انسانوں کے بُرے اعمال ہیں	1711
زیادتی کا بدلہ زیادتی کے برابر ہی لینا چاہئے	1992
زید رضی اللہ عنہ کا زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینا اور آپ ﷺ کا نکاح	1766
س	
سابقہ مشرکین کا انجام	1857
سب سے بڑا ظالم کون؟	1910
ستاروں کی تخلیق کا مقصد	1846
سچائی لانے اور ان کی تصدیق کرنے والوں کا بیان	1910
سچی توبہ کرنے سے تمام گناہ معاف ہوجاتے ہیں	1988
سچے مومنوں کی تعریف	1757
سچے مومنوں کی علامات	1738
سچے مومنوں کی مزید علامات	1764
سرکشوں کا بدترین ٹھکانا	1891
سرکشی کرنے والے لوگوں کا انجام	1879
سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا فضل	1789
سلیمان علیہ السلام کی موت کا بیان	1791
سلیمان علیہ السلام کی بے مثال بادشاہت	1887
سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت کا ایک واقعہ	1886
سلیمان علیہ السلام کی آزمائش	1886
سمندر میں کشتیوں کا بحفاظت چلنا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے	1731
سمندر میں کشتیوں کا چلنا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے	1990
سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں	1834
ص	
صبر کرنے والوں کے لئے بے حساب اجر	1902
طالبِ آخرت اور طالبِ دنیا	1985
ظ	
ظالم اور عادل برابر نہیں ہوسکتے	1907
ع	
عبادت گزار انبیا علیہم السلام کا بیان	1890
عذابِ الٰہی سے بچنے کے لئے مجرمین کی حیلہ سازی	1717
عذابِ الٰہی کو دیکھ کر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں	1955
عذاب الٰہی فوراً نازل نہ ہونے کی حکمت	1825
غ	
غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں	1733
ف	
فرشتوں کا آپس میں جھگڑا	1893
فرشتوں کی زبانی ان کی عبودیت کا اعتراف	1873
فرشتوں کی نیک لوگوں کے لئے دعائیں	1928
فرعون اور اس کی قوم کا عذاب الٰہی میں مبتلا ہونا	1943
فرعون اور اس کی قوم کی سرکشی	2008
فرعون کی قوم میں سے ایک مومن کا حق بیان کرنا	1936
فرعون، ہامان اور قارون کا موسیٰ علیہ السلام پر الزام	1935
فرمانبردار اور نافرمان دونوں برابر نہیں	1901

ق

قیامت کے دن مجرموں کا حال	1737
قرآن پر عمل کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام	1819
قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے	1734
قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے	1927
قرآن کریم توحید کا درس دینے والی کتاب ہے	1897
قرآن کریم سے فائدہ اٹھانے والے لوگ	1877
قرآن کریم کا نزول آپ ﷺ کی نبوت پر سچائی کی دلیل	1689
قرآن کریم کی اپنی مرضی کے مطابق تفسیر کرنے کی ممانعت	1970
قرآن کریم کی صداقت کے دلائل	1976
قرآن کریم کے عربی زبان میں نازل ہونے کی وجہ	1972
قرآن کریم کے نزول کا مقصد	1979
قرآن کریم نیک لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے	1719
قربانی کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام	1863
قریش پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان	1696
قوم سبا کی ناشکری کا انجام	1791
قوم کو سمجھانے کے لئے ابراہیم علیہ السلام کی ترکیب	1859
قیامت سمیت ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے	1974
قیامت سے پہلے پہلے مسلمان ہونے کی ترغیب	1712
قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور	2011
قیامت کا انکار کرنے والوں کا اعتراف	1849
قیامت کی سختیوں کا بیان	1933
قیامت کے دن انسان بے بس ہوگا	1848
قیامت کے دن انسانی اعضا کی گواہی	1963
قیامت کے دن ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا	1806
قیامت کے دن ایمان لانا مفید نہیں ہوگا	1744
قیامت کے دن خود ساختہ معبودوں کی عاجزی	2015
قیامت کے دن دوستی دشمنی میں بدل جائے گی	2012
قیامت کے دن زمین کا اپنے رب کے نور سے جگمگانا	1924
قیامت کے دن سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے لوگ	1993
قیامت کے دن فرشتوں سے سوال	1802
قیامت کے دن فرشتوں کی حالت	1926
قیامت کے دن کا خسارہ سب سے بڑا خسارہ ہے	1902
قیامت کے دن کفار کی مومنوں سے علیحدگی	1839
قیامت کے دن کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا	1814
قیامت کے دن گناہ گار لوگ حیران و پریشان ہوں گے	1701
قیامت کے دن مجرمین کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی	1840
قیامت کے دن مشرکین کو ڈانٹ	1952
قیامت کے دن نفسا نفسی کا عالم ہوگا	1732
قیامت کے دن افسوس کے اظہار کا کوئی فائدہ نہیں	1920

ک

کائنات میں مرضی سے تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے	1913
کتاب وسنت کے ذریعہ جھگڑوں کے فیصلہ کا حکم	1980
کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم	1770
کشتیاں بھی اللہ کی قدرت کی نشانی ہیں	1835
کفار کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں مثال بیان کرنا	1844
کفار کا اللہ تعالیٰ کے سامنے آپس میں مکالمہ	1798
کفار کا انبیا علیہم السلام پر الزام	1803
کفار کا رسول اکرم ﷺ پر الزام	1788
کفار کا عذاب الٰہی کو جلدی طلب کرنا	1875
کفار کا غرور اور تکبر	1851
کفار کا قیامت کے بارے میں بار بار سوال کرنا	1781
کفار کا واضح معجزات دیکھنے کے باوجود مزید معجزات کا مطالبہ	1690
کفار کو ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں	1827
کفار کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا	1924
کفار کی طرف سے عذاب جلدی آنے کا مطالبہ	1691
کفار کے باطل گمان کی تردید	1852
کفر کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں اضافہ کرتا ہے	1821
کفر کے سرداروں اور پیروکاروں کا جہنم میں جھگڑا	1892
کیا انسان کو دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے؟	1845
کیا زمین وآسمان کی تخلیق مشکل ہے یا انسان کی؟	1947

گ

گانا بجانا اور موسیقی بدنصیب لوگوں کا شیوہ ہے	1719
گزشتہ قوموں کی ہلاکت باعث عبرت ہے	1743
گزشتہ قوموں کے جرائم پر اللہ تعالیٰ کا انتقام	1714
گزشتہ قوموں کے واقعات کے ذریعہ آپ ﷺ کو تسلی	1927
گمراہ ہونے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے	1913
گھروں میں داخلہ اور دعوت کے آداب	1776

ل

لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو شرک نہ کرنے کی نصیحت	1722
لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو حکیمانہ نصیحتیں	1725
لوط علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت باعث عبرت ہے	1867

لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا انعام	1808
لوگوں کے انکار پر اللہ تعالیٰ نصیحت کرنا بند نہیں کرتے	1998
م	
مالدار لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے رسولوں سے رویہ	1800
مجرمین کا قیامت کے دن اظہار افسوس	1833
محمد ﷺ کی شادیاں اور ان کے مقاصد	1773
مخلص مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین صلہ	1943
مذاق اڑانے کیلئے قیامت کے بارے میں بار بار سوال	1797
مرد مومن کا اپنی قوم کے سامنے توحید کا اقرار	1831
مرد مومن کو قتل کرنے پر عذاب الٰہی	1832
مرد مومن کی اپنی قوم کو مزید نصیحت	1938
مرد مومن کے لئے جنت کی خوشخبری	1832
مشرکین بھی اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا اقرار کرتے تھے	1729
مشرکین بھی مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے	1696
مشرکین کا اللہ تعالیٰ پر الزام	1870
مشرکین کا بلا دلیل دعویٰ	1871
مشرکین کا بُرا انجام	1921
مشرکین کو تنبیہ	1979
مشرکین کو دعوت فکر اور سواری پر سوار ہونے کے آداب	1999
مشرکین کو سمجھانے کے لئے ایک اور مثال	1706
مشرکین کو سمجھانے کے لئے ایک مثال	1908
مشرکین کی باتیں صرف گمراہ لوگ ہی مانتے ہیں	1872
مشرکین کی توحید سے نفرت	1915
مشرکین کی خود ساختہ تقسیم	2001
مشرکین کی قرآن کریم کے بارے میں رائے	1965
مشرکین کی گمراہی اور سرکشی کا بیان	1836
مشرکین کے کون سے معبود جہنمی ہیں	2010
مشرکین مکہ کا آپ ﷺ کو جواب	1957
مشرکین نے اللہ تعالیٰ کا مرتبہ نہیں پہچانا	1923
مصیبت کے وقت انسان کو اللہ یاد آتا ہے	1900
مصیبتیں اور پریشانیاں کیوں آتی ہیں؟	1989
منافقین انتہائی بخیل اور بزدل ہوتے ہیں	1754
منکرینِ قیامت کا قیامت کے بارے میں سوال	1837
منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوسکتا	1745
موت کے بعد کی زندگی پر دلیل	1810
موت کے بعد کی زندگی کا مقصد	1786
موت کے فرشتہ سے ملاقات	1737
موت ہر ایک کو آئے گی	1909
موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر اللہ تعالیٰ کے انعامات	1864
موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا ذکر خیر	1865
موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا مذاق	1940
مومن اور فاسق برابر نہیں ہوسکتے	1740
مومن اور کافر برابر نہیں ہوسکتے	1815
مومن شخص کا اپنی قوم کو وعظ	1940
مومنوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور ان کا استقبال	1770
مومنوں کو سیدھی اور سچی بات کرنے کی تلقین	1784
مومنوں کے لئے صرف اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے	1911
مومنہ عورتوں کو پردہ کا حکم	1780
ن	
ناشکرے لوگوں نے شیطان کی بات سچی کر دکھائی	1794
نبی کریم ﷺ اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی قدر و منزلت کا بیان	1747
نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے لئے چند آداب	1762
نزول وحی کی کیفیت کا بیان	1996
نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے	1687
نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کے لئے بددعا	1857
نیک لوگ ہی قوموں کے راہنما بننے کے اہل ہیں	1741
نیک لوگوں کا بہترین انجام	1921
نیک لوگوں کے لئے خوشخبری	1721
نیکی کا فائدہ اور برائی کا نقصان انسان ہی کو پہنچتا ہے	1973
نیکی کرنے والوں کا بدلہ	1858
و	
والدین اگر دینِ اسلام سے روکیں تو ان کی بات نہ ماننے کا حکم	1724
والدین کا شکریہ اور بہترین سلوک کرنے کا حکم	1724
وجود باری تعالیٰ کی چند نشانیاں	1833
وعدۂ قیامت برحق ہے	1808
وہ اشخاص جن سے پردہ نہیں ہے	1778
ہ	
ہدایت یافتہ اور گمراہ لوگ برابر نہیں	1809
ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے	1822
ہر قسم کے نفع اور نقصان کا مالک صرف اللہ ہے	1912
ہم بستری سے پہلے کی طلاق یافتہ کا بیان	1772
ی	
یونس علیہ السلام کا واقعہ	1868
یونس علیہ السلام کی حفاظت کے لئے انتظامات	1869

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿45﴾

(اے نبی ﷺ) جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے، آپ اس کی تلاوت کیجئے اور نماز قائم کیجئے۔ یقیناً نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور بلاشبہ اللہ کا ذکر سب سے بڑا (نیک) عمل ہے اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو (عمل) تم کرتے ہو۔ ﴿45﴾

آیت 45: نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور مومنوں کو قرآن کریم کی تلاوت، تبلیغ اور نماز کو پابندی سے ادا کرنے کا حکم دے رہے ہیں۔ اس لئے کہ نماز ہر قسم کی بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اس کے ذریعہ سے اللہ عزّ وجل کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے: (ترجمہ) ''اے ایمان والو، صبر اور نماز کے ذریعہ سے (اللہ کی) مدد حاصل کرو۔'' (البقرہ 2: آیت 153) رسول اکرم ﷺ کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی آپ ﷺ فوراً نماز کا اہتمام کرتے۔ (ابوداؤد) نماز ایسی ہونی چاہئے جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اور بڑے خشوع وخضوع کے ساتھ مقررہ وقت میں مسجد میں ادا کی جائے، ایسی نماز یقیناً انسان کو بُرائیوں سے باز رکھتی ہے۔ اگر کوئی شخص نماز بھی پڑھتا ہو اور بُرائیوں سے بھی باز نہ آتا ہو تو ایسے شخص کی نماز وہ نماز ہی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی اور بُرائیوں سے نہ روکے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی نماز قبول ہی نہیں ہوئی۔'' (ابن ابی حاتم)۔ ایک شخص نے آپ ﷺ سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، فلاں شخص رات کو نماز بھی پڑھتا ہے اور صبح چوری بھی کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- ''جلد ہی نماز اسے چوری کرنے سے روک دے گی۔'' (مسند بزار)۔ ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نماز میں تین چیزیں ضروری ہیں اگر یہ نہ ہوں تو نماز درست نہیں: ❶ نماز خالصتاً اللہ عزّ وجل کی رضا کے لئے ہو ❷ نماز کے دوران اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف ہو ❸ نماز میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو۔ چونکہ اخلاص سے انسان نیک بن جاتا ہے اور خوف الٰہی سے انسان گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے اور اللہ کا ذکر یعنی قرآن کریم بھلائی اور بُرائی کی پہچان کروا دیتا ہے۔ نماز ایسا عمل ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جاتا ہے۔ آیت کے آخر میں اللہ عزّ وجل نے اپنے تمام بندوں کو خبردار کیا ہے کہ ہر عمل کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھو کہ اللہ عزّ وجل تمہارے اعمال کو دیکھ

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿46﴾

اور (اے مسلمانو) تم اہل کتاب کے ساتھ بحث ومباحثہ نہ کرو مگر اس طریقہ پر جو عمدہ ہو۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا اور تم (ان سے) صاف کہہ دو کہ ہم اس کتاب پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور ان (کتابوں پر) بھی جو تم پر نازل کی گئی ہیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔ ﴿46﴾

رہے ہیں اس سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں ہے لہٰذا جیسے اعمال کرو گے ان کا تمہیں ویسا ہی بدلہ ملے گا۔ نماز خیر الاعمال ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر طٰہٰ 20: آیت 14، الجمعۃ 62: آیت 9)

آیت 46: اہل کتاب اور دیگر غیر مسلموں کو دعوت اسلام دینے کا طریقہ:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ جب تم اہل کتاب یا کسی غیر مسلم کو دین اسلام سمجھانا چاہو تو ان سے بات کرتے وقت نرم اور شیریں انداز میں گفتگو کرو تاکہ انہیں اسلامی تعلیمات میں غور وفکر کرنے کا موقع ملے اور اللہ عزّ وجل کی توفیق سے وہ مسلمان ہو جائیں۔ سلجھے ہوئے انداز میں گفتگو کرنے سے سخت سے سخت دشمن بھی بات سننے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ یہی انداز دے کر اللہ عزّ وجل نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجا اور ان کو یہ نصیحت کی کہ نرمی سے بات کرنا تاکہ وہ نصیحت قبول کر لے یا اللہ عزّ وجل کے عذاب سے ڈر جائے۔ البتہ جو اہل کتاب یا دیگر غیر مسلم اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی کا رویہ اختیار کریں اور جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں ان کے ساتھ طاقت کی زبان میں بات کی جائے اور ان سے جہاد کیا جائے یہاں تک کہ وہ اپنا سخت رویہ چھوڑ کر جزیہ دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اہل کتاب کی طرف سے دینی امور کے متعلق جو خبریں آئیں ان کے بارے میں یہ حکم ہے کہ ان کی نہ تو تصدیق کی جائے اور نہ ہی تردید۔ انہیں یہ بتا دیا جائے کہ قرآن کریم نازل ہونے کے بعد پہلی کتابوں کے احکامات منسوخ ہو چکے ہیں۔ چونکہ تمہارا اور ہمارا معبود صرف ایک ہی ہے اور وہ اللہ ہے۔ لہٰذا ہم اسی اللہ ربّ العزّت کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب عبرانی زبان میں لکھی ہوئی تورات پڑھ کر مسلمانوں کے سامنے عربی

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿47﴾

اور (اے نبی ﷺ) اسی طرح ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی ہے۔اسی لئے جن لوگوں کو ہم نے (پہلے) کتاب دی تھی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اوران (مشرکین) میں سے بھی بعض اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار تو صرف کافر ہی کرتے ہیں۔ ﴿47﴾

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿48﴾

اور (اے نبی ﷺ) اس سے پہلے نہ تو آپ کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو باطل پرست شک وشبہ میں مبتلا ہو جاتے۔ ﴿48﴾

میں اس کی تشریح کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔'' ان کی نہ تو تصدیق کرو اور نہ ہی تردید۔ بلکہ یہ کہو کہ ہم اس کتاب پر ایمان لائے ہیں جو ہم پر نازل ہوئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو تم پر نازل کی ہیں ، ہمارا اور تمہارا ربّ صرف ایک اللہ ہے اور ہم صرف اس کی بندگی کرتے ہیں'' (بخاری)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النحل 16: آیت 125، طٰہٰ 20: آیت 44 اور الحدید 57: آیت 25)

آیات 47 تا 49: قرآن کریم کا نزول آپ ﷺ کی نبوت پر سچائی کی دلیل:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نبی کریم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ ہم نے جس طرح گزشتہ آسمانی کتابیں اپنے اپنے وقت کے نبی پر نازل فرمائیں۔ اسی طرح قرآن کریم کو بھی ہم نے ہی آپ ﷺ پر نازل فرمایا اور اہل کتاب میں سے بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو انصاف پسند ہیں۔ وہ ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے۔ عربوں کے بھی انصاف پسند لوگ ضرور ایمان لائیں گے اور ہماری آیات کا انکار صرف وہی لوگ کریں گے جو ہٹ دھرمی سے اپنے کفر پر جمے رہیں گے۔ اللہ عزّ وجل نے جیسے غیب کی خبر دی بالکل اسی طرح ہوا۔ کچھ یہود اور بہت سے عیسائی اور اکثر عرب کے قبائل دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اسلام کی روشنی سے منور کر دیا۔ اللہ عزّ وجل قرآن کریم کی صداقت پر دلیل دیتے ہوئے نبی سے فرما رہے ہیں کہ قرآن کریم کے نزول سے پہلے آپ پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے کیونکہ اگر آپ لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو رسالت کے منکرین کو انکار کرنے کا ایک بہانہ مل جاتا اور وہ یہ کہتے

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿49﴾

بلکہ یہ (قرآن) تو واضح آیات ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم دیا گیا ہے اور ہماری آیات کا انکار تو صرف ظالم لوگ ہی کرتے ہیں۔ ﴿49﴾

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿50﴾

اور انہوں (مشرکینِ مکہ) نے کہا کہ ان (محمد ﷺ) پر ان کے رب کی طرف سے معجزات کیوں نہیں اتارے گئے۔ (اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ معجزات تو سب اللہ کے پاس ہیں۔ میں تو صرف کھلم کھلا (جہنم سے) ڈرانے والا ہوں۔ ﴿50﴾

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿51﴾ ع

کیا ان کے لئے یہ (معجزہ) کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے جس کی ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہے۔ بیشک اس میں اُن لوگوں کے لئے رحمت اور نصیحت ہے جو ایمان لاتے ہیں۔ ﴿51﴾

کہ محمد ﷺ کو کوئی پرانی کتاب مل گئی ہے جس میں سے وہ گزشتہ قوموں کے واقعات ہمیں پڑھ پڑھ کر سناتے رہتے ہیں۔ ان پڑھ ہونے کے باوجود ایک بے مثال کتاب لوگوں کے سامنے پیش کرنا آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ یہ قرآن اللہ عزّ وجل کی طرف سے نازل کردہ ہے اور اس کی آیات بالکل واضح ہیں جو ہر دور میں حفاظ قرآن کے سینوں میں محفوظ رہیں گی ان آیات کا انکار کرنے والے لوگ ظالموں میں شمار ہوں گے۔

(مزید پڑھیے الاعراف 7: آیت 157، الفرقان 25: آیت 5، القمر 54: آیات 17 تا 40 اور یونس 10: آیات 96 تا 97)

آیات 50 تا 52: کفار کا واضح معجزات دیکھنے کے باوجود مزید معجزات کا مطالبہ:

کفارِ مکہ ہٹ دھرمی کرتے ہوئے بار بار کہا کرتے تھے کہ اگر محمد ﷺ اپنے دعویٰ نبوت میں سچے ہیں تو پھر گزشتہ انبیا علیہم السلام کی طرح ان کے رب نے انہیں معجزات کیوں نہیں عطا فرمائے۔ اللہ عزّ وجل نے ایک جواب تو یہ دیا کہ معجزات کا مالک اللہ ہے نہ کہ محمد ﷺ۔ اللہ عزّ وجل اپنی مرضی سے جسے اور جب چاہیں معجزہ عطا فرماتے ہیں۔ کوئی دوسرا معجزہ دینے کی قدرت نہیں رکھتا۔ نبی کا کام تو صرف پوری وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دین کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ دوسرا جواب اللہ عزّ وجل نے یہ دیا کہ یہ قرآن کریم ہم نے آپ ﷺ پر نازل کیا ہے جو کہ بہت بڑا علمی معجزہ ہے جس کی

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿52﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان بطور گواہ اللہ کافی ہے، وہ آسمان و زمین کی ہر بات جانتا ہے۔ جو لوگ باطل پر ایمان لائے اور انہوں نے اللہ کا انکار کر دیا وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ ﴿52﴾

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿53﴾

اور یہ (مشرکینِ مکہ) آپ سے عذاب کی جلدی کا مطالبہ کر رہے ہیں اور اگر ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر عذاب آ ہی جاتا اور وہ (عذاب) ان پر یقیناً اچانک آئے گا کہ انہیں خبر تک نہ ہو گی۔ ﴿53﴾

مثل یہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ کیا یہ قرآن کا معجزہ انہیں ایمان لانے کے لئے کافی نہیں ہے؟ انہیں بار بار یہ چیلنج بھی کیا جا چکا ہے کہ اس جیسا کلام یا کم از کم ایک سورت ہی پیش کر کے دکھاؤ لیکن یہ آج تک ایک مثال بھی نہیں لا سکے۔ یہ قرآن کریم تو پوری دنیا کے لئے رحمت ہے اور اہل ایمان کے لئے اس میں بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو کچھ معجزات عطا فرمائے جنہیں دیکھ کر کچھ لوگ ایمان لائے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے بطور معجزہ قرآن کریم عطا فرمایا ہے اور مجھے یہ امید ہے کہ قیامت کے روز مجھ پر ایمان لانے والے لوگ سب سے زیادہ ہوں گے۔'' (بخاری) اگلی آیات میں اللہ عزّ وجل نبی کریم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ ان کفار اور مشرکین کو بتا دیجئے کہ میری رسالت اور تمہارے انکار کرنے کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں پر گواہ ہیں کیونکہ آسمان و زمین کی کوئی بھی چیز ان سے پوشیدہ نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ خود ساختہ معبودوں کی پوجا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتے ہیں انہیں یہ سمجھ لینا چاہئے کہ دنیا اور آخرت میں ان سے زیادہ نقصان پانے والا کوئی نہیں ہے۔

(مزید پڑھیے البقرہ 2: آیت 272، بنی اسرائیل 17: آیت 59، الکہف 18: آیت 17، الشعراء 26: آیت 157)

آیات 53 تا 55: کفار کی طرف سے عذاب جلدی آنے کا مطالبہ:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کفار اور مشرکین کی جہالت کا ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے تھے کہ جس عذاب کا تم بار بار ذکر کرتے ہو وہ ہم پر نازل کیوں نہیں ہو رہا۔ اللہ عزّ وجل ان کے جواب میں فرما رہے ہیں کہ ان مشرکین اور کفار کی سرکشی تو اتنی بڑھ چکی

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿54﴾

یہ آپ سے جلد عذاب لانے کا مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ جہنم کفار کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ ﴿54﴾

يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَ يَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿55﴾

اس (قیامت کے) دن انہیں اوپر سے بھی عذاب ڈھانپ لے گا اور پاؤں کے نیچے سے بھی اور اللہ فرمائے گا کہ اب ان (بُرے) اعمال کا مزہ چکھو جو تم کرتے تھے۔ ﴿55﴾

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿56﴾

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، بلاشبہ میری زمین بڑی وسیع ہے۔ اس لئے تم صرف میری ہی عبادت کرو۔ ﴿56﴾

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ۟ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿57﴾

ہر جان دار کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ ﴿57﴾

ہے کہ ان پر عذاب نازل ہو جانا چاہئے تھا لیکن چونکہ عذاب کا ایک وقت مقرر ہو چکا ہے اس لئے وہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے نہیں آئے گا۔ جب وہ عذاب اچانک آئے گا تو اس وقت انہیں اس کے آنے کی خبر تک نہیں ہوگی۔ کفار اور مشرکین عذاب کی حقیقت سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں حالانکہ وہ عذاب تو انتہائی قریب ہونے کی وجہ سے انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ جب عذاب کا وقت آپہنچے گا تو جہنم انہیں اوپر اور نیچے سے ڈھانک لے گی اور اس وقت ان سے کہا جائے گا جیسے تم نے اعمال کئے تھے ان کا بدلہ ویسا ہی لو اور اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھو۔ لہٰذا اس عذاب سے اگر یہ نجات پانے کیلئے دنیا اور اس کی تمام چیزیں بطورِ فدیہ دینے کے لئے تیار ہوجائیں تب بھی وہ عذاب ان سے نہیں ٹلے گا۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانفال 8: آیت 32، الاعراف 7: آیت 41، الزمر 39: آیت 16، الانبیا 21: آیت 39 اور القمر 54: آیت 48)

آیات 56 تا 60: آخرت کی تیاری کرنے کی تلقین:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس لئے آخرت کی زندگی سنوارنے کے لئے دنیا میں کثرت سے نیک اعمال کرو۔ اس ہمیشہ کی زندگی کو آرام دہ بنانے کے لئے اگر تمہیں دنیا میں مصائب بھی برداشت کرنا پڑیں تو کر لو اور اس دین کی حفاظت اور آزادی سے نیک اعمال کرنے کے لئے اگر تمہیں کسی جگہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۚۖ 58

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بھی کئے ہم انہیں ضرور جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ نیک اعمال کرنے والوں کا کیا ہی عمدہ اجر (بدلہ) ہے۔ 58

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ 59

جنہوں نے (مصائب آنے پر) صبر کیا اور وہ اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں۔ 59

رکاوٹ پیش آ رہی ہے تو اس جگہ سے ہجرت کر کے ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں پر آسانی سے اپنے دین کو قائم رکھ سکو۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے اور وہاں جا کر آزادی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ جب کفار مکہ نے مسلمانوں کا مکہ میں ٹھہرنا مشکل بنا دیا اور طرح طرح کی تکالیف پہنچانے لگے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ ہجرت کرنے کا حکم دیا وہ مسلمان آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے اور وہاں کے بادشاہ نجاشی نے ان مسلمانوں کو پناہ دی اور ان کی مدد کی۔ وہاں وہ عزت کے ساتھ رہ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت آزادی سے کرر ہے تھے۔ اس کے بعد اللہ عزّ وجل کے حکم سے خود آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچنے والی تکالیف پر صبر کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے نیک لوگوں کے لئے جنت میں بہترین محلات تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے صاف و شفاف میٹھے پانی کی نہریں، دودھ، پاکیزہ شراب اور خالص شہد کی نہریں بھی جاری ہیں۔ یہ نیک لوگ ہمیشہ عیش و آرام سے رہیں گے جو ان کے نیک اعمال کا بہترین بدلہ ہو گا کیونکہ دنیا میں انہوں نے اسلام کی خاطر بڑی تکالیف کا سامنا کیا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے دین پر ثابت قدم رہے اور اپنے رب پر بھروسا کرتے رہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتے ہوئے رزق کی بھی کوئی فکر نہ کی۔ چونکہ رزق کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور وہ ہر جاندار کو اس کا رزق پہنچاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ”جنت میں ایسے بالا خانے ہیں (جن کی دیواریں شیشہ کی طرح صاف ہیں) جن کا سارا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے صاف دکھائی دیتا ہے۔ یہ بالا خانے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے تیار کئے ہیں جو دنیا میں محتاجوں کو کھانا کھلاتے ہیں، لوگوں سے نرمی سے بات کرتے ہیں، نماز، روزوں کی پابندی

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿60﴾

اور کتنے ہی ایسے جانور ہیں جو اپنی روزی اٹھائے نہیں پھرتے۔ اللہ انہیں بھی اور تمہیں بھی روزی دیتا ہے اور وہ خوب سننے، جاننے والا ہے۔ ﴿60﴾

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿61﴾

اور (اے نبی ﷺ) اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا اور سورج اور چاند کو کس نے کام میں لگا رکھا ہے؟ یہ (کفار) ضرور جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ پھر وہ کہاں بہکے چلے جا رہے ہیں۔ ﴿61﴾

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿62﴾

اللہ اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ ﴿62﴾

کرتے ہیں اور رات کی خاموشی میں نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔'' (ابن ابی حاتم) ﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر ھود 11: آیت 6﴾

آیات 61 تا 63: رزق کی فراخی اور تنگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل اپنے معبود برحق ہونے پر چند دلائل ذکر کر رہے ہیں ان میں سے یہ ہیں کہ یہ کفار اور مشرکین خود بھی اس بات کے قائل ہیں کہ زمین وآسمان کا پیدا کرنے والا، سورج اور چاند کو مسخر کرنے والا، رات اور دن کو یکے بعد دیگر لانے والا، خالق، رازق، موت اور زندگی پر قدرت رکھنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ جب مشرکین خود ان تمام باتوں کو تسلیم کرتے ہیں پھر یہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ اور دوسروں پر بھروسا کیوں کرتے ہیں؟۔ بعض مشرکین مسلمانوں سے کہا کرتے تھے اگر تم لوگ حق پر ہوتے اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوتا تو تم محتاجی کا شکار نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ جواب دیا کہ روزی کا مالک تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ اپنی حکمت کے مطابق جسے چاہتا ہے فراوانی سے رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے غربت وافلاس میں مبتلا کر دیتا ہے۔ زیادہ مال دے کر اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ میرا بندہ میرا شکر ادا کرتا ہے یا ناشکری کرتا ہے اور کم مال دے کر اللہ تعالیٰ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ میرا

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿63﴾

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس کے ذریعہ مردہ زمین کو (کس نے) زندہ کیا؟ یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ آپ فرما دیجئے کہ ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کیلئے ہے لیکن اکثر لوگ عقل سے کام نہیں لیتے۔ ﴿63﴾

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿64﴾

اور یہ دنیا کی زندگی ایک کھیل تماشا کے سوا کچھ نہیں ہے اور بے شک (اصل زندگی تو) آخرت کا گھر ہے جو ہمیشہ رہنے والا ہے۔ کاش، انہیں اس بات کا علم ہوتا۔ ﴿64﴾

بندہ صبر سے کام لیتا ہے یا میری تقدیر پر ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔ لہٰذا دولت یا محتاجی دونوں میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی رضا یا ناراضگی کی دلیل نہیں ہے۔ ان مشرکین سے اگر یہ پوچھا جائے کہ بتاؤ آسمان سے پانی کس نے نازل فرمایا ہے اور وہ کون ہے جو اس پانی کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل اپنے نبی اکرم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ جب مشرکین یہ جواب دیں تو آپ اپنے رب کا شکر ادا کریں کہ وہ اپنی ہٹ دھرمی اور دشمنی کے باوجود حق کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں اور خود اپنی زبان سے ہی اپنے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں غیروں کو شریک ٹھہرانا یہ اللہ پر بہت بڑا بہتان ہے لیکن اکثر لوگ اسے سمجھتے نہیں۔ اسی لئے ان کے قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے۔

آیت 64: دنیا کی اصل حقیقت:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل لوگوں کو دنیا کی اصل حقیقت سمجھا رہے ہیں کہ جس میں مگن ہو کر وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کو پسِ پشت ڈالے ہوئے ہیں۔ دنیا کی بے ثباتی کی مثال ایسے ہے جیسے بچے کھلونوں کے ارد گرد جمع ہوتے ہیں اور کچھ دیر ان کھلونوں سے اپنا جی بہلاتے ہیں۔ پھر ان کھلونوں کو وہیں چھوڑ کر اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں اور سوائے تھکن کے ان کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آتا۔ یہی حال اس دنیا فانی کا ہے کہ یہاں کی ہر چیز فانی اور آنے جانے والی ہے۔ لہٰذا سچی اور ہمیشہ کی زندگی آخرت کی ہے جس کے نہ زوال کا خطرہ ہے اور نہ ہی ختم ہونے کا ڈر۔ جنت اللہ عزّ وجل کی وہ عظیم نعمت ہے کہ اس کے اندر جانے والوں کو نہ تو کوئی بیماری آئے گی نہ موت

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿65﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۙ وَ لِيَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿66﴾

پس یہ (مشرکین) جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ ہی کیلئے عبادت کو خالص کر کے، اسے ہی پکارتے ہیں اور جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو دوبارہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ ﴿65﴾ تاکہ ہم نے انہیں جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ ان کی ناشکری کریں اور کچھ دن مزے اڑا لیں۔ پس جلد ہی انہیں (اپنا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ ﴿66﴾

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ

کیا یہ غور نہیں کرتے کہ ہم نے حرم کو پُر امن جگہ بنایا ہے جبکہ اس کے ارد گرد کے لوگ اُچک

اور نہ ہی وہ کسی درد یا مشکل سے دوچار ہوں گے۔ گویا جنت ہمیشہ کی خوشیوں کا نام ہے۔ اگر لوگوں کو یہ بات سمجھ میں آ جاتی تو وہ یقیناً دنیا کی اس حقیر زندگی کو آخرت کی نعمتوں اور خوشیوں والی زندگی پر ترجیح نہ دیتے۔

آیات 65 تا 66: مشرکین بھی مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے:

مشرکین کے قول و عمل میں ایک واضح تضاد یہ تھا کہ جب مشرکین کشتی میں سوار ہو کر سفر کرتے اور سمندر میں طوفان آ جاتا کشتی طوفانی موجوں میں پھنس جاتی اور انہیں بچنے کی کوئی امید نظر نہ آتی تو وہ فطرت کے تقاضوں کے مطابق صرف ایک اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے اور اپنے خود ساختہ معبودوں کو بالکل بھول جاتے تھے۔ اس لئے کہ وہ یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس وقت موت کے منہ سے انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں بچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتے ہوئے انہیں ڈوبنے سے بچا لیتے وہ خشکی پر پہنچ جاتے تو پھر اپنے خود ساختہ معبودوں کی پوجا کرنے لگتے اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کو نظر انداز کر دیتے۔ اس تضاد کو سمجھ کر عکرمہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان مشرکین کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ جو بھی احسان فراموشی کرنا چاہتے ہیں کر لیں اور جو بھی دنیا میں مزے اڑانا چاہیں اڑا لیں۔ عنقریب انہیں اپنا انجام معلوم ہو جائے گا۔ (مزید پڑھیے ترجمہ و تفسیر بنی اسرائیل 17: آیت 67)

آیات 67 تا 69: قریش پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ قریشِ مکہ پر کئے گئے اپنے احسان کا تذکرہ فرما رہے ہیں کہ کیا انہیں یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم اور پُر امن جگہ بنا دیا ہے۔ جہاں وہ دیگر قبائل

اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿67﴾

(لُوٹ) لئے جاتے ہیں۔ کیا پھر بھی یہ لوگ باطل پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔ ﴿67﴾

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿68﴾

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر بہتان باندھے یا (جب) اس کے پاس حق آئے تو اسے جھٹلا دے۔ کیا ایسے کفار کے لئے جہنم کا ٹھکانا کافی نہیں؟ ﴿68﴾

وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿69﴾ ع

اور جو لوگ ہمارے دین کے لئے کوشش کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنی سیدھی راہوں پر ڈال دیتے ہیں اور یقیناً اللہ نیک اعمال کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ ﴿69﴾

عرب کے مقابلہ میں تعداد کم ہونے کے باوجود بھی پُرسکون زندگی گزار رہے ہیں اور ان کے خلاف قتل و غارت گری کا کوئی سوچتا بھی نہیں ہے۔ جبکہ ان کے اردگرد کے قبائل ایک دوسرے پر شبِ خون مارتے رہتے ہیں، مال و اسباب لوٹ لیتے ہیں اور کچھ لوگوں کو قیدی بنا لیتے ہیں۔ لہٰذا مشرکینِ مکہ کو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان یاد رکھتے ہوئے اللہ عزّ وجل کی فرماں برداری کرنا چاہئے اور کفر و شرک سے باز آ کر اللہ کے رسول محمد ﷺ پر ایمان لانا چاہئے۔ لیکن ان پر افسوس یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ پر بہتان لگانا شروع کر دیئے، اور جب ان کے پاس اللہ ربّ العزّت کا کلام آیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ لہٰذا ان سے بڑا کوئی ظالم نہیں ہوسکتا اور ہر ظالم کا ٹھکانا اللہ تعالیٰ نے جہنم بنایا ہے جو بہت ہی بُری جگہ ہے۔ انہی عرب قبائل میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ عزّ وجل کے دین کے لئے کوشش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر نفس، شیطان اور اللہ عزّ وجل کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔ انہی لوگوں کے لئے اللہ عزّ وجل نے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں تاکہ ان اعمال کے ذریعہ یہ اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کریں۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت و تائید کا وعدہ فرمایا ہے جو انہیں ہمیشہ حاصل ہوگی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر القریش 106: آیات 1 تا 4 اور ابراہیم 14: آیات 27 تا 29)

سُوْرَةُ الرُّوْمِ

سورۂ روم مکی ہے، اس میں 60 آیات اور 6 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿1﴾

الف، لام، میم۔ ﴿1﴾

غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿2﴾

اہلِ روم مغلوب ہو گئے ہیں۔ ﴿2﴾

فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿3﴾

قریب کی سرزمین (شام) میں اور وہ مغلوب ہونے کے بعد عنقریب (اپنے دشمن اہلِ ایران پر) غالب آ جائیں گے۔ ﴿3﴾

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ

چند سال ہی میں۔ اس (شکست) سے پہلے بھی اللہ ہی کا حکم چلتا تھا اور بعد میں بھی اسی کا ہی

آیات 1 تا 6: رومیوں کے غالب آنے کی پیشین گوئی:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ کی ہجرت سے پہلے اہلِ روم اہلِ ایران کے ہاتھوں مغلوب ہوں گے پھر چند سال بعد ان پر غالب آ جائیں گے، رومیوں کے غالب آنے سے مسلمانوں کو خوشی حاصل ہو گی۔ اس کا تاریخی پسِ منظر یہ ہے کہ ایران کے بادشاہ خسرو پرویز نے 614 عیسوی میں ملکِ شام پر حملہ کر کے دمشق اور بیت المقدس پر قبضہ کر لیا جو اس زمانہ میں رومیوں کے مقبوضہ علاقوں میں شامل تھے۔ یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے مدینہ ہجرت کرنے سے سات سال پہلے پیش آیا۔ اس وقت کفارِ مکہ مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ڈھا رہے تھے جس کی وجہ سے کچھ مسلمان مکہ سے ملکِ حبشہ ہجرت کر گئے تھے۔ مشرکین مکہ نے ایرانی آتش پرستوں (اہلِ ایران) کی فتح کی خبر سن کر خوشیاں منائیں اور مسلمانوں سے کہا کہ تم اور نصاریٰ اہلِ کتاب ہونے کا دعویٰ کرتے ہو اور ہم اور اہلِ ایران بت پرست ہیں۔ جس طرح اہلِ ایران رومیوں پر غالب آ رہے ہیں اسی طرح ایک نہ ایک دن ہم بھی تمہیں مکہ کی سرزمین سے باہر نکال دیں گے۔ چنانچہ اسی دوران یہ سورۂ مبارکہ نازل ہوئی جس میں رومیوں کے مغلوب ہونے اور پھر چند ہی سال بعد ان کے غالب ہونے کی خبر دی گئی اور پھر مسلمانوں کے غلبہ کی بھی خوشخبری سنائی گئی۔ مشرکین نے جب یہ بات سنی تو ظاہری حالات کے مطابق اسے ناممکن سمجھا۔ اللہ ربّ العزّت کی طرف سے نازل کردہ خوشخبری کے مطابق رومی فوج نے ہجرت نبوی سے ایک سال پہلے 621 میں اہلِ ایران پر غلبہ حاصل کر لیا

قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ
يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿4﴾

چلے گا۔ اور (جس دن رومیوں کو فتح ہو گی) اس دن مومن (بھی) خوش ہوں گے۔ ﴿4﴾

بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ﴿5﴾

اللہ کی مدد سے (مومن بھی غالب آئیں گے)۔ اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ سب پر غالب، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿5﴾

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿6﴾

یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کبھی بھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ﴿6﴾

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ
وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿7﴾

لوگ دنیاوی زندگی کے ظاہری امور کو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ بالکل ہی غافل ہیں۔ ﴿7﴾

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا

کیا انہوں نے اپنے دلوں میں یہ غور وفکر نہیں کیا؟

اور 624ء میں اہل ایران کے سب سے بڑے آتش کدہ کو نیست ونابود کر دیا گیا۔ اسی سال مسلمانوں کو میدان بدر میں کفار کے مقابلہ میں عظیم ترین کامیابی حاصل ہوئی اور قرآن کریم کے ذریعہ ملی ہوئی خبر بالکل سچ ثابت ہوئی۔ مسلمانوں کو دوہری خوشی نصیب ہوئی ایک خوشی اہل روم کے غالب آنے کی جو کہ اہل کتاب تھے اور دوسری اسی سال میدان بدر میں کفار قریش کو شکست فاش دینے کی۔ اللہ عزّ وجل نے یہ واضح فرما دیا کہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتے ہیں مدد کرتے ہیں اور وہ اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہیں اور اللہ عزّ وجل کا ہر وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کے اہل ایران پر اور مسلمانوں کے کفار قریش پر غالب آنے کا وعدہ پورا کر دکھایا۔

آیات 7 تا 10: اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور وفکر کرنے کا حکم:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے تمام کام اور فیصلے حکمت اور مصلحت کے مطابق انجام پاتے ہیں لیکن اکثر و بیشتر لوگ اپنی جہالت، نادانی اور کائنات میں غور وفکر نہ کرنے کی وجہ سے انہیں سمجھ نہیں پاتے جبکہ وہ دنیاوی مفادات کو سمجھنے اور انہیں حاصل کرنے میں بڑے ماہر ہوتے ہیں لیکن فکر آخرت سے بالکل غافل ہوتے ہیں۔ وہ یہ سوچتے ہی نہیں کہ قیامت آئے گی اور اس دنیا میں انسان کو کس لئے بھیجا گیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ لوگوں کو غور وفکر کی دعوت دے رہے ہیں کہ یاد رکھو، جس خالق و مالک نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا پھر ایک محدود زندگی دینے کے بعد موت کے گھاٹ اتارا، کیا وہ

خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿8﴾

کہ اللہ نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان جو کچھ ہے سب کو کسی حقیقی مصلحت اور ایک مقررہ وقت تک کے لئے پیدا کیا ہے اور بے شک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملاقات کا انکار کرتے ہیں۔ ﴿8﴾

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ؕ ﴿9﴾

کیا انہوں نے زمین پر چل پھر کر یہ نہیں دیکھا کہ ان لوگوں کا انجام کیسا (بُرا) ہوا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ وہ لوگ ان سے قوت میں زیادہ تھے اور انہوں نے ان (موجودہ کفار) سے کہیں زیادہ زمین کو کاشت اور آباد کیا تھا۔ ان کے پاس بھی ان کے رسول معجزات لے کر آئے تھے پھر اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کر رہے تھے۔ ﴿9﴾

تمہیں دوبارہ پیدا کر کے اس دنیا کی زندگی کے اعمال کا حساب لینے پر قادر نہیں ہے؟ اس حقیقت کو سمجھنا چاہو تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور کرو کہ اسی اللہ نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو ایک مقصد کے لئے پیدا کیا ہے اور ان کی بقا کی مدت بھی محدود ہے۔ جب وہ مدت پوری ہو جائے گی تو کائنات کی تمام چیزیں فنا ہو جائیں گی اور تمام جنوں اور انسانوں کو محشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہو کر اپنے اعمال کا حساب دینا ہو گا لیکن اکثر و بیشتر لوگ اس حقیقت کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو گزشتہ قوموں کے علاقہ میں جا کر ان کے حالات کا مشاہدہ کرنا چاہئے کہ جن قوموں نے بھی اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی اور کفر و سرکشی کا راستہ اختیار کیا انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ حالانکہ وہ لوگ بڑے طاقتور تھے انہوں نے زمین میں کھدائی کر کے اس سے خوب فائدہ اٹھایا۔ اس میں کاشت کی، اس میں سے مختلف قسم کی معدنیات نکالیں، بڑی بڑی عمارتیں بنائیں، مختلف قسم کی چیزیں ایجاد کیں، دنیاوی زندگی کا خوب لطف اٹھایا۔ وہ دنیا میں اس قدر مگن ہو گئے کہ اپنی خواہشات کے غلام بن گئے اور وہ آخرت اور اللہ عزّ وجل کو بالکل بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کرتے ہوئے ان کی ہدایت کے لئے اپنے رسول معجزات اور کھلی

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿10﴾

پھر جن لوگوں نے بُرے اعمال کئے ان کا انجام بُرا ہی ہوا۔ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تھا اور وہ ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ﴿10﴾

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿11﴾

اللہ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا پھر تم سب اسی کی طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔ ﴿11﴾

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿12﴾

اور جس دن قیامت قائم ہو گی تو مجرم لوگ حیرت زدہ رہ جائیں گے۔ ﴿12﴾

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿13﴾

اور ان کے شرکا میں سے بھی کوئی ان کا سفارشی نہ بنے گا اور وہ خود بھی اپنے شرکا کا انکار کردیں گے۔ ﴿13﴾

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿14﴾

اور جس دن قیامت قائم ہو گی اس دن لوگ (مومن اور کافر) الگ الگ گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ ﴿14﴾

نشانیاں دے کر بھیجے۔ لیکن انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور اپنی سرکشی پر ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ یہ تباہی ان کے بُرے اعمال کا نتیجہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔ آخرت میں ایسے لوگوں کو جہنم میں گھسیٹ کر ڈال دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلانے اور مذاق اڑانے کا انہیں خوب مزہ چکھایا جائے گا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 110)

آیات 11 تا 16: قیامت کے دن گناہ گار لوگ حیران و پریشان ہوں گے:

جو لوگ دنیا میں آخرت کا انکار کرتے رہے اور اس بات پر کبھی غور نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین اور اس کے درمیان تمام چیزوں کا رب ہے، اسی نے انسانوں کو پہلی بار پیدا کیا ہے، وہی انہیں دوبارہ زندہ کر کے حساب و کتاب کے لئے جمع فرمائے گا اور وہ لوگ جو جرائم اور گناہوں کا ارتکاب کرتے رہے جب حشر کے میدان میں اصل حقیقت اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿15﴾

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے وہ (جنت کے) باغات میں خوش وخرم رہیں گے۔ ﴿15﴾

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿16﴾

اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیات اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا، وہ عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے۔ ﴿16﴾

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿17﴾

پس تم اللہ کی تسبیح (پاکی بیان) کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔ ﴿17﴾

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿18﴾

اور آسمان و زمین میں تمام تعریفوں کے لائق صرف وہی ہے اور اسی کی پاکی بیان کرو تیسرے پہر اور ظہر کے وقت بھی۔ ﴿18﴾

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بالکل ناامید ہو جائیں گے، ان کے حواس کھو جائیں گے، ان کی زبانیں بند ہو جائیں گی اور وہ جن خود ساختہ معبودوں کی دنیا میں عبادت کرتے تھے اورانہیں وہ اللہ کے نزدیک اپنا سفارشی سمجھتے تھے، اس دن وہ ان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔ اس سے ان کی ناامیدی اور بڑھ جائے گی۔ اور وہ اس وقت اپنے خود ساختہ معبودوں سے تعلق کا انکار کر دیں گے لیکن اس وقت کا انکار انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اللہ عزّ وجل تمام لوگوں سے حساب لیں گے۔ حساب کے بعد مومن اور کافر الگ الگ ہو جائیں گے۔ مومنوں کو جنت میں بھیج دیا جائے گا اور کفار جہنم کے حوالے کر دیئے جائیں گے۔ (مزید پڑھیے یٰسٓ 36: آیت59) مومنوں کو جنت کے اعلیٰ ترین باغات اور محلات عطا کئے جائیں گے جہاں وہ عیش وعشرت کی زندگی گزاریں گے جبکہ کفار کو سخت ترین عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا جو نہ تو کبھی ہلکا ہو گا اور نہ ہی کبھی ختم ہو گا۔

آیات 17 تا 19: پنج وقتہ نماز کا حکم:

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان آیاتِ مبارکہ میں پانچوں نماز کے اوقات کا ذکر ہے۔ (ابن مردویہ)۔ چونکہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی جاتی ہے اور اس کی حمد وثنا بیان کی جاتی ہے اس لئے اسے تسبیح وتحمید سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تُمْسُوْنَ سے مغرب اور عشا، تُصْبِحُوْنَ سے فجر اور عَشِيًّا

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿19﴾

وہی زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے اور مُردہ کو زندہ سے اور وہی زمین کو اس کی موت (بنجر ہونے) کے بعد زندہ (آباد) کرتا ہے اور اسی طرح تم بھی (اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔ ﴿19﴾

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿20﴾

اور اس (اللہ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم انسان بن کر پھیلتے جا رہے ہو۔ ﴿20﴾

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا

اور اس (اللہ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون

سے عصر اور تُظْهِرُوْنَ سے نمازِ ظہر مراد ہے۔ جنت کو حاصل کرنے اور جہنم سے نجات پانے کا سب سے بڑا ذریعہ پانچ وقت کی نمازوں کو پابندی سے ادا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف سے تسبیح و تحمید، اطاعت و بندگی کا مستحق اپنے آپ کو قرار دیا ہے۔ اس لئے کہ اللہ عزّ وجل پوری کائنات پر مکمل قدرت رکھتے ہیں۔ وہی زندہ کو مُردہ سے نکالتے ہیں جیسے انسان کو نطفہ سے اور چڑیا کو انڈا سے اور وہی مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے جیسے نطفہ انسان سے اور انڈا حیوان سے۔ وہی خشک اور قحط زدہ زمین کو بارش کے زریعہ زندہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے اس میں پودے لہلہانے لگتے ہیں۔ لہٰذا جو ذات ان تمام چیزوں کی پہلی مرتبہ پیدائش پر قدرت رکھتی ہے وہی ذات تمام لوگوں کو قبروں سے دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر یٰسٓ 36: آیات 33 تا 34)

آیات 20 تا 21: انسان کو دوبارہ زندہ کرنے پر دلائل:

اللہ تعالیٰ انسان کو موت کے بعد دوبارہ زندگی دینے پر بھی قادر ہے اس کی ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ عزّ وجل نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور بظاہر مٹی اور انسان کی ذات و صفات کے درمیان کوئی مناسبت نہیں۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک مکمل انسان بن کر زمین میں پھیل گیا۔ جس نے اپنے وجود سے زمین کو بھر دیا، قلعے بنائے، شہروں کو آباد کیا، خشکی اور تری کے راستے طے کئے، مال و دولت کے حصول کے لئے بستی بستی اور شہر شہر چھان مارا اور مختلف علوم و فنون ایجاد کئے۔ یہ تمام صلاحیتیں مٹی کے بنے ہوئے جسم میں کس نے پیدا کیں؟ اس کا جواب یقیناً اس کے سوا کچھ نہیں کہ

وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿21﴾

حاصل کرو اور اسی نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کر دی۔ غور و فکر کرنے والوں کیلئے اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔ ﴿21﴾

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿22﴾

اور اس (اللہ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کو پیدا کرنا اور تمہاری زبانیں اور تمہارے رنگ مختلف بنانا بھی ہے۔ بے شک اس میں اہلِ علم کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔ ﴿22﴾

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاۗؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ

اور اس (اللہ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کو سونا اور اس کے فضل (رزق) کو تلاش کرنا بھی ہے۔ بلاشبہ

صرف اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے انسان کو یہ تمام صلاحیتیں عطا کی ہیں اور وہی ذات ہر چیز پر قادر ہے۔ جب وہ یہ صلاحیتیں عطا کرنے پر قادر ہے تو وہ دوبارہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ اسی اللہ نے انسان ہی کی جنس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا تا کہ وہ اس کے قریب آ کر سکون و راحت حاصل کرے اور پھر میاں بیوی میں محبت پیدا کر دی۔ اگر بیوی انسان کے علاوہ کسی اور جنس سے ہوتی تو محبت کے بجائے ایک دوسرے سے وحشت اور نفرت ہوتی۔ یہ اللہ عزّ وجل ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے کہ جس مرد اور عورت میں کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی اور کوئی رشتہ داری بھی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے نکاح کے بعد دونوں میں انتہائی محبت پیدا کر دی اور یہ دونوں ایک دوسرے پر جان نثار کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ جب یہ تمام کام اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے کر سکتا ہے تو دوبارہ زندہ کرنا بھی اس کے لئے کوئی مشکل نہیں ہے۔

آیات 22 تا 27: اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے کے دلائل:

اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے آسمان و زمین اور ان میں پائی جانے والی تمام عجیب و غریب مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ اسی نے انسانوں کو مختلف قسم کی زبانیں سکھائی ہیں کہیں عربی ہے، کہیں ترکی، کہیں انگریزی، کہیں سندھی، کہیں فارسی وغیرہ اور ہر زبان دوسرے سے علیٰحدہ بنائی ہے۔ ایک زبان دوسرے کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوتی۔ اسی طرح اس نے تمام بنی نوع انسان کی اصل ایک ہی ہونے کے باوجود انہیں قوموں میں تقسیم کر دیا، ایک دوسرے سے رنگ مختلف بنا دیئے۔ یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کے وحدہٗ لاشریک ہونے پر واضح دلائل ہیں۔ اسی طرح اس ذات نے رات

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿23﴾

اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو (غور سے) سنتے ہیں۔ ﴿23﴾

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿24﴾

اور اس (اللہ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمہیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے جس سے تم ڈرتے بھی ہو اور (بارش کی) امید بھی رکھتے ہو اور وہی آسمان سے بارش برساتا ہے جس سے مُردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔ بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ ﴿24﴾

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿25﴾

اور اس (اللہ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آسماں و زمین اسی کے حکم سے (بغیر کسی ستون کے) قائم ہیں۔ پھر جب وہ تمہیں پکارے گا تو تم سب فوراً زمین سے (ایک ہی پکار میں) نکل آؤ گے۔ ﴿25﴾

اور دن بنائے ہیں تا کہ دن کے وقت کام کر سکیں اور رات کے وقت آرام کر سکیں۔ آدمی کا سو جانا موت ہی کی ایک قسم ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے اسے بیدار کرتے ہیں۔ یقیناً اس میں بھی غور و فکر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اسی اللہ کے حکم سے فضا میں بجلی چمکتی ہے جس سے زمین پر رہنے والے انسان ڈر جاتے ہیں کہ کہیں یہ بجلی ہم پر گر کر ہم کو ہلاک نہ کر دے اور انسان اس بجلی سے یہ امید بھی لگائے ہوئے ہوتے ہیں کہ شاید یہ بجلی رحمت کی بارش کا پیش خیمہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات پر رحم کرتے ہوئے بارش برساتے ہیں جس سے مُردہ زمین میں جان آ جاتی ہے، پودے کھل کھلا اٹھتے ہیں اور کھیتیاں لہلہا اٹھتی ہیں، یہ ساری باتیں عقل والوں کو دعوت دیتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور وہ انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کی مکمل قدرت رکھتے ہیں۔ اسی کی قدرت کا کرشمہ یہ ہے کہ اس نے جب سے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے یہ بغیر کسی سہارے کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی اپنی جگہ قائم ہیں۔ نہ تو آسمان گرتا ہے اور نہ ہی زمین نیچے جاتی ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو تمام انسان بڑی تیزی سے اپنی قبروں سے نکل کر میدان محشر میں جمع ہو جائیں گے۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿26﴾

اور زمین و آسمان کی ہر چیز اسی کی ملکیت ہے اور سب کے سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔ ﴿26﴾

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ
يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ
الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿27﴾

اور وہی تو ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ اور آسمان و زمین میں وہی اعلیٰ صفت والا ہے اور وہ سب پر غالب، خوب حکمت والا ہے۔ ﴿27﴾

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ
هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

اللہ نے تمہارے لئے ایک مثال بیان فرمائی ہے جو خود تم ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے، کیا اس میں تمہارے

جب آسمان و زمین کی تمام مخلوقات اللہ عزّ وجل کی مملوک ہیں اسی نے انہیں پیدا کیا ہے اور وہی ان میں تصرف کرتا ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ وہی قیامت کے دن انہیں دوبارہ پیدا کرنے پر مکمل قدرت رکھتا ہے اور یہ کام اللہ تعالیٰ کے لئے بڑا ہی آسان ہے کیونکہ دوبارہ پیدا کرنا پہلی بار سے آسان ہوتا ہے۔ یہ بات انسانی عقل وفہم کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائی جا رہی ہے۔ وگرنہ اللہ تعالیٰ کیلئے تو ہر چیز آسان ہے اور وہ پوری کائنات سے اعلیٰ ہے کوئی مخلوق بھی اپنی کسی صفت کے اعتبار سے اس کے ہم مثل نہیں ہے۔ (مزید پڑھیے الاعراف 7: آیت 189، الحج 22: آیت 5، الفاطر 35: آیت 45)

آیات 28 تا 29: مشرکین کو سمجھانے کے لئے ایک اور مثال:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ مشرکین کو سمجھانے کے لئے انسانوں کے حالات زندگی سے ماخوذ ایک اور مثال دے رہے ہیں کہ تمہارے غلام جو تمہارے جیسے ہی انسان ہوتے ہیں کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ وہ تمہاری روزی میں تمہارے شریک بن جائیں اور تمہارے برابر بن کر اس میں تمہاری طرح ہی تصرف کریں۔ کیا تم ان سے اسی طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنے شرکا سے ڈرتے ہو؟ یقیناً یہ بات تمہیں پسند نہیں ہوگی۔ پھر تم یہ کیسے پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسی کی مخلوق (چاہے وہ فرشتے ہوں، پیغمبر ہوں، اولیا وصلحا ہوں، جن ہوں یا پتھر کے بت اور درخت ہوں) کو شریک ٹھہراؤ۔ اللہ تعالیٰ عقل والوں کے لئے اپنی توحید کے دلائل کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ ان میں غور کر کے شرک سے توبہ کر لیں اور صرف ایک اللہ عزّ وجل کی عبادت

مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ
فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ
اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ
لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿28﴾

غلاموں میں سے بھی تمہارا کوئی شریک ہے کہ تم اور وہ اس میں برابر درجہ کے ہو؟ (کیا) تم ان سے ایسا خطرہ رکھتے ہو جیسا اپنوں سے رکھتے ہو؟ ہم اسی طرح آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ ﴿28﴾

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ
اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿29﴾

بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) ان ظالموں نے بغیر علم کے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے۔ پس جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کون ہدایت دے سکتا ہے اور ان کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوگا۔ ﴿29﴾

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ
فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ
عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ
ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ
اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿30﴾ قلا

پس (اے نبی ﷺ) آپ یکسو ہو کر دین (اسلام) پر قائم رہئے۔ یہ اللہ کا وہ دینِ فطرت ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی تخلیق میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی صحیح دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ ﴿30﴾

کرنے لگ جائیں لیکن وہ لوگ جو دنیا میں جہالت کی بنا پر اپنی خواہشات کی پیروی میں لگ جاتے ہیں وہ ان دلائل پر غور وفکر نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ گمراہ ہو جاتے ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ گمراہی کے راستہ پر ڈال دے ان کے شرک کی وجہ سے پھر انہیں کوئی ہدایت نہیں دے سکتا اور نہ ہی ان کی کوئی مدد کر سکتا ہے۔

آیات 30 تا 32: دینِ ابراہیمی اختیار کرنے کا حکم:

مندرجہ بالا آیات میں اللہ عزّ وجل نے دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق، مالک اور مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔ اسی لئے اللہ عزّ وجل نے اپنے نبی اور تمام مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ تمام باطل ادیان کو چھوڑ کر مکمل طور پر دینِ اسلام پر قائم ہو جاؤ۔ جس کی بنیاد توحید اور نیک اعمال ہیں ۔ یہی اللہ تعالیٰ کا وہ دینِ فطرت ہے جس پر اللہ عزّ وجل نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے ۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ”ہر بچہ فطرت (دینِ اسلام) پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے ماں باپ اسے یہودی ، عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسے مادہ چوپایہ ایک مکمل

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿31﴾

(اے لوگو) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے (دینِ اسلام پر قائم رہو)، اسی (کے عذاب) سے ڈرتے رہو، نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔ ﴿31﴾

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿32﴾

یعنی ان لوگوں میں سے (نہ ہو جاؤ) جنہوں نے اپنے دین کے ٹکڑے بنا لئے اور وہ مختلف گروہوں میں بٹ گئے ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے، وہ اسی پر خوش ہے۔ ﴿32﴾

بچہ کو جنتی ہے ان میں سے کسی کا کان کٹا ہوا نہیں ہوتا۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت (الروم30: آیت30) تلاوت فرمائی۔ (بخاری،مسلم)۔چونکہ دینِ اسلام دینِ فطرت ہے۔ اسی لئے اللہ عزّ وجل نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ فطرت کو نہ بدلو اور اپنی اولاد کی بھی تعلیم و تربیت اسی فطرت کے مطابق کرو تا کہ بچہ بڑا ہو کر عقیدہ توحید پر پکا ہو اور دینِ اسلام پر عمل پیرا ہو۔ کیونکہ یہی اللہ تعالیٰ کا وہ سچا دین ہے جس میں کوئی کمی نہیں لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہونے کی وجہ سے گمراہی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ نیز ان آیات میں اللہ عزّوجل نے مسلمانوں کو دینِ اسلام پر ثابت قدمی کے ساتھ ساتھ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت کی ہے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہنے کا بھی حکم دیا ہے اور یہ بھی حکم دیا ہے کہ اپنی نمازوں کی پابندی کریں، کسی بھی حال میں شرک کا ارتکاب نہ کریں۔ وہ لوگ جنہوں نے دینِ اسلام کو چھوڑ کر اور دین اختیار کر لئے ہیں اور وہ کئی گروہوں میں تقسیم ہو چکے ہیں، وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ ہمارا دین سچا ہے۔ حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ دین اسلام آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی اور دین مقبول نہیں۔ لہٰذا جو شخص بھی آخرت میں نجات پانا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ دنیا میں ہدایت کی راہ پر چلتے ہوئے دینِ اسلام کا انتخاب کرے اور آخری نبی محمد ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرے تا کہ دونوں جہاں میں اسے کامیابی نصیب ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔''بنی اسرائیل 72 فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت 73 فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی ان میں سے صرف ایک فرقہ نجات پائے گا۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: وہ کون سا فرقہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:۔''یہ وہ لوگ ہوں گے جو اس (دین) پر ہوں گے جس پر آج میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔'' (ترمذی)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت159)

وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۙ﴿33﴾

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب ہی کی طرف (پوری طرح) رجوع کر کے اسے پکارتے ہیں پھر جب وہ (اللہ) انہیں اپنی رحمت کا ذائقہ چکھاتا ہے تو ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔ ﴿33﴾

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۟ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿34﴾

تاکہ وہ اس نعمت کی ناشکری کریں جو ہم نے انہیں دی ہے۔(اے نبی ﷺ آپ فرما دیجئے) تم لوگ خوب مزے کر لو۔ عنقریب تمہیں (اپنا برا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ ﴿34﴾

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿35﴾

کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے جو شہادت دیتی ہو اس شرک کی صداقت پر جو یہ کر رہے ہیں۔ ﴿35﴾

آیات 33 تا 38: انسان کی عجیب وغریب حالت:

جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو صحت، روزی اور دیگر نعمتوں سے نوازتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بجائے لوگوں کے سامنے فخر کرنے لگتا ہے اور اس نعمت کو اپنی عقل کا نتیجہ سمجھنے لگتا ہے۔ پھر جب اسی انسان پر اس کے بُرے اعمال کی وجہ سے کوئی مصیبت آ جاتی ہے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے لیکن اہل ایمان عام لوگوں سے بالکل مختلف ہوا کرتے ہیں۔ انہیں جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے تو وہ صبر کرتے ہیں جس پر انہیں اجر ملتا ہے اور جب انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں اور مزید نیک اعمال کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں یعنی وہ نہ ہی فخر کرتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں بلکہ صبر اور عمل صالح کو اختیار کرتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل ان لوگوں سے سوال کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہو جاتے ہیں۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ اللہ عزّ وجل جس کی روزی میں چاہتا ہے اضافہ فرما دیتا ہے اور اس کے خزانوں میں کمی نہیں ہوتی اور جس کی روزی چاہتا ہے کم کر دیتا ہے۔ اس لئے بندوں کو چاہئے کہ اس کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہوں اور گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے اسی سے بخشش طلب کریں تاکہ وہ ان پر اپنے فضل وکرم کا دروازہ دوبارہ کھول دے۔ جب روزی دینے والا اللہ ہے اور اس کے خزانوں میں کوئی

وَ اِذَآ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَةً
فَرِحُوۡا بِهَا ؕ وَ اِنۡ تُصِبۡهُمۡ
سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ
اِذَا هُمۡ يَقۡنَطُوۡنَ ﴿36﴾

اور جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے ہاتھوں کی آگے بھیجی ہوئی کمائی کی وجہ سے انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ جلد ہی ناامید ہو جاتے ہیں۔ ﴿36﴾

اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ
لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ
لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿37﴾

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ جسے چاہتا ہے کشادہ روزی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تنگ۔ اس میں بھی ان لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔ ﴿37﴾

فَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ
وَابۡنَ السَّبِيۡلِ ؕ ذٰلِكَ خَيۡرٌ
لِّلَّذِيۡنَ يُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَ اللّٰهِ ۫
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿38﴾

(اے مومنو) پس تم قرابت دار کو اس کا حق دو مسکین اور مسافر کو بھی۔ یہ بات ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ ﴿38﴾

وَمَآ اٰتَيۡتُمۡ مِّنۡ رِّبًا لِّيَرۡبُوَا۟ فِىۡٓ
اَمۡوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرۡبُوۡا عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ
وَمَآ اٰتَيۡتُمۡ مِّنۡ زَكٰوةٍ تُرِيۡدُوۡنَ وَجۡهَ
اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُضۡعِفُوۡنَ ﴿39﴾

اور تم جو کچھ سود پر دیتے ہو تا کہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر وہ بڑھتا رہے، وہ (مال) اللہ کے ہاں نہیں بڑھتا اور تم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جو زکوٰۃ دیتے ہو تو ایسے ہی لوگ اپنے مال کو کئی گنا بڑھانے والے ہیں۔ ﴿39﴾

کمی بھی نہیں تو بندوں کو چاہئے کہ وہ بخل اور کنجوسی سے کام نہ لیں بلکہ اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے رشتہ داروں، محتاجوں اور مسافروں کو بھی دیں۔ رشتہ داروں کے جو حقوق واجب ہیں انہیں خوش دلی سے ادا کریں اور ان حقوق کے علاوہ بھی ان کے ساتھ مالی تعاون کرتے رہیں۔ اسی طرح آس پاس جو محتاج اور مساکین ہیں ان کی ضرورت کا بھی خیال رکھیں اور جہاں تک ہوسکتا ہو ان کی مدد کریں، ایسا کرنے والے لوگ یقیناً اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے طلب گار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کو اللہ عزّ وجل دنیا و آخرت میں کامیاب کرتے ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر ھود 11: آیات 9 تا 11)

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآىٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿40﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ

اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں موت دے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شرکا میں سے کوئی ایسا ہے جو ان میں سے کوئی کام بھی کر سکتا ہو؟ اللہ ان کے شریک ٹھہرانے سے پاک اور بہت بالا و برتر ہے۔ ﴿40﴾ خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا ہے جس کی وجہ لوگوں کے کمائے ہوئے (برے) اعمال

آیات 39 تا 40: اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں خرچ کرنے والے لوگوں کے بارے میں وضاحت فرمارہے ہیں کہ جو بھی میری راہ میں میری خوشنودی کے لئے مال خرچ کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت میں اس کا بہترین بدلہ دیا جائے گا۔ فرمان الٰہی ہے :- (ترجمہ) ''اور تم جو بھی مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو، وہ تمہیں اس کا بہترین بدلہ عطا کرے گا۔'' (سبا34: آیت 39)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک کھجور بھی صدقہ دے اور وہ حلال کمائی میں سے ہو تو اللہ رحمٰن و رحیم اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیتے ہیں اور پھر اس طرح اسے بڑھاتے ہیں جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچہ کی پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہی ایک کھجور احد پہاڑ کے برابر ہو جاتی ہے۔'' (بخاری)۔ آیت 40 میں اللہ عزّ وجل ان لوگوں کو ڈانٹتے ہوئے فرما رہے ہیں جو اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرتے ہیں کہ ذرا غور تو کرو اللہ ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے ، وہی تمہیں روزی دیتا ہے، وہی تمہیں ایک مقررہ وقت گزار لینے کے بعد موت دے گا اور قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا۔ تمہارے خود ساختہ معبودوں میں سے کوئی بھی ان باتوں کی قدرت نہیں رکھتا۔ جب کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا مقابل نہیں ہے تو پھر اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر تم خود ساختہ معبودوں کی عبادت کیوں کرتے ہو؟

آیات 41 تا 42: زمین میں فساد پھیلنے کی وجہ انسانوں کے بُرے اعمال ہیں:

زمین میں فساد کا پھیل جانا، خشکی اور تری میں فساد ظاہر ہونا یعنی بارش کا رک جانا، خوفناک قحط کا آجانا، لوگوں کا بھوک و افلاس میں مبتلا ہونا، سمندروں میں جانوروں کا مرنا۔ یہ سب انسانوں کے

بَعۡضَ الَّذِیۡ عَمِلُوۡا لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿41﴾

ہیں۔ تا کہ اللہ لوگوں کو ان کے کچھ (بُرے) اعمال کا مزہ چکھائے۔ شاید کہ وہ (اپنے رب کی طرف) لوٹ آئیں۔ ﴿41﴾

قُلۡ سِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ کَانَ اَکۡثَرُهُمۡ مُّشۡرِکِیۡنَ ﴿42﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے تم زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے ان کا انجام کیا ہوا؟ ان میں سے اکثر لوگ مشرک تھے۔ ﴿42﴾

فَاَقِمۡ وَجۡهَکَ لِلدِّیۡنِ الۡقَیِّمِ مِنۡ

پس (اے نبی ﷺ) آپ اپنا رخ اس سچے اور سیدھے دین کی طرف ہی رکھیں اس دن

بُرے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے ۔ کیونکہ انسان جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیروں کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی شریعت کو نظر انداز کرتے ہوئے زندگی گزارتے ہیں تو ان کے درمیان حلال وحرام کی تمیز ختم ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں لوگوں کی عزت ، جان و مال محفوظ نہیں رہتے اور سزا کے طور پر ان پر قحط سالی، مہنگائی، جنگ و جدال اور فتنہ و فساد کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دنیاوی سزاؤں سے متاثر ہو کر لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اپنے گناہوں کی اللہ عزّ وجل سے معافی مانگ لیں تا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ”زمین پر اللہ عزّ وجل کی ایک حد کا قائم ہو جانا 40 دن کی بارش سے بہتر ہے۔“ (ابو داؤد)۔ حد جاری ہو جانے کی وجہ سے لوگ گناہوں سے باز آ جاتے ہیں اور جرائم کا ارتکاب کرنے سے ڈرتے ہیں اور گناہوں سے بچنا زمین و آسمان کی برکات کے حصول کا ذریعہ ہے۔ آیت 42 میں اللہ عزّ وجل کفار کو سمجھانے کے لئے فرما رہے ہیں کہ تم زمین میں سیر کر کے اپنی آنکھوں سے ان قوموں کی ہلاکت کا مشاہدہ کر لو جو تمہاری ہی طرح اللہ تعالیٰ سے بغاوت کرنے والی تھیں ۔ انہوں نے انبیا علیہم السلام کی دعوتِ توحید کا انکار کر دیا تھا ، اللہ عزّ وجل نے ناراض ہو کر انہیں ہلاک کر دیا اور ان کی بستیوں کے کھنڈرات اب تک ان کی ذلت و رسوائی کی گواہی دے رہے ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 168)

آیات 43 تا 45: قیامت سے پہلے پہلے مسلمان ہونے کی ترغیب:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ اپنے تمام بندوں کو دینِ اسلام قبول کرنے اور پھر اس پر قائم رہتے ہوئے نیک اعمال کرنے کی رغبت دلا رہے ہیں کیونکہ جب قیامت آ جائے گی تو اسے کوئی واپس

قَبۡلِ اَنۡ یَّاۡتِیَ یَوۡمٌ لَّا مَرَدَّ لَہٗ
مِنَ اللّٰہِ یَوۡمَئِذٍ یَّصَّدَّعُوۡنَ ﴿43﴾

کے آنے سے پہلے جسے اللہ کی طرف سے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اس دن لوگ (مومن اور کافر) الگ الگ ہو جائیں گے۔ ﴿43﴾

مَنۡ کَفَرَ فَعَلَیۡہِ کُفۡرُہٗ ۚ وَ مَنۡ عَمِلَ
صَالِحًا فَلِاَنۡفُسِہِمۡ یَمۡہَدُوۡنَ ﴿44﴾

جو آدمی کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پر آئے گا اور جو لوگ نیک اعمال کریں گے وہ اپنی ہی آرام گاہ سنوار رہے ہیں۔ ﴿44﴾

لِیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿45﴾

تا کہ اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اپنے فضل سے اس کا بدلہ عطا فرمائے۔ بلاشبہ اللہ کفار کو پسند نہیں کرتا۔ ﴿45﴾

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ یُّرۡسِلَ الرِّیَاحَ
مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِیُذِیۡقَکُمۡ مِّنۡ رَّحۡمَتِہٖ

اور اس (اللہ کی قدرت) کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ہواؤں کو (بارش کی) خوشخبری دینے والی بنا کر بھیجتا ہے تا کہ وہ تمہیں اپنی

نہیں لوٹا سکے گا۔ اس دن لوگ دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ایک جماعت جو دنیا میں نیک اعمال کرتی رہی اور اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق زندگی گزارتی رہی انہیں جنت میں بھیج دیا جائے گا اور دوسری جماعت جو دنیا میں کفر کی راہ پر چلتی رہی انہیں جہنم کی شعلہ مارتی ہوئی آگ کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ یہ سب اس لئے ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو آخرت کی کھیتی بنایا، یہاں انسان جو کچھ بھی بوئے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔ لہٰذا جو لوگ اپنی عقل اور سمجھ کو استعمال کرتے ہوئے دینِ اسلام کو قبول کر لیتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ آخرت میں انہیں جنت کا وارث بنا دیں گے اور جو اپنی عقل اور سمجھ کو استعمال نہیں کرتے اور کفر کی راہ پر چلتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں ان کے کفر کا مزہ چکھائیں گے۔

آیت 46: رحمت کی بارش بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے:

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ اللہ عزّ وجل رحمت کی بارش سے پہلے بارش کی خوش خبری دینے کے لئے ہوائیں بھیجتے ہیں۔ جس سے لوگوں کو یہ امید ہو جاتی ہے کہ اب عنقریب بارش ہو گی ۔ اللہ تعالیٰ اس بارش کے ذریعہ لوگوں کو روزی مہیا کرتے ہیں اور ان ہواؤں کے ذریعہ سمندر میں چلنے والی کشتیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ چلاتے ہیں تا کہ لوگ مختلف ممالک کا سفر کر کے بذریعہ تجارت اپنی روزی کا انتظام کر سکیں اور اپنے رب کا شکر ادا کریں۔

وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿46﴾

رحمت کا مزہ چکھائے اور اس لئے بھی کہ اس کے حکم سے کشتیاں چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرسکو اور شاید کہ تم شکر ادا کرو۔ ﴿46﴾

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَانتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿47﴾

اور بلا شبہ ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا جو ان کے پاس واضح نشانیاں لے کر آئے تھے۔ (مگر انہوں نے انہیں جھٹلا دیا) پھر جو لوگ مجرم تھے ہم نے ان سے انتقام لیا اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔ ﴿47﴾

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ

اللہ وہ ذات ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے۔ وہ بادل کو اٹھاتی ہیں۔ پھر اللہ اس بادل کو آسمان میں جیسے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے اور اسے ٹکڑے

آیت 47: گزشتہ قوموں کے جرائم پر اللہ تعالیٰ کا انتقام:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ ہم نے آپ سے پہلے بہت سے انبیا علیہم السلام اور رسولوں کو ان کی قوموں کی طرف بھیجا جیسے نوح، ھود، صالح، ابراہیم اور شعیب علیہم السلام وغیرہ۔ ان سب کو اللہ عزّ وجل نے ان کی نبوت کی تصدیق کے لئے معجزات بھی عطا فرمائے تھے لیکن اس کے باوجود ان کی قوموں نے انہیں جھٹلایا اور جرائم کا ارتکاب کرنے لگے جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا اور ان میں سے جو لوگ انبیا علیہم السلام پر ایمان لائے تھے ان کی نصرت و مدد فرماتے ہوئے انہیں ہر قسم کے عذاب سے محفوظ کر لیا اور اللہ عزّ وجل نے مسلمانوں کی تائید و مدد اپنے اوپر لازم کر لی ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر آل عمران 3: آیت 139 اور الانعام 6: آیت 54)

آیات 48 تا 51: بارش کے فوائد:

بارش سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو بادلوں کو حرکت دیتی ہیں اور وہ بادل اللہ تعالیٰ کے حکم سے فضا میں پھیل جاتے ہیں۔ کہیں گہرے بادل ہوتے ہیں اور کہیں ہلکے۔ کہیں زیادہ ہوتے ہیں اور کہیں کم۔ پھر اللہ عزّ وجل ان بادلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں جن کے درمیان سے بارش نازل ہوتی ہے اور لوگ اس بارش کو دیکھ کر خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ خشکی اور

يَشَآءُ وَ يَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى
الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ
اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ
اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿48﴾

ٹکڑے بنا دیتا ہے۔ پس آپ دیکھتے ہیں کہ ان کے درمیان میں سے بارش کے قطرے نکلنے لگتے ہیں اور جب اللہ، اپنے بندوں میں سے، جن پر چاہتا ہے اسے برسا دیتا ہے تو اس وقت وہ (بندے) خوش ہو جاتے ہیں۔ ﴿48﴾

وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ
عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿49﴾

حالانکہ وہ لوگ اس بارش کے ان پر برسنے سے پہلے مایوس ہو چکے تھے۔ ﴿49﴾

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ
يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ
ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿50﴾

پس آپ اللہ کی رحمت کے نتائج پر غور کیجئے کہ وہ کیسے زمین کو مُردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ یقیناً وہی مُردوں کو زندہ کرنے والا اور ہر چیز پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔ ﴿50﴾

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا
لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿51﴾

اور اگر ہم ایسی (تند و تیز) ہوا بھیج دیں جس کے اثر سے وہ اپنی کھیتی کو زرد پڑتا ہوا دیکھیں تو اس کے بعد وہ ضرور ناشکری کرنے لگتے ہیں۔ ﴿51﴾

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ
الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿52﴾

(اے نبی ﷺ) بیشک آپ نہ تو مُردوں کو (اپنی آواز) سنا سکتے ہیں اور نہ ہی بہروں کو جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جا رہے ہوں۔ ﴿52﴾

قحط سالی کی وجہ سے انہیں جو غم لاحق ہوتا ہے وہ دور ہو جاتا ہے۔ جس طرح اللہ عزّ وجل رحمت کی بارش کے ذریعہ مُردہ زمین کو زندہ کرتے ہیں اور اس میں سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو دوبارہ زندہ کریں گے اس لئے کہ اللہ عزّ وجل ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش کے بعد بسا اوقات گرم ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو اس سبزہ کو زرد بنا دیتی ہیں اور پھر چند دنوں کے بعد وہ کوڑا کرکٹ ہو کر اُڑ جاتا ہے۔ یہ تمام چیزیں دیکھ کر کافر اللہ تعالیٰ کی سابقہ تمام نعمتوں کو بھول جاتا ہے اور ناشکری کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ ہم نے تو کبھی خوشی دیکھی ہی نہیں، ہم تو ہمیشہ آزمائش میں ہی رہے۔ (مزید پڑھیے الاعراف 7: آیت 57، الواقعہ 56: آیات 63 تا 67)

آیات 52 تا 53: آخرت کا انکار کرنے والوں کی مثال مُردوں جیسی ہے:

جس طرح مُردے اور بہرے کسی کی پکار نہیں سنتے اسی طرح کفار اور آخرت کا انکار کرنے والے

وَمَآ اَنۡتَ بِهٰدِ الۡعُمۡىِ عَنۡ ضَلٰلَتِهِمۡ ؕ اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿53﴾

اور نہ ہی آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے (نکال کر) ہدایت دے سکتے ہیں۔ آپ تو صرف ان لوگوں کو ہی سنا سکتے ہیں جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس یہی لوگ فرمانبردار ہیں۔ ﴿53﴾

اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ ضُعۡفًا وَّشَيۡبَةً ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡقَدِيۡرُ ﴿54﴾

اللہ وہ ذات ہے جس نے تم سب کو کمزوری کی حالت میں پیدا کیا۔ پھر اس کمزوری کے بعد تمہیں قوت عطا فرمائی۔ پھر اس قوت کے بعد تمہیں کمزور اور بوڑھا بنا دیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا، مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔ ﴿54﴾

بھی اسلام کی دعوت قبول نہیں کرتے اور جب بھی انہیں اچھی بات بتانے کی کوشش کی جاتی ہے تو وہ فوراً پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں تاکہ وہ دعوت سن ہی نہ سکیں ان کے دل پر اثر ہی نہ ہو۔ لہٰذا جن لوگوں کی یہ کیفیت ہو ان سے خیر کی امید کہاں کی جا سکتی ہے۔ یہ کفار اور آخرت کا انکار کرنے والے گمراہی میں بہت دور نکل جاتے ہیں اور اس گمراہی کی وجہ سے ان کے دل کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ اللہ عزّ وجل نبی اکرم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ اگر آپ انہیں سیدھی راہ پر لانا بھی چاہیں یہ سیدھی راہ پر نہیں آئیں گے کیونکہ یہ آپ کی بات سننے کے لئے ہی تیار نہیں اور آپ کی دعوت کو تو صرف وہی لوگ قبول کریں گے جو اسلام کی طرف مائل ہو چکے ہیں اور ہماری آیات پر ان کا مکمل ایمان ہے اور وہی لوگ ہماری نشانیوں پر غور و فکر بھی کرتے ہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر الانعام 6: آیت 36)

آیت 54: انسان پر گزرنے والے مختلف حالات:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو مثال کے ذریعہ سمجھا رہے ہیں جن کا گمان یہ ہے کہ ہم انسانوں کو دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا۔ اللہ عزّ وجل انہیں ان کے جسموں کی مثال ذکر کر کے یہ بتا رہے ہیں کہ اگر تم اپنی تخلیق کے مختلف مراحل پر غور کر لیتے تو اس غلطی کا ارتکاب نہ کرتے۔ جب تمہارا کوئی وجود نہیں تھا تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے تمہیں ایک نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر بچپن کے مراحل سے گزار کر جوان بنایا اور پھر بوڑھا بنایا اور اس کے بعد اتنا بوڑھا بنا دیا کہ تمہارے چہروں پر حسرت اور ناامیدی کے آثار نظر آنے لگے اور تم انتہائی کمزور ہو گئے۔ پھر تمہیں موت آ گئی۔ لہٰذا

وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿55﴾

اور جس دن قیامت قائم ہو گی مجرم قسمیں کھا کر کہیں گے کہ وہ تو (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے تھے۔ اسی طرح وہ (دنیا میں بھی) دھوکا اور فریب میں پڑے رہے۔ ﴿55﴾

وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۫ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿56﴾

اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا، وہ کہیں گے: تم لوگ اللہ کی کتاب کے مطابق حشر کے دن تک ٹھہرے رہے۔ پس یہی ہے حشر کا دن، لیکن تم لوگ تو اسے (حق) جانتے ہی نہیں تھے۔ ﴿56﴾

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿57﴾

پس اس دن ظالموں کی معذرت ان کے کسی کام نہیں آئے گی اور نہ ہی ان سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا۔ ﴿57﴾

ان تمام حالات اور تمہیں عدم سے وجود میں لانے پر جو ذات قادر ہے کیا وہ تمہیں دوبارہ پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتی؟ لہٰذا تم عقل اور سمجھ استعمال کرتے ہوئے آخرت کے عقیدہ پر مکمل یقین کرو اور آخرت سنوارنے کے لئے زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرو۔

آیات 55 تا 57: عذابِ الٰہی سے بچنے کے لئے مجرمین کی حیلہ سازی:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کفار اور مشرکین کی آخرت میں حیلہ سازی کا ذکر فرما رہے ہیں۔ یہ مجرم لوگ جس طرح دنیا میں جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو شریک ٹھہراتے رہے، آخرت میں بھی اسی طرح کی جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں صرف ایک گھڑی ہی رہے تھے۔ وہ یہ بات قسم کھا کر اس لئے کہیں گے تاکہ ان کے خلاف حجت قائم نہ ہو۔ گویا وہ یہ بتانا چاہیں گے کہ انہیں تو عمل کرنے کا وقت ہی نہیں ملا، اس لئے انہیں معذور سمجھ کر عذاب سے نجات دے دی جائے۔ لیکن ان کی یہ معذرت قبول نہیں ہو گی اور انہیں توبہ اور نیک اعمال کی مہلت بھی نہیں دی جائے گی۔ دنیا میں جو اہل ایمان انہیں ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے کی دعوت دیتے رہے۔ ان کے اس جھوٹ کو سن کر کہیں گے کہ تمہیں تو لوحِ محفوظ میں ثابت شدہ تحریر کے مطابق قیامت تک مہلت دی گئی تھی۔ آج وہی قیامت کا دن اور حساب کی گھڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے محشر کے میدان

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿58﴾

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے ہر طرح کی مثالیں ذکر کر دی ہیں اور اگر آپ ان (کفار) کے پاس کوئی نشانی بھی لے آئیں یہ کفار یہی کہیں گے کہ تم تو بالکل جھوٹے ہو۔ ﴿58﴾

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿59﴾

اللہ تعالیٰ اسی طرح ان لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے جو (حق بات کو) نہیں سمجھتے۔ ﴿59﴾

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿60﴾ ع

پس (اے نبی ﷺ) آپ صبر کیجئے بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور جو لوگ (آخرت پر) یقین نہیں رکھتے، کہیں وہ آپ کو (آپ کے موقف میں) کمزور نہ سمجھ لیں۔ ﴿60﴾

میں زندہ جمع فرمائیں گے پھر ہر ایک کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیں گے۔

آیات 58 تا 60: انسانوں کی راہ نمائی کے لئے قرآن میں بہت سی مثالیں ہیں:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انسانوں کی راہ نمائی کے لئے قرآن کریم میں بہت سی مثالیں ذکر کی ہیں جو توحید باری تعالیٰ، انبیاء علیہم السلام کی صداقت اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی مکمل وضاحت کرتی ہیں۔ لیکن ان مثالوں سے صرف ان لوگوں کو ہی فائدہ پہنچتا ہے کہ جو متقی، پرہیزگار، اللہ اور اس کے رسولوں کی فرمانبرداری کرنے والے ہوتے ہیں۔ کفار اور مشرکین کو ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور وہ مزید کفر اور سرکشی میں آگے بڑھ جاتے ہیں ان کے سامنے کوئی بھی نشانی پیش کر دی جائے تو وہ اسے جادو یا دھوکا قرار دیتے ہوئے رد کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں اور پھر ان کے سامنے ایک کیا ہزار نشانیاں بھی پیش کی جائیں پھر بھی ایمان نہیں لاتے۔ اللہ عزّ وجل آخری آیت میں نبی کریم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ آپ ان کفار اور مشرکین کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کیجئے اور صبر و استقامت کے ساتھ اپنی ذمہ داری پوری کیجئے اور یہ یقین رکھیئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے وہ ضرور ایک نہ ایک دن آپ کو غالب فرمائے گا اور دنیا اور آخرت میں آپ اور آپ کے ماننے والوں کو اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے گا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الصّٰفّٰت 37: آیات 171 تا 173 اور یونس 10: آیت 96)

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ

سورۂ لقمان مکی ہے، اس میں 34 آیات اور 4 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿1﴾

الف، لام، میم۔ ﴿1﴾

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿2﴾

یہ حکمت والی کتاب کی آیات ہیں۔ ﴿2﴾

هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿3﴾

جو نیکو کار لوگوں کے لئے ہدایت اور (سراسر) رحمت ہے۔ ﴿3﴾

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿4﴾

جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر (مکمل) یقین رکھتے ہیں۔ ﴿4﴾

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿5﴾

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ ﴿5﴾

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ

اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو دلفریب کلام (گانا، بجانا) خریدتے ہیں تا کہ

آیات 1 تا 5: قرآن کریم نیک لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے:

قرآن کریم ویسے تو سب کے لئے ہدایت اور رحمت کا ذریعہ ہے لیکن چونکہ اس سے فائدہ صرف نیک لوگ ہی اٹھاتے ہیں اس لئے یہاں بطور خاص نیک لوگوں کا ذکر ہے جو شریعت کے مطابق خالص اللہ عزّ وجل ہی کے لئے نیک عمل کرتے ہیں، پابندی سے وقت پر نماز پڑھتے ہیں۔ فرائض اور سنتوں کے ساتھ ساتھ نوافل بھی پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں جو زکوٰۃ فرض کر دی ہے وہ مستحق لوگوں کو پہنچاتے ہیں۔ صلہ رحمی کرتے ہیں، رشتہ داروں سے بہترین تعلقات قائم رکھتے ہیں، آخرت کے بدلہ کا یقین کرتے ہوئے ذوق وشوق سے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں، ریاکاری سے بچتے ہیں، لوگوں سے نیک اعمال کا بدلہ طلب نہیں کرتے اور نہ ہی ان سے شکریہ کی امید رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیات 1 تا 5)

آیات 6 تا 7: گانا بجانا اور موسیقی بدنصیب لوگوں کا شیوہ ہے:

جو بدنصیب لوگ اللہ تعالیٰ کے کلام کو سن کر اور نہ ہی پڑھ کر فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے

الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿6﴾

وہ بغیر علم کے (لوگوں کو) اللہ کی راہ (دین) سے بہکا دیں اور اس کا مذاق اڑائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے۔ ﴿6﴾

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى
مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا
كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ
بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿7﴾

اور جب ان کے سامنے ہماری آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو یہ تکبر کرتے ہوئے ان سے منہ پھیر لیتے ہیں جیسے ان کے کان بہرے ہیں گویا ان کے دونوں کان میں ڈاٹ لگے ہوئے ہیں۔ پس آپ انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ ﴿7﴾

ہیں بلکہ گانے بجانے، لہو ولعب، ہنسی مذاق میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ خود بھی گمراہ اور دوسروں کو بھی سیدھی راہ سے ہٹا کر شیطان کی راہ پر ڈالتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے انجام اور ذلت اور رسوائی سے بے خبر ہوتے ہیں۔ جو موت کے بعد انہیں ملنے والی ہوتی ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد ہر ناحق بات ہے۔ یہ آیات نضر بن حارث بن علقمہ کے بارے میں نازل ہوئیں جو عراق اور شام جا کر قیصر و کسریٰ کے قصے کہانیاں لا کر کفار قریش کو سناتا تھا اور انہیں قرآن مجید سے دور رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ اس بدنصیب نے لوگوں کو قرآن کریم سے دور رکھنے کے لئے چند لونڈیاں بھی خرید رکھی تھیں، جو ناچ گانے میں بڑی ماہر تھیں۔ جب بھی اسے مکہ کے کسی اہم آدمی کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ اسلام اور قرآن سے متاثر ہو رہا ہے تو وہ اس کے پیچھے اپنی کوئی لونڈی لگا دیتا جو اس شخص کو اپنی محفلوں میں بلاتی اور اسلام کی طرف سے اسے متنفر کرنے کی کوشش کرتی تھی۔ (بخاری الادب المفرد) اس وعید میں گلوکارائیں، فنکار، فلمی ستارے اور ثقافتی ٹولے بھی شامل ہیں جنہیں بڑے مہذب اور دلفریب ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سب دین سے دور کرنے کا باعث ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے ایسے لوگوں کے بارے میں جو خود بھی گمراہ ہیں اور لوگوں کو بھی سیدھے راستہ سے روکتے ہیں اور اسلام کے احکام کا مذاق اڑاتے ہیں، رُسوا کن عذاب کی وعید سنائی ہے۔ یہ ایسے بدنصیب ہوتے ہیں کہ جب ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی جاتی ہے تو یہ غرور و تکبر کا اظہار کرتے ہوئے وہاں سے ایسے بھاگ جاتے ہیں جیسے انہوں نے کچھ سنا ہی نہیں، جیسے ان کے کان بند پڑے ہیں اور یہ بہرے ہو چکے ہیں کہ کچھ سنتے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی کریم سے فرما رہے ہیں آپ ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتُ النَّعِیۡمِ ۙ﴿8﴾

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے (سنت کے مطابق) نیک اعمال کئے ان کے لئے نعمتوں والے باغات ہیں۔ ﴿8﴾

خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿9﴾

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور وہ ہر چیز پر غالب، خوب حکمت والا ہے۔ ﴿9﴾

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا وَاَلۡقٰی فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِکُمۡ وَبَثَّ فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِیۡمٍ ﴿10﴾

اس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر پیدا کیا جنہیں تم دیکھتے ہو اور اس نے زمین پر مضبوط پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں لے کر ہلنے لگے اور اس میں ہر طرح کے جاندار پھیلا دیئے اور ہم نے آسمان سے بارش نازل فرمائی جس کے ذریعہ سے ہم نے اس (زمین) پر ہر قسم کے نفیس جوڑے اگا دیئے۔ ﴿10﴾

آیات 8 تا 9: نیک لوگوں کے لئے خوشخبری:

ایمان لاکر نیک عمل کرنے والے ہی درحقیقت کامیاب ہونے والے ہیں اور اللہ عزّ وجل انہیں ان کے نیک اعمال کے بدلہ میں نعمتوں والی جنت میں داخل فرمائیں گے، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہے اور اللہ عزّ وجل ہر حال میں غالب اور اپنے تمام اقوال و افعال میں حکمت والے ہیں۔ اس لئے اس نے قرآن کریم کو مومنوں کے لئے ہدایت اور شفا کا ذریعہ بنایا ہے۔ جبکہ کفار اور مشرکین اسے بوجھ سمجھتے ہیں۔

آیات 10 تا 11: اللہ عزّ وجل کی قدرت کی چند مثالیں:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی قدرت کی چند مثالیں ذکر فرما رہے ہیں اور مشرکین اور کفار کو غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں کہ اللہ عزّ وجل کے سوا جن خود ساختہ معبودوں کی تم عبادت کرتے ہو، انہوں نے تو کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ پھر کس دلیل کی بنیاد پر تم ان کی عبادت کر رہے ہو؟ دراصل بات یہ ہے کہ تمہارے کفر و شرک کی وجہ سے تمہاری عقل پر پردے پڑ چکے ہیں جس کی وجہ سے غور و فکر کی صلاحیت ہی ختم ہو گئی ہے۔ اللہ عزّ وجل تو وہ عظیم ذات ہے جس نے بغیر ستون کے آسمان کو قائم کر رکھا ہے اور زمین پر پہاڑ گاڑ دیئے ہیں تاکہ زمین

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿11﴾

یہ تو سب اللہ کی مخلوق ہے۔ اب تم مجھے دکھاؤ کہ اللہ کے سوا دوسرے (خود ساختہ) معبودوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ ﴿11﴾

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿12﴾

اور بلاشبہ ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی (اور انہیں حکم دیا) کہ تم اللہ کا شکر ادا کرو اور جو شکر ادا کرتا ہے تو اس کا فائدہ اسے ہی پہنچتا ہے اور جس نے ناشکری کی (وہ جان لے کہ) بے شک اللہ ہر چیز سے بے نیاز، ہر قسم کی خوبیوں والا ہے۔ ﴿12﴾

ہلنے نہ پائے۔ اگر زمین پلٹتی تو کوئی چیز اپنی جگہ باقی نہ رہتی اور ہر ایک کی زندگی مشکل ہو جاتی۔ اسی نے مختلف قسم کے جانور پیدا کر کے زمین پر پھیلا دیئے ہیں تا کہ لوگ ان سے فوائد اٹھائیں۔ وہی اللہ ربّ العزّت آسمان سے بارش نازل فرماتے ہیں جو انسانوں اور جانوروں کی زندگی کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ پھر اس بارش کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مختلف قسم کی غذائیں پیدا کرتے ہیں جو انسانوں کی خوراک بنتی ہیں۔ یہ تمام چیزیں اللہ عزّ وجل نے پیدا فرمائی ہیں۔ اس لئے عبادت کے لائق بھی وہی اکیلا اللہ ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اتنے واضح دلائل کے باوجود بھی کفار اور مشرکین گمراہی کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں اور وہ کوشش ہی نہیں کرتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان مخلوقات میں غور وفکر کر کے تمام خود ساختہ معبودوں کی عبادت کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگ جائیں۔ ان سے بڑھ کر بے عقل، بے علم اور کون ہوسکتا ہے؟

آیات 12 تا 13: لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو شرک نہ کرنے کی نصیحت:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے اپنے ایک نیک بندہ لقمان علیہ السلام کا ذکر فرمایا ہے جو ایک حکیم اور دانا انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام انہیں حکمت اور دانائی کی بہت سی مفید باتیں بتا دی تھیں۔ جن میں سے سرفہرست شرک کا انکار اور توحید الٰہی کا اعتراف تھا۔ کسی نے لقمان علیہ السلام سے پوچھا تمہیں یہ فہم وشعور کس طرح حاصل ہوا؟ انہوں نے جواب دیا سچی بات کرنے، امانت داری اختیار کرنے، بے فائدہ باتوں سے پرہیز کرنے اور خاموش رہنے کی وجہ سے۔ (مؤطا امام مالک)

وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿13﴾

اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اے میرے بیٹے: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ بے شک شرک تو بہت ہی بڑا بھاری ظلم ہے۔ ﴿13﴾

لقمان علیہ السلام کی حکمت بھری باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دن ان کے مالک نے انہیں کہا کہ بکری ذبح کرو اور اس کے گوشت کے دو بہترین اور عمدہ ٹکڑے میرے پاس لاؤ۔ لقمان علیہ السلام دل اور زبان لے کر آئے۔ کچھ دنوں بعد پھر مالک نے یہی حکم دیا کہ آج بکری کے پورے گوشت میں سے بدترین اور خبیث ٹکڑے میرے پاس لاؤ، لقمان علیہ السلام پھر وہی دو ٹکڑے لے کر آئے۔ مالک نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے کہ جب میں نے بہترین ٹکڑے مانگے تب بھی آپ یہی دو ٹکڑے لائے اور جب بدترین مانگے تو تب بھی آپ یہی لائے۔ آپ نے کہا: جب یہ اچھے رہیں تو ان سے بہتر جسم کا کوئی عضو نہیں اور جب یہ بُرے بن جائیں تو ان سے بدتر بھی کوئی عضو نہیں۔ آپ کی بہت عمدہ عادات تھیں۔ آپ خوش اخلاق، خاموش رہنے والے، غور وفکر کرنے والے اور مہذب گفتگو کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو اولاد جیسی نعمت سے نوازا تو آپ نے اپنے بیٹے کو بھی بڑی عمدہ نصیحتیں کیں جنہیں اللہ عزّ وجل نے اپنے کلام پاک میں ذکر فرمایا ہے۔ ان نصیحتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے، کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ بنانا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا بہت بڑا ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے اسی کی عبادت کرے۔ اس سے بڑا ظلم کیا ہوسکتا ہے کہ بندہ اپنے خالق (پیدا کرنے والے) کو چھوڑ کر غیروں کے سامنے سجدہ کرے، ان سے مرادیں مانگے اور ان کے نام پر نذر و نیاز دے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ عزّ وجل نے سورۂ انعام 6: آیت 82 نازل فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت زیادہ پریشان ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اس آیت سے تو ایسا لگ رہا ہے کہ جس نے ظلم نہیں کیا وہ کامیاب ہوگا۔ ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے آپ پر ظلم نہ کیا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہاں ظلم کا وہ معنیٰ نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ یہاں ظلم سے مراد وہ ہے جو لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ اے میرے بیٹے، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“ (بخاری)

(شرک کے متعلق تفصیل جاننے کے لئے پڑھیے النسآء 4: آیت 47، 116، الحج 22: آیت 31)

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿14﴾

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے متعلق (حسنِ سلوک کی) نصیحت کی، اس کی ماں نے اسے (پیٹ میں) کمزوری پر کمزوری کے باوجود اٹھائے رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا۔ ہم نے اسے (انسان کو) حکم دیا کہ میرا شکر بھی ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔ (یاد رکھ) سب کو میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ ﴿14﴾

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا

اور اگر وہ دونوں تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرا شریک کسی ایسے کو بنائے جس کے معبود

آیت 14: والدین کا شکریہ اور بہترین سلوک کرنے کا حکم:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنا شکر ادا کرنے کے ساتھ ساتھ والدین کا شکر ادا کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ چونکہ والدین میں سے والدہ بچہ کے لئے بہت زیادہ تکالیف اٹھاتی ہے اس لئے ماں کے ساتھ زیادہ حسنِ سلوک کی تاکید کی گئی ہے۔ ماں پوری مدتِ حمل میں اپنے بچہ کو پیٹ میں اٹھائے پھرتی ہے، کئی طرح کی کمزوری اور تکالیف برداشت کرتی ہے۔ مدتِ حمل پوری ہونے کے بعد زچگی اور دو سال تک دودھ پلانے کی مشقت کو برداشت کرتی ہے اور راتوں کی نیند اپنے بچہ کے لئے قربان کر دیتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے والدہ کے ساتھ بہت زیادہ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے اچھے سلوک کا زیادہ حقدار کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ''تمہاری ماں۔'' صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ''تمہاری ماں'' صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ''تمہاری ماں'' صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ '' تمہارا باپ'' (بخاری)۔ قرآن کریم میں بہت سارے مقامات پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر بنی اسرائیل 17: آیات 23 تا 24 اور البقرہ 2: آیت 233)

آیت 15: والدین اگر دینِ اسلام سے روکیں تو ان کی بات نہ ماننے کا حکم:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ اگر والدین تمہیں شرک پر مجبور کریں تو ان کی بات نہ مانو اور توحید اور دین اسلام پر قائم رہو لیکن ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتے رہو۔ دنیا میں ان سے پیار و محبت کا برتاؤ رکھو، ان کے سابقہ احسانات کے بدلہ میں ان پر احسانات

تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا
مَعْرُوفًا ۖ وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ
أَنَابَ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ
فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿15﴾

ہونے کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا اور اس (مومن) شخص کی راہ اختیار کرنا جس نے اپنی توجہ میری طرف کر لی ہے پھر (آخرکار) تمہیں میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پس میں تمہیں بتاؤں گا جو کچھ تم عمل کیا کرتے تھے۔ ﴿15﴾

يَا بُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ
مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ
فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا
اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿16﴾

اے میرے بیٹے، اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو، وہ خواہ کسی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں۔ اللہ اسے ضرور نکال لائے گا۔ بے شک اللہ بڑا باریک بین (ہر چیز سے) باخبر ہے۔ ﴿16﴾

کرتے رہو اور دین کے معاملہ میں ان لوگوں کی پیروی کرو جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والے اور مخلص بندے ہیں۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھو کہ تمہیں مرنے کے بعد اللہ کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر اللہ تمہیں تمہارے اچھے یا بُرے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''اللہ عزّ وجل کی نافرمانی میں کسی کی بات نہ مانو، ہاں نیک کام میں ضرور مانو۔'' (بخاری)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر العنکبوت 29: آیت 8)

آیات 16 تا 19: لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو حکیمانہ نصیحتیں:

لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو حکیمانہ نصیحتیں کیں، ان میں سے یہ بھی تھی کہ اے میرے بیٹے، ہر عمل سوچ سمجھ کر کرنا کیونکہ اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کوئی نیک یا بُرا عمل ہوگا اور وہ کسی چٹان کے اندر، آسمانوں میں یا زمین کے کسی پوشیدہ حصہ میں ہوگا تو اللہ تبارک وتعالیٰ اسے بھی قیامت کے دن ضرور ظاہر کر دیں گے اور اس کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ ہر پوشیدہ چیز بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں بالکل واضح ہے اور وہ ہر ایک کی خبر رکھتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''اگر کوئی آدمی کسی ایسی ٹھوس چٹان میں جا کر عمل کرے جس کا نہ کوئی دروازہ ہو نہ ہی کوئی سوراخ۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی ظاہر فرما دیں گے، خواہ وہ نیک عمل ہو یا بُرا۔ (مسند احمد)۔ پھر لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو مزید نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بیٹے، نماز پابندی سے ادا کرنا، نماز کی شرائط، ارکان، واجبات اور سنتوں کا خیال رکھنا اور لوگوں کو نیکی کا حکم

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ
بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ
ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿17﴾
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ
فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿18﴾
وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ
مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ
الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿19﴾

اے میرے بیٹے، نماز قائم رکھنا، نیک کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے روکتے رہنا اور تجھے جو بھی تکلیف پہنچے اس پر صبر کرنا۔ بلا شبہ یہ سب بڑی ہمّت (اہم ترین) کاموں میں سے ہیں۔ ﴿17﴾

اور لوگوں سے (تکبر کی وجہ سے) بے رخی نہ کرنا اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا۔ بے شک اللہ کسی بھی مغرور اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ﴿18﴾

اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرنا اور اپنی آواز دھیمی (ہلکی) رکھنا۔ بلا شبہ سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی ہے۔ ﴿19﴾

دینا اور برائیوں سے روکنا اور اس راہ میں جو بھی تکالیف پہنچیں اس پر صبر کرنا۔ تکالیف پر صبر کرنا بھی بڑا ہمت کا کام ہے۔ جب لوگوں سے بات کرو یا وہ تم سے بات کریں تو انہیں حقیر سمجھ کر تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان سے منہ نہ پھیرنا بلکہ ان کے ساتھ نرمی، محبت اور خوش اخلاقی سے بات کرنا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''ہر بھلائی صدقہ ہے اور یہ بھی نیکی کا کام ہے کہ تم اپنے بھائی سے مسکراتے ہوئے چہرہ سے ملو''۔ (ترمذی) لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے مزید کہا کہ زمین پر اکڑ کر نہ چلو کیونکہ اکڑ کر چلنا متکبر لوگوں کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر اور فخر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ❶ ''جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو گا وہ جنت میں نہیں جائے گا''۔ (بخاری) ❷ ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کی طرف (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھیں گے جو تکبر کے طور پر اپنے کپڑے کو کھینچتے (گھسیٹتے) ہوئے چلے گا'' (بخاری)۔ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو یعنی بغیر ضرورت کے اتنا تیز نہ چلو کہ دیکھنے والے پاگل سمجھیں اور نہ ہی بہت زیادہ ہلکی چال چلو بلکہ درمیانی چال چلو۔ اپنی آواز کو پست رکھو اس لئے کہ بغیر ضرورت کے آواز اونچی کرنے سے ہر سنجیدہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے جس طرح گدھے کی بُری آواز سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانبیا 21: آیت 47، الزلزال 99: آیات 7 تا 8)

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿20﴾

کیا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ نے تمہارے لئے ان تمام چیزوں کو کام میں لگا رکھا ہے جو آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور اس نے اپنی تمام ظاہری و باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دی ہیں اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کے بارے میں بغیر کسی علم، بغیر ہدایت اور بغیر کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں۔ ﴿20﴾

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿21﴾

اور جب ان (جھگڑنے والوں) سے کہا جاتا ہے کہ تم (اللہ کی وحی کی) پیروی کرو جو اللہ نے نازل کی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم تو اس طریقہ کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ (کیا وہ ان ہی کی پیروی کریں گے) اگرچہ شیطان انہیں بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف بلا رہا ہو؟ ﴿21﴾

آیات 20 تا 21: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بیان:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مشرکین کو سمجھانے کے لئے اپنی چند نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے اور انہیں شرک سے توبہ کر کے اپنی عبادت کی دعوت دی ہے کہ اے لوگو، کیا تمہارے مشاہدہ میں یہ بات نہیں آتی کہ اللہ عزّ وجل نے تمہارے فائدہ کے لئے ان تمام چیزوں کو مسخر کر دیا ہے جو آسمانوں میں ہیں جیسے سورج، چاند، ستارے، بارش اور جو زمین میں ہیں جیسے درخت، نہریں، پہاڑ، سمندر، حیوانات اور معدنیات وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ساری نعمتیں تمہارے لئے رکھی ہیں چاہے ظاہری ہوں یا باطنی۔ یہ بے شمار نعمتیں جن کا انسان احاطہ نہیں کر سکتا۔ سب اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں لیکن اس کے باوجود بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو فراموش کرتے ہوئے توحید و رسالت کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ ان کے پاس نہ تو کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ ہی کوئی نقلی۔ یہ بغیر دلیل کے سچائی کا چراغ بجھانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم اس شریعت کی پیروی کرو جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ پر نازل فرمائی ہے تو وہ صاف انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس راہ پر ہم نے اپنے آباء واجداد اور بزرگوں کو پایا ہے ہم تو اسی پر چلیں گے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ انہیں سمجھاتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اگر تمہارے

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿22﴾

اور جو شخص فرماں برداری کرتے ہوئے اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جھکا دے اور وہ نیک بھی ہو، بلاشبہ اس نے مضبوط سہارا تھام لیا اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ ﴿22﴾

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿23﴾

اور (اے نبی ﷺ) جس کسی نے کفر کیا تو اس کا کفر آپ کو غم زدہ نہ کر دے۔ آخر کار انہیں ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہم انہیں بتا دیں گے جو وہ کرتے رہے۔ بے شک اللہ سینوں میں پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔ ﴿23﴾

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿24﴾

ہم انہیں تھوڑی مدت فائدہ دے دیں گے پھر انہیں بے بس کر کے سخت عذاب کی طرف دھکیل دینگے۔ ﴿24﴾

آباء واجداد اور بزرگ گمراہ تھے تو کیا تم گمراہی میں بھی ان کی پیروی کرو گے؟ تمہارے آباء واجداد تو شیطان کی پیروی کرتے تھے اور شیطان انہیں جہنم کے راستہ پر چلا رہا تھا۔ اگر تم بھی ان کی پیروی کرو گے تو گمراہی کے راستہ پر چلتے ہوئے جہنم کا ایندھن بن جاؤ گے۔

آیات 22 تا 24: اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ایسے لوگوں کے لئے خوشخبری سنا رہے ہیں جو اپنے رب کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو جاتے ہیں اور کامل اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں سے باز رہتے ہیں۔ ایسے لوگ مضبوط ترین سہارا تھام لیتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آ جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی آدمی اونچے پہاڑ پر چڑھنے کے لئے اس پر لٹکتے ہوئے مضبوط ترین سہارا کو تھام کر اس کی بلندی تک پہنچ جاتا ہے۔ اگلی آیت میں اللہ عزّ وجل نبی کریم ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ جو لوگ کفر پر جمے ہوئے ہیں آپ ان پر غم کا اظہار نہ کریں۔ اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک کو ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ہم انہیں ان کے بُرے اعمال بتا کر سزا دیں گے۔ دنیا میں ایسے لوگوں کو فائدہ اٹھانے کی مہلت دی جاتی ہے لیکن آخرت میں ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے سخت ترین عذاب سے دوچار ہوں گے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر یونس 10: آیات 69 تا 70)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ
اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿25﴾

اور اگر آپ ان (کفار) سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ نے۔آپ فرمادیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں لیکن ان میں سے اکثر بے علم ہیں۔ ﴿25﴾

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿26﴾

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، وہ سب اللہ ہی کا ہے۔ بے شک اللہ ہر ایک سے بے نیاز، ہر قسم کی حمد و ثنا کے لائق ہے۔ ﴿26﴾

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ
شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ
مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا
نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿27﴾

اور زمین میں جتنے بھی درخت ہیں، اگر وہ سب قلمیں بن جائیں تمام سمندر سیاہی بن جائیں پھر اس کے بعد مزید (سیاہی کے لئے) سات سمندر اور بھی ہوں تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے، بے شک اللہ ہر چیز پر غالب، خوب حکمت والا ہے۔ ﴿27﴾

آیات 25 تا 26: مشرکین بھی اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کا اقرار کرتے تھے:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نبی کریم ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ اگر آپ مشرکین سے پوچھیں گے کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ اللہ کا شکر ہے کہ تمہارے خلاف حجت قائم ہوگئی۔ جب تم خود ہی اس بات کا اقرار کرتے ہو کہ اللہ عزّ وجل ہی پوری کائنات کو پیدا کرنے والا اور نظام سنبھالنے والا ہے تو پھر تم کس دلیل کی بنیاد پر خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ کیا تم اتنی واضح بات کو بھی سمجھ نہیں سکتے۔ یاد رکھو، آسمان و زمین میں جو کچھ بھی ہے، سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اللہ عزّ وجل بے نیاز ہے۔ اسے مشرکین یا دیگر لوگوں کی عبادت کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی عبادت کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے کرتا ہے اور اگر کوئی شرک کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

آیات 27 تا 28: اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھنے کے لئے سات سمندر بھی ناکافی ہیں:

کلمات سے مراد اللہ تعالیٰ کی عزت، کبریائی، بڑائی، بزرگی، شان اور مرتبہ، عظمت، جلال، اسمائے حسنیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اور کلمات بے شمار ہیں جنہیں کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ فرمان الٰہی ہے:

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿28﴾

تمہیں پیدا کرنا اور دوبارہ زندہ کرکے اٹھانا (اللہ کے نزدیک) ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کو پیدا کرنا۔ بلاشبہ اللہ خوب سننے، ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ ﴿28﴾

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۫ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿29﴾

کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام پر لگایا ہوا ہے، ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا اور بے شک اللہ ان اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ ﴿29﴾

(ترجمہ) ''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکو گے۔'' (ابراہیم 14: آیت 34)۔ اگر ان کلمات کو لکھنے کے لئے روئے زمین کے تمام درخت قلم بنا دیئے جائیں اور موجودہ سمندروں جیسے مزید سات سمندر سیاہی بنا دیئے جائیں پھر اللہ عزّ وجل کے وہ کلمات لکھے جائیں جو اس کی عظمت، بڑائی اور جلال و جمال پر دلالت کرتے ہیں تو لکھتے لکھتے قلم اور سیاہی ختم ہو جائیں گے مگر اللہ عزّ وجل کے تعریفی کلمات ختم نہیں ہوں گے۔ سات سمندروں کا ذکر بطور مبالغہ کیا گیا ہے۔ یعنی اگر اس سے زائد سمندر بھی ہوں تو وہ بھی اللہ کی تعریفات و تمجیدات کے کلمات لکھنے کے لئے ناکافی ہوں گے۔ اللہ عزّ وجل وہ ذات ہے جو ہر چیز پر غالب ہے۔ اس کی قدرت ہمہ گیر ہے۔ انسان کی پیدائش اور زندگی بعد الموت اللہ تعالیٰ کے لئے بہت ہی زیادہ آسان ہے۔ اللہ عزّ وجل کا ایک ہی کلمہ ''کُن'' چیزوں کو عدم سے وجود میں لانے کے لئے کافی ہوتا ہے۔ وہ ہر ایک کی سننے اور دیکھنے والا ہے۔ لہٰذا انسانوں کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اللہ عزّ وجل کی خوب حمد و ثنا بیان کرنی چاہئے۔

(مزید پڑھیے الکہف 18: آیت 109، یٰسٓ 36: آیت 82، القمر 54: آیت 50، النّازعات 79: آیات 13 تا 14)

آیات 29 تا 30: دن اور رات، سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ انسانوں کو سمجھانے کے لئے دن اور رات، سورج اور چاند کی مثال ذکر کر رہے ہیں کہ اگر تم دن اور رات پر غور کرو کہ کبھی دن چھوٹا اور رات بڑی اور کبھی رات چھوٹی اور دن بڑا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہے۔ اسی نے سورج اور چاند کو پابند کر دیا ہے کہ وہ اپنے مقررہ وقت پہ نکلتے ہیں اور اپنی گردش پوری کرنے کے بعد غروب ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ذرا بھی اِدھر اُدھر نہیں ہوتے۔ قیامت تک یہ اسی طرح برابر

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿30﴾

یہ (سب انتظامات) اس بات کی دلیل ہے کہ بلاشبہ اللہ ہی معبودِ حق ہے اور اس کے علاوہ جنہیں لوگ پکارتے ہیں سب باطل ہیں۔ بلاشبہ اللہ بہت ہی بلند مرتبہ والا، سب سے بڑا ہے۔ ﴿30﴾

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿31﴾

کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ دریا میں کشتیاں اللہ کے فضل سے چلتی ہیں تاکہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھائے۔ بے شک اس میں ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ ﴿31﴾

چلتے رہیں گے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابوذر، کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- ''یہ سورج اپنی گردش مکمل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے جا کر سجدہ میں گر پڑتا ہے پھر اپنے رب سے (دوسرے دن مشرق سے طلوع ہونے کی) اجازت مانگتا ہے۔ عنقریب (ایک ایسا دن آئے گا) اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے اسی سمت لوٹ جا یعنی مغرب سے طلوع ہو۔'' (بخاری، مسلم)۔ جب ان تمام چیزوں کا مالک اکیلا اللہ ہے تو پھر یہ بات اچھی طرح واضح ہوگئی کہ اللہ ہی وہ مالک حقیقی ہے جو ہر قسم کی عبادات کا مستحق ہے، اللہ تعالیٰ کے علاوہ جتنے بھی خود ساختہ معبود ہیں وہ سب کے سب باطل اور اسی کے محتاج ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں وہ سب عاجز ہیں۔ اس لئے کہ اللہ سب سے بڑا اور بلند و بالا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الحج 22: آیت 70 اور الطلاق 65: آیت 12)

آیات 31 تا 32: سمندر میں کشتیوں کا بحفاظت چلنا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے:

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا اظہار کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ اے لوگو، کیا تم سمندر میں کشتیوں کو نہیں دیکھتے ہو یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی چلتی ہیں۔ جب انسان کشتیوں یا جہاز پر سوار ہو کر سمندر کے درمیان میں پہنچتا ہے تو ان کی حیثیت تنکے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ جب کبھی سمندر میں طوفانی ہوائیں چلتی ہیں اور کشتی یا جہاز کے ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس وقت سرکش سے سرکش انسان بھی اپنے دل میں اس بات کا یقین کر لیتا ہے کہ اب صرف اللہ عزّ وجل کی ہی ذات ہے جو اس کشتی یا جہاز کو کنارے تک پہنچا سکتی ہے اور ہر کوئی اللہ تعالیٰ سے بحفاظت کنارہ تک پہنچنے کی

وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿32﴾

اور جب کوئی موج انہیں (لوگوں کو سمندر میں) سائبانوں کی طرح ڈھانپ لیتی ہے تو وہ اللہ کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسی کو ہی پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے تو ان میں سے چند لوگ ہی حق (عہد) پر قائم رہتے ہیں اور ہماری آیات کا انکار صرف وہی کرتے ہیں جو عہد توڑنے والے اور ناشکرے ہوتے ہیں۔ ﴿32﴾

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿33﴾

اے لوگو، اپنے رب (کے عذاب) سے ڈرتے رہو اور اس دن سے بھی ڈرو جس دن کوئی باپ اپنی اولاد کے کام نہ آئے گا اور نہ ہی اولاد اپنے باپ کے کسی کام آئے گی، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں کہیں دھوکا میں نہ ڈال دے اور کوئی دھوکا باز (شیطان) تمہیں اللہ کے متعلق دھوکا میں نہ ڈال دے۔ ﴿33﴾

دعائیں مانگنے لگتا ہے۔ پھر جب اللہ عزّ وجل اپنے فضل و کرم سے اس کشتی یا جہاز کو کنارہ پر پہنچا دیتے ہیں تو وہی سرکش انسان جو کچھ وقت پہلے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہا تھا۔ اب سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے رب کا شکر ادا کرنے کے بجائے ناشکری کرنے لگتا ہے۔ جبکہ عقلمند انسان ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، مشکل گھڑی میں بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑتا اور نعمتیں پا کر اپنے رب کا شکریہ ادا کرنا نہیں بھولتا۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر بنی اسرائیل 17: آیت 67)

آیت 33: قیامت کے دن نفسانفسی کا عالم ہوگا:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر فرما کر لوگوں کو اپنی آخرت سنوارنے کی تعلیم دے رہے ہیں۔ وہ دن اتنا سخت ہوگا کہ کوئی بھی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ اس روز ہر ایک کو اپنی نجات کی فکر ہوگی۔ نہ باپ کو بیٹے کی فکر ہوگی نہ بیٹے کو باپ کی اور ایسی دہشت طاری ہوگی کہ کوئی کسی سے کوئی بات نہیں پوچھے گا۔ اس دن انسان کے کام اس کے نیک اعمال آئیں گے۔ چونکہ شیطان ہر وقت انسان کے پیچھے لگا ہوا ہے جو اسے آخرت سے غافل کرنے کی بھرپور

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿34﴾

بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہی بارش برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو ماں کے رحم میں ہوتا ہے۔ کوئی آدمی بھی یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا؟ اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ اسے کس جگہ موت آئے گی۔ (یاد رکھو) بے شک اللہ خوب جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔ ﴿34﴾

کوشش کر رہا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ وعدہ بار بار یاد دلایا ہے تاکہ انسان اپنی آخرت کے لئے دنیا میں نیک اعمال کر لے اور دنیاوی زندگی کے دھوکے میں آ کر، آخرت سے غافل ہو کر، اپنی آخرت برباد نہ کر بیٹھے۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النسآء 4: آیت 120)

آیت 34: غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل غیب کی چند باتوں کا ذکر فرما رہے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا۔ ان میں سے ایک قیامت کے آنے کا وقت ہے جسے نہ تو کوئی نبی، نہ مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی اور جانتا ہے۔ اسی طرح بارش کا برسانا بھی اللہ تعالیٰ کے قبضہ اور قدرت میں ہے جب وہ حکم فرماتا ہے تو بارش نازل ہوتی ہے۔ اسی طرح حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے یہ بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ البتہ اس کے متعلق جتنا علم اس نے لوگوں کو بتا دیا ہے وہ صرف اتنا ہی جانتے ہیں یعنی الٹرا ساؤنڈ کے ذریعہ یہ تو جان لیتے ہیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی مگر یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ اس کا رنگ کیا ہوگا، عمر کتنی ہوگی، نیک بخت ہوگا یا بدبخت؟ یہ سب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور کسی شخص کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا، کون کون سی نیکی کے کام کرے گا اور کون کون سے گناہ کے کام کرے گا اور کسی کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اسے کس سرزمین میں موت آئے گی۔ شہر میں یا دیہات میں، اپنے ملک میں یا دوسرے ملک میں۔ یہ تمام باتیں غیب سے تعلق رکھتی ہیں اور غیب کے خزانوں کی چابیاں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ”پانچ باتیں ایسی ہیں جو کہ غیب کی چابیاں ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، پھر آپ ﷺ نے یہی آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی“۔ (بخاری)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 59، الاعراف 7: آیت 187)

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ

سورۂ سجدہ مکی ہے، اس میں 30 آیات اور 3 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿1﴾

الف، لام، میم۔ ﴿1﴾

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿2﴾

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتاب (قرآن) ربّ العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ ﴿2﴾

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿3﴾

کیا وہ (کفارِ مکہ) کہتے ہیں کہ اس (محمد ﷺ) نے اسے (قرآن کریم کو) خود ہی گھڑ لیا ہے (نہیں) بلکہ یہ تو آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ آپ اس قوم (قریش) کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، شاید کہ وہ سیدھی راہ پر آ جائیں۔ ﴿3﴾

آیات 1 تا 3: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ سجدہ (32) اور سورۂ دھر (76) تلاوت کیا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:- رسول اکرم ﷺ جب تک سورۂ سجدہ (32) اور سورۂ ملک (67) کی تلاوت نہ کر لیتے اس وقت تک سوتے نہیں تھے۔ (ترمذی، نسائی) مشرکینِ مکہ آپ ﷺ پر یہ الزام لگایا کرتے تھے کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ یہ قرآن اپنی طرف سے گھڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں ہے۔ لہٰذا یہ مشکوک کلام ہے۔ اللہ عزّ وجل نے ان کے جواب میں یہ فرمایا کہ یہ ایسی کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ یہ کسی کا گھڑا ہوا کلام نہیں، نہ یہ جادو ہے نہ کہانت اور نہ ہی یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو بذریعہ وحی اپنے بندہ محمد ﷺ پر نازل فرمایا ہے تاکہ آپ اس کے ذریعہ مشرکینِ عرب اور دیگر لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس ڈرانے کے لئے عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی رسول نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئیں اور اللہ عزّ وجل کی توحید کا اقرار کرتے ہوئے جہنم سے نجات حاصل کر کے جنت کے حقدار بن جائیں۔

آیات 4 تا 6: آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کی پیدائش کا بیان:

اللہ ربّ العزّت وہ ذات ہے کہ جس نے چھ دن میں آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿4﴾

اللہ وہی ہے جس نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو صرف چھ دن میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر مستوی (قائم) ہوا۔ (سنو) اس کے سوا تمہارا نہ ہی کوئی مددگار ہے اور نہ ہی سفارشی۔ کیا تم پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے ہو۔ ﴿4﴾

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿5﴾

وہی (اللہ) آسمان سے زمین تک ہر معاملہ کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ پھر ایک دن ہر معاملہ اس کے حضور پیش ہو گا جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ ﴿5﴾

چیزوں کو پیدا کیا۔ اس کے بعد وہ عرش (تختِ سلطنت) پر مستوی ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے اوپر جلوہ افروز ہے اور تمام مخلوقات سے جدا ہے۔لیکن اس کے جلوہ افروز ہونے کی کیا کیفیت ہے، بیان نہیں کی جاسکتی اور نہ ہی اسے کسی کے ساتھ تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ اللہ عزّ وجل کے بارے میں صرف وہی بات کہی جاسکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں ذکر فرمادی ہے اور رسول اکرم ﷺ نے اس کی وضاحت فرمادی ہے۔ ہر مسلمان کو اس پر بغیر کسی تاویل، کیفیت اور تشبیہ کے ایمان لانا ضروری ہے۔فرمانِ الٰہی ہے:-(ترجمہ)''کائنات میں کوئی چیز بھی اس (اللہ) کے مشابہ نہیں اور وہ سب کچھ سننے، دیکھنے والا ہے۔''(الشوریٰ 42:آیت 11)

تمام کاموں کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہی ہر چیز کا خالق ، مدبر اور ہر چیز پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔ اللہ عزّ وجل کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کی بارگاہ میں سفارش کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ جب یہ تمام کام اللہ کے اختیار میں ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرنا، ان پر بھروسا کرنا سراسر ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم تمام آسمانوں کے اوپر سے زمین کی آخری تہہ تک پہنچتا ہے اور بندوں کے تمام اعمال آسمان کی طرف اٹھائے جاتے ہیں، فرشتے اہل زمین کے تمام اعمال صحیفوں میں لکھتے ہیں یہاں تک کہ دنیا جب اپنی انتہا کو پہنچ جائے گی تو وہ تمام صحائف اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے اور وہ دن ایک ہزار سال کے برابر ہوگا۔ یہ تمام کام کرنے والی ذات غائب و حاضر کا علم رکھنے والی ہے۔ وہ ہر حال اور ہر چیز پر غالب ہے اور

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۙ﴿6﴾

وہی (اللہ) ہر ظاہر اور غیب کو جاننے والا ہے جو سب پر غالب، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿6﴾

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۚ﴿7﴾

جس نے ہر چیز کو نہایت عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے اور اس نے انسان کی تخلیق کی ابتدا مٹی سے کی۔ ﴿7﴾

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۚ﴿8﴾

پھر اس کی نسل کو حقیر پانی کے جوہر (نطفہ) سے چلایا۔ ﴿8﴾

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿9﴾

پھر اس کی مکمل شکل و صورت بنائی اور اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس نے تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل بنائے (مگر) تم بہت ہی کم اس کا شکر ادا کرتے ہو۔ ﴿9﴾

اپنی مخلوق کے بارے میں جو فیصلہ چاہے کرتی ہے۔ اس کے فیصلہ میں کوئی آڑے نہیں آسکتا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیت 29، الاعراف 7: آیت 54، یونس 10: آیت 3، طٰہٰ 20: آیت 5، الفرقان 25: آیت 59، الحدید 57: آیت 4 اور الطلاق 65: آیت 12)

آیات 7 تا 9: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو نہایت عمدہ انداز میں پیدا کیا:

اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزوں کو بھی پیدا کیا ہے ہر ایک کو موزوں اور حکمت کے تقاضا کے مطابق پیدا کیا ہے اور بہت ہی خوبصورت بنایا ہے۔ اسی نے آدم علیہ السلام کے ڈھانچہ کو پہلے مٹی سے تیار کیا، پھر ان کی نسل کی بنیاد ایک حقیر نطفہ کے ذریعے رکھی۔ پھر ایک مکمل انسان بنا کر اس میں روح ڈال دی اور اسے سننے اور دیکھنے کی صلاحیت عطا فرمائی، اس کے اندر دھڑکتا ہوا دل رکھ دیا جن کے ذریعہ انسان سوچتا اور سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عجیب کاریگری ہے کہ اس نے گوشت کے ایک ٹکڑے کو سننے کی صلاحیت دی، دوسرے کو دیکھنے کی اور تیسرے کو سوچنے کی۔ یہ تمام نعمتیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ انسان ہر وقت اس ذات کا شکر ادا کرتا رہے جس نے اسے نہایت ہی عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ بہت سے انسان ایسے ہیں کہ جنہیں ان باتوں پر غور کرنے کی توفیق ہی نہیں ہوتی اور وہ ناشکری کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

(تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الدھر 76: آیات 1 تا 3 اور التین 95: آیت 4)

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۭ بَلْ هُمْ بِلِقَاۗىِٕ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿10﴾

یہ (کفار) کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں غائب ہو جائیں گے تو کیا ہم ازسرنو پھر پیدا کئے جائیں گے؟ بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات ہی کے منکر ہیں۔ ﴿10﴾

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿11﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے وہ تمہاری روح قبض کر لے گا۔ پھر تم سب اپنے رب کی طرف ہی لوٹائے جاؤ گے۔ ﴿11﴾

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿12﴾

اور کاش آپ وہ منظر دیکھ لیتے جب مجرم اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے (کھڑے) ہوں گے (اور کہیں گے) اے ہمارے رب، ہم نے سب کچھ دیکھ اور سن لیا۔ لہٰذا آپ ہمیں واپس (دنیا میں) بھیج دیجئے تاکہ ہم نیک عمل کریں۔ اب ہمیں (آخرت پر) مکمل یقین آ گیا ہے۔ ﴿12﴾

آیات 10 تا 11: موت کے فرشتہ سے ملاقات:

مشرکینِ مکہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے آپ ﷺ سے پوچھا کرتے تھے کہ جب ہم گل سڑ کر مٹی میں مل جائیں گے اور ہمارا وجود ہی ختم ہو جائے گا تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے؟ اللہ عزّ وجل نے ان کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ایسے لوگ اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے کا انکار کر رہے ہیں اور کفر کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جس دن موت کا فرشتہ ان کی روح کو قبض کر لے گا اور یہ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے پھر جب قیامت آئے گی تو ان سب کو زندہ کر کے میدانِ حشر میں حساب و کتاب کے لئے کھڑا کر دیا جائے گا۔

آیات 12 تا 14: قیامت کے دن مجرموں کا حال:

قیامت کے دن مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے انتہائی ذلت و رسوائی کی وجہ سے سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے کہ اگر ہم دنیا میں آخرت کا انکار، اللہ عزّ وجل کے ساتھ شرک اور دیگر گناہوں کا ارتکاب نہ کرتے تو آج ہمیں یہ دن دیکھنا نہ پڑتا۔ پھر کہیں گے: اے ہمارے رب، جن چیزوں کو ہم دنیا میں جھٹلاتے تھے آج ہم نے انہیں اپنی

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا
وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ
جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿13﴾

اگر ہم چاہتے تو (پہلے ہی) ہر شخص کو ہدایت دے دیتے لیکن میری بات پوری ہو کر ہی رہے گی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے ضرور بھروں گا۔ ﴿13﴾

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ
يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ
وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿14﴾

(پھر ان سے کہا جائے گا) اب تم اپنے اس دن کی ملاقات کو بھلا دینے کا مزہ چکھو۔ بے شک (آج) ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا ہے اور جو (بُرے) اعمال تم کرتے رہے ان کی سزا میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھو۔ ﴿14﴾

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا

بے شک ہماری آیات پر وہ لوگ ایمان لاتے

آنکھوں سے دیکھ لیا۔ جن باتوں کا ہم وہاں انکار کرتے تھے، آج ہم نے اپنے کانوں سے سن لیا۔ اب کوئی بھی بات ہم سے پوشیدہ نہیں رہی۔ ہمیں تمام باتوں پر مکمل یقین آ گیا ہے۔ اس لئے اب آپ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیجئے تا کہ وہاں ہم نیک اعمال کر کے اپنی آخرت کو سنوار لیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جواب دیں گے کہ ہم نے تو دنیا میں بھلائی اور بُرائی کے دونوں راستے بتا کر تمہیں اختیار دے دیا تھا کہ چاہو تو جنت کی راہ اختیار کرو اور چاہو تو جہنم کی۔ لیکن تم نے اپنی مرضی سے جہنم کی راہ اختیار کر لی اب یہاں آنکھوں سے حقائق کو دیکھ لینے کے بعد تمہارے ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر ایسا ایمان میرے نزدیک قابل قبول ہوتا تو میں اپنی مرضی سے تمام انسانوں کو سیدھی راہ پر لا کر کھڑا کر دیتا۔ چونکہ میرے نزدیک اعتبار اسی ایمان کا ہے جسے بندہ اپنی مرضی سے دنیا میں اختیار کرتا ہے۔ لہٰذا جو جن اور انسان دنیا میں اپنے اختیار سے ایمان نہیں لائے میں ان سب کو جہنم میں ڈال کر جہنم کو بھر دوں گا۔ پھر اللہ عزّ وجل مجرموں سے مخاطب ہو کر فرمائیں گے کہ تم دنیا میں قیامت کے دن کو بھلا بیٹھے تھے۔ جبکہ میرے نبی تمہیں اس دن کی یاد دلاتے رہے، تم اس دن کا مذاق اڑاتے تھے۔ آج اس کے بدلہ میں عذاب کا مزہ چکھو۔ اب ہم تمہیں جہنم میں ڈال کر ہمیشہ کے لئے بھول جائیں گے اور تم اپنے بُرے اعمال کے بدلہ میں جہنم کے ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا رہو۔ اَللّٰهُمَّ اَعِذْنَا مِنْهَا (آمین)

آیات 15 تا 17: سچے مومنوں کی علامات:

جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اللہ تعالیٰ کی آیات پر حقیقی معنوں میں ایمان لاتے ہیں۔ جب انہیں

ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿15﴾ السجدة

ہیں جنہیں جب ان آیات کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ ﴿15﴾

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿16﴾

ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں وہ اپنے رب کو (جہنم کے) خوف اور (جنت کی) امید سے پکارتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ ﴿16﴾

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿17﴾

کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ ان کے (نیک) اعمال کے بدلہ میں ان کے لئے آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی کون سی نعمتیں (اللہ نے) چھپا کر رکھی ہیں۔ ﴿17﴾

قرآن کریم کی تلاوت کر کے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ فوراً اس نصیحت کو قبول کر لیتے ہیں اور قرآن کریم کا ان پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ یہ نعمت اسلام پر شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر جاتے ہیں۔ اپنے رب کی پاکی اور خوب حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔ کفار اور مشرکین کی طرح عبادت سے منہ نہیں موڑتے بلکہ زندگی بھر خضوع وخشوع کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کرتے رہتے ہیں، ایسے لوگ صرف دن میں ہی نہیں بلکہ راتوں کو بھی اٹھ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے تہجد کی نماز پڑھا کرتے ہیں۔ جب تہجد کا وقت ہو جاتا ہے تو یہ فوراً اپنے بستروں سے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، وضو کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور سجدہ میں جا کر اپنے رب سے خوب دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب، ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لینا اور جنت میں داخل فرما دینا۔ ایسے مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں پا کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ ان نعمتوں کا اس دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ”اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا تصور آیا ہے“۔اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿18﴾

کیا مومن ایسا ہو سکتا ہے جیسا فاسق ہو؟ یہ دونوں کبھی (بھی) برابر نہیں ہو سکتے۔ ﴿18﴾

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۙ نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿19﴾

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان (کے رہنے) کے لئے ہمیشہ کی جنتیں ہوں گی جو ان کے نیک اعمال کی وجہ سے انہیں بطور ضیافتیں (مہمان نوازی) ملیں گی۔ ﴿19﴾

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿20﴾

اور وہ لوگ جنہوں نے (اللہ اور اس کے رسول ﷺ) کی نافرمانی کی ان کا ٹھکانا آگ ہے۔ جب بھی وہ اس سے نکلنا چاہیں گے پھر اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ اب اس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ﴿20﴾

آیت (سجدہ 32: آیت 17) پڑھو۔ (بخاری)۔ اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتیں جو انسانی خیالات اور تصورات سے بالاتر ہیں، مومنوں کو ان کے نیک اعمال کی وجہ سے ملیں گی جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔

آیات 18 تا 22: مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے:

قیامت کے دن اللہ عزّ وجل کی عدالت میں مومن اور فاسق برابر نہیں ہو سکتے۔ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی آیات پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے رسولوں کا پیروکار بھی ہو ایک فاسق کے برابر کیسے ہوسکتا ہے؟ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال بھی کئے وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق جنت میں ہوں گے۔ خوبصورت محلات میں ان کی مہمان نوازی ہو گی اور ان کے اعمال کی قدر کرتے ہوئے ان کی ہر اعتبار سے عزت اور حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ جبکہ وہ لوگ جنہوں نے فسق و فجور کی راہ اختیار کی، انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جب وہ اس جہنم سے نکلنا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے انہیں مار مار کر دوبارہ اسی میں لوٹا دیں گے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ موت سے پہلے بھی مختلف قسم کے عذاب میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ کبھی قتل و غارتگری، کبھی قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا کروا دیتے ہیں اور کبھی قحط سالی کی مصیبتوں سے دوچار کر دیتے

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿21﴾

اور ہم انہیں (آخرت کے) بڑے عذاب سے پہلے (دنیا کے) چھوٹے عذاب کا مزہ بھی ضرور چکھائیں گے شاید کہ وہ (ہماری طرف) رجوع کریں۔ ﴿21﴾

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴿22﴾

اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جسے اس کے رب کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جائے تو وہ ان سے منہ پھیر لے۔ یقیناً ہم ایسے مجرموں سے انتقام لے کر رہیں گے۔ ﴿22﴾

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُن فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ ۖ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿23﴾

تحقیق ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (تورات) دی تھی۔ پس (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس کتاب (قرآن) کے کلامِ الٰہی ہونے میں شک نہ کیجئے اور ہم نے اُس (تورات) کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنایا تھا۔ ﴿23﴾

ہیں تا کہ یہ شرک، کفر اور گناہوں سے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لیں۔ اس کے باوجود بھی جب یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے بارے میں فرمائیں گے کہ دنیا میں تم میری آیات اور رسولوں کو جھٹلاتے رہے آج اس کے بدلہ میں سخت ترین عذاب چکھو۔ ایسے لوگوں کے عذاب میں اور زیادتی کر دی جائے گی کیونکہ یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ایسے مجرموں سے ضرور انتقام لیں گے اور انہیں سخت ترین عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ (مزید پڑھیے صٓ 38: آیت 28، الحشر 59: آیت 20، الحج 22: آیت 22، الجاثیہ 45: آیت 21)

آیات 23 تا 25: نیک لوگ ہی قوموں کے راہ نما بننے کے اہل ہیں:

قرآن کریم کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اس نے وحی کے ذریعہ اپنے بندہ اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اور قرآن کریم جیسی عظیم ترین کتاب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے میں حیرت کی کیا بات ہے۔ ہم تو اس سے پہلے بھی راہ نمائی کرنے والی کتاب، اپنے بندہ اور رسول موسیٰ علیہ السلام پر اتار چکے ہیں جس کا اہل مکہ کو بھی علم ہے۔ اس کتاب کو ہم نے بنی اسرائیل کی ہدایت کا ذریعہ بنایا تھا اور ان میں ایسے لوگوں کو پیدا کیا جنہوں نے دین کا علم حاصل کیا اور وہ بہت

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۖ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿24﴾

اور جب انہوں (بنی اسرائیل) نے (مصائب پر) صبر کیا تو ہم نے ان میں سے کئی ایسے راہ نما پیدا کئے جو ہمارے حکم کے مطابق لوگوں کی راہ نمائی کرتے رہے اور وہ ہماری آیات پر یقین بھی رکھتے تھے۔ ﴿24﴾

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿25﴾

بلاشبہ آپ کا رب قیامت کے دن، ان کے درمیان، ان باتوں کا، فیصلہ کر دے گا جن میں وہ (آپس میں) اختلاف کرتے تھے۔ ﴿25﴾

زیادہ نیک بن گئے، وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے پابند تھے، اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزوں سے بچتے تھے، رسولوں کی تصدیق کرتے اور ان کی شریعت کی پیروی کرتے تھے، لوگوں کو نیکیوں کی تعلیم دیتے اور بُرے کاموں سے روکتے تھے۔ ایسے ہی لوگوں کو ہم نے ان کا راہ نما بنا دیا تھا۔ لیکن جب ان ہی لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تحریف کر دی اور تاویل (ظاہری مطلب سے بات کو پھیر دینے) کا دروازہ کھول دیا تو ان سے پیشوائی کا منصب چھین لیا گیا کیونکہ ان کے دل پتھر ہو چکے تھے اور وہ نیک عمل اور صحیح عقیدہ کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اصول ہے کہ جب تک کوئی بندہ دنیاوی خواہشات سے بچا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اعلیٰ مقام پر فائز رکھتے ہیں اور جب وہی بندہ دنیا پرست بن جاتا ہے تو یہ منصب اس سے چھین لیا جاتا ہے۔ گویا دین کی بقا کے لئے دینی علم کا جاننا بہت ہی ضروری ہے جس طرح جسم کی بقا کے لئے غذا ضروری ہے۔ ان آیاتِ مبارکہ میں اہل اسلام کے لئے بڑی زبردست تنبیہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے لوگ تورات میں تحریف، سچے دین سے انحراف اور نیک کاموں کا حکم دینا اور بُرائیوں کو روکنا چھوڑ دینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غضب کے مستحق بن گئے، اسی طرح اس امت کے جو لوگ قرآن و سنت سے منہ موڑیں گے، بھلائی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا چھوڑ دیں گے، صبر اور استقامت اور ایمان کی دولت سے محروم ہو جائیں گے تو یہود کی طرح اللہ تعالیٰ ان پر ذلت اور رسوائی کو مسلط کر دیں گے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انبیا علیہم السلام اور ان کی امتوں کے درمیان، مومنوں اور کفار کے درمیان اپنا فیصلہ صادر فرمائیں گے۔ اس وقت ہر ایک کو معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میں حق پر کون تھا اور باطل پر کون؟ حق والے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے اور باطل والے جہنم میں۔

اَوَلَمۡ یَهۡدِ لَهُمۡ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ یَمۡشُوۡنَ فِیۡ مَسٰكِنِهِمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسۡمَعُوۡنَ ﴿26﴾

کیا انہیں (کفار مکہ کو) اس سے بھی کچھ راہ نمائی نہیں ملی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کی بستیوں سے یہ لوگ (کفار مکہ) گزرتے ہیں۔ بے شک اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ کیا یہ لوگ سنتے نہیں؟ ﴿26﴾

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا نَسُوۡقُ الۡمَآءَ اِلَی الۡاَرۡضِ الۡجُرُزِ فَنُخۡرِجُ بِهٖ زَرۡعًا تَاۡكُلُ مِنۡهُ اَنۡعَامُهُمۡ وَاَنۡفُسُهُمۡ ؕ اَفَلَا یُبۡصِرُوۡنَ ﴿27﴾

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ بے شک ہم پانی کو بنجر زمین کی طرف بہا کر لے جاتے ہیں پھر اس سے ہم کھیتی اُگاتے ہیں، جسے ان کے چوپائے بھی کھاتے ہیں اور یہ خود بھی۔ کیا یہ پھر بھی دیکھتے نہیں ہیں؟ ﴿27﴾

آیات 26 تا 27: گزشتہ قوموں کی ہلاکت باعث عبرت ہے:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل تمام لوگوں کو دعوتِ فکر دے رہے ہیں کہ ذرا اپنے سے پہلے کی قوموں کے واقعات ذہن میں لاؤ جنہوں نے دنیا میں کفر و شرک کا ارتکاب کیا۔ ہم نے ان سب کو تباہ و برباد کر دیا۔ یہ کفارِ مکہ اپنی آنکھوں سے ان ہلاک شدہ بستیوں کا مشاہدہ بھی کرتے ہیں اور ان کے کھنڈرات بھی دیکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان سے عبرت حاصل نہیں کرتے، انہیں چاہئے کہ کفر و شرک سے توبہ کر کے قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لے آئیں ورنہ اِن کا انجام بھی وہی ہوسکتا ہے جو اُن سے پہلی قوموں کا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے لوگوں پر بڑے احسانات ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ وہی اللہ آسمانوں سے بارش نازل فرماتا ہے جس کا پانی پہاڑوں، اونچی جگہوں سے سمٹ کر ندی، نالوں اور دریاؤں کے ذریعے اِدھر اُدھر پھیل جاتا ہے، جس کے ذریعہ سے بنجر زمین سیراب ہوتی ہے اور اس میں مختلف قسم کے پودے اُگتے ہیں، جن میں سے بعض جانور کھاتے ہیں اور بعض سے انسان فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کفار ان باتوں سے نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے اور یہ کیوں نہیں سوچتے کہ جس اللہ عزّ وجل نے اپنی کمالِ قدرت سے بارش برسائی اور پھر ان کی غذا کا انتظام کیا، وہی معبود حقیقی ہے۔ لہٰذا انہیں سب کو چھوڑ کر اسی اللہ کے سامنے جھکنا چاہئے۔

(مزید تفصیل کیلئے: ھود 11: آیت 68، مریم 19: آیت 98، النمل 27: آیت 92 اور الکہف 18: آیت 8)

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿28﴾

اور یہ (کفارِ مکہ) کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ بتاؤ یہ فیصلہ کب ہوگا؟ ﴿28﴾

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿29﴾

(اے نبی ﷺ) آپ جواب دیجئے کہ فیصلہ کے دن کفار کو ان کے ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور نہ ہی انہیں (توبہ کرنے کی) مہلت دی جائے گی۔ ﴿29﴾

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿30﴾

پس آپ ان سے منہ پھیر لیجئے اور انتظار کیجئے۔ وہ (کفارِ مکہ) بھی یقیناً انتظار کررہے ہیں۔ ﴿30﴾

آیات 28 تا 30: قیامت کے دن ایمان لانا مفید نہیں ہوگا:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل کفار کے اعتراض کا تذکرہ کررہے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کی بہت جلدی مچایا کرتے تھے اور مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ تم جو کہتے ہو کہ ہم پر اللہ کا عذاب آئے گا اس میں تم سراسر جھوٹے ہو۔ اگر تم سچے ہو تو اس عذاب کے آنے کا وقت بتاؤ۔ تمہارا خیال ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ تم ہم پر غالب آجاؤ گے اور ہم سے بدلہ لو گے، آخر تمہارا غلبہ کب ہوگا؟ اللہ عزّ وجل کفار کے جواب میں یہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب جب کفار پر آئے گا اس وقت انہیں کوئی مہلت نہیں دی جائے گی اور اگر یہ اس وقت ایمان لائیں گے تو ان کا ایمان انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ فرمان الٰہی ہے: (ترجمہ) ''پھر جب امتوں کے پاس ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تو وہ اپنے پاس والے علم پر اترانے لگے اور ان پر وہ عذاب ٹوٹ پڑا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ پھر وہ ہمارا عذاب دیکھ کر توحید کے قائل اور شرک سے بیزار ہوگئے۔'' (المومن 40: آیات 83 تا 84)۔ آیت 30 میں اللہ عزّ وجل اپنے نبی کریم ﷺ کو کفار کی بے ہودہ باتوں کا جواب نہ دینے کی تلقین فرما رہے ہیں اور پورے ذوق و شوق کے ساتھ دعوت و تبلیغ کا کام جاری رکھنے کا حکم دے رہے ہیں اور یہ تسلی دے رہے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کا انتظار کیجئے، یقیناً اللہ عزّ وجل آپ کو فتح اور کامرانی عطا فرمائیں گے اور آپ کے دشمنوں کو ذلیل و رسوا کردیں گے۔ اگرچہ کفار آپ کے بارے میں بُری خبریں سننے کا انتظار کرتے ہیں تاکہ ان کے خیال کے مطابق انہیں آپ سے نجات مل جائے لیکن اللہ عزّ وجل انہیں مٹا دیں گے اور آپ کا لایا ہوا دین قیامت تک باقی رکھیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر کسی کا فیصلہ غالب نہیں آسکتا۔

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

سورۂ احزاب مدنی ہے۔ اس میں 73 آیات اور 9 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿1﴾

اے نبی (ﷺ) اللہ سے ڈرتے رہیئے اور کفار اور منافقین کی بات نہ مانیئے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، خوب حکمت والا ہے۔ ﴿1﴾

وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿2﴾

اور جو آپ پر آپ کے رب کی طرف سے وحی کی جاتی ہے، اسی کی پیروی کیجئے۔ (مومنو) بے شک اللہ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ ﴿2﴾

آیات 1 تا 3: تقویٰ اختیار کرنے اور کتاب وسنت کی پیروی کا حکم:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور تمام مسلمانوں کو یہ نصیحت کی ہے کہ تقویٰ کی راہ اختیار کریں، اللہ کی بندگی کریں اور گناہوں سے دور رہیں، کفار اور منافقین کی بات مان کر توحید کی دعوت سے منہ نہ موڑیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ اللہ، اس کے رسول اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ ان کی تو خواہش یہی ہوتی ہے کہ مسلمان اسلام کو چھوڑ کر ہمارے مذہب میں شامل ہو جائیں۔ آپ پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے خواہ وہ قرآن کی صورت میں ہو یا حدیث کی صورت میں اس کی پیروی کیجئے کیونکہ اسی میں آپ اور آپ ﷺ کی امت کے لئے خیر و برکت ہے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی بطور کارساز کافی ہے۔

آیات 4 تا 5: منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹا نہیں ہوسکتا:

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ یہ فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کے جسم میں دو دل نہیں رکھے یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کی حکمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ایک انسان کے جسم میں دو دل نہ پیدا کئے جائیں کیونکہ اگر دونوں ایک ہی بات کو چاہیں گے تو ایک دل بیکار ہو گا اور اگر دونوں مختلف باتیں چاہیں گے تو ایک ہی انسان بیک وقت دو مخالف چیزوں کو چاہنے والا ہو گا جو شر اور فساد کا باعث بنے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حکمت اس بات کا بھی تقاضا کرتی ہے کہ ایک ہی عورت ایک مرد کی ماں اور بیوی نہ ہو اور ایک ہی آدمی کسی دوسرے انسان کا حقیقی بھی اور منہ بولا

وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى
بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿3﴾

اور آپ اللہ پر بھروسا کیجئے اور اللہ کارسازی کے لئے کافی ہے۔ ﴿3﴾

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ
جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ
تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ
اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ
بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ
وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿4﴾

اللہ نے کسی آدمی کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے اور تم اپنی جن بیویوں کو ماں کہہ بیٹھتے ہو انہیں اللہ نے تمہاری (حقیقی) مائیں نہیں بنایا اور نہ ہی اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے (حقیقی) بیٹے بنایا ہے۔ یہ تو تمہاری زبانی باتیں ہیں اور اللہ حق بات کہتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ ﴿4﴾

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ
عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا
اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ
وَمَوَالِيْكُمْ ؕ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ
جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ

ان (منہ بولے بیٹوں) کو ان کے (حقیقی) باپوں کی طرف نسبت کر کے پکارا کرو۔ اللہ کے نزدیک یہی بات انصاف سے زیادہ قریب ہے اور اگر تمہیں ان کے باپ (کے نام) کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں اور تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس کا تم پر کوئی گناہ نہیں

بیٹا بھی نہ ہو۔ اس تمہید کے بعد اللہ عزّ وجل یہ سمجھا رہے ہیں کہ جس طرح کوئی شخص اپنی بیوی کو غصہ کی حالت میں یہ کہہ دے کہ تم میرے لئے میری ماں کی طرح ہو، یہ کہنے سے وہ بیوی سچ مچ ماں نہیں بنتی۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی کسی کو اپنا منہ بولا بیٹا کہہ دے تو وہ حقیقی بیٹا نہیں بنتا۔ یہ آیات زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتریں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت ملنے سے پہلے ہی انہیں آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا اور لوگوں نے انہیں حقیقت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا شروع کر دیا۔ اور عربوں کے قدیم رواج کے مطابق منہ بولا بیٹا وارث بنتا تھا اور اس کی بیوی سے طلاق کے بعد نکاح حرام سمجھا جاتا تھا۔ اللہ عزّ وجل نے اس غلط رواج کو ختم کرنے اور حقیقت کو واضح کرنے کے لئے یہ آیاتِ مبارکہ نازل فرمائیں اور اس رواج کی تردید فرما دی اور حکم دیا کہ ہر ایک کو اس کے باپ کی طرف منسوب کیا جائے، اللہ عزّ وجل کے

وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿5﴾

ہے، البتہ (گناہ وہ ہے جس کا) تم ارادہ دل سے کرو اور اللہ خوب بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿5﴾

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ﴿6﴾

بلاشبہ نبی مومنوں کے لئے ان کی اپنی ذات سے بھی مقدم ہیں اور آپ (ﷺ) کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور اللہ کی کتاب کی رو سے مومنین اور مہاجرین کی نسبت رشتہ دار ایک دوسرے کے (وراثت میں) زیادہ حقدار ہیں۔ البتہ اگر تم اپنے دوستوں سے کوئی بھلائی کرنا چاہو (تو کر سکتے ہو)۔ یہ سب کتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھا ہوا ہے۔ ﴿6﴾

نزدیک عدل و انصاف کا یہی تقاضا ہے۔ اگر کسی شخص کے باپ کا علم نہ ہو تو بھائی یا دوست کہہ کر اسے پکارا جائے اور اگر کوئی شخص غلطی سے اسے غیر باپ کے ساتھ منسوب کر دے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مواخذہ نہیں، مواخذہ اس پر ہوگا اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کسی کو غیر باپ کے ساتھ منسوب کر دے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ''ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو زید بن محمد کہا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات مبارکہ نازل فرمائیں اور منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی جائز ہوگئی، آپ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی مطلقہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تاکہ زمانہ جاہلیت کے مذکورہ غلط رواج کا خاتمہ ہوجائے''۔ (بخاری) ﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاحزاب 33: آیت 37﴾

آیت 6: نبی کریم ﷺ اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی قدر و منزلت کا بیان:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے نبی کریم ﷺ اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی قدر و منزلت کا ذکر فرمایا ہے۔ مسلمانوں پر یہ فرض ہے کہ وہ تمام دینی اور دنیاوی امور میں آپ ﷺ کی ذات کو مقدم کریں، اپنے آپ سے بھی زیادہ آپ ﷺ سے محبت کریں اور آپ ﷺ کے ہر حکم کی پیروی کریں کیونکہ دنیا اور آخرت کی تمام کامیابیوں کا یہی سرچشمہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''میں ہر مومن کا دنیا و آخرت (کے کاموں) میں تمام لوگوں سے زیادہ حقدار ہوں۔'' پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ آیت (الاحزاب 33: آیت 6) پڑھو۔ (بخاری)۔ آیت کے دوسرے حصہ میں آپ ﷺ

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ﴿7﴾

(اے نبی ﷺ یاد کریں) جب ہم نے تمام انبیا (علیہم السلام) سے عہد لیا اور (بالخصوص) آپ، نوح، ابراہیم، موسیٰ، اور مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہم السلام) سے اور ہم نے ان سب سے بڑا پکا عہد لیا۔ ﴿7﴾

لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿8﴾

تاکہ اللہ سچے لوگوں سے ان کی سچائی کے بارے میں سوال کرے اور اس (اللہ) نے کفار کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ﴿8﴾

کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا مقام بیان ہوا ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لئے ماں کا مقام رکھتی ہیں ان کا احترام ہر مسلمان پر واجب ہے اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد ان سے نکاح کرنا کسی شخص کے لئے بھی جائز نہیں۔ آیتِ مبارکہ کے تیسرے حصہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رشتہ دار ایک دوسرے کی میراث کے مہاجرین اور دیگر مومنین سے زیادہ حقدار ہیں چونکہ شروع اسلام میں جب لوگ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اور معاہدوں کی بنیاد پر یہ ایک دوسرے کے وارث بھی بننے لگے۔ جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو پرانا حکم منسوخ ہو گیا اور وراثت صرف رشتہ داروں کے ساتھ خاص ہو گئی۔ رشتہ داروں کے علاوہ دیگر مومنوں اور مہاجرین کے لئے صدقہ، ہدیہ اور وصیت باقی رہ گئی۔ یہ جو بھی احکام بیان ہوئے ہیں یہ تمام کے تمام اللہ ربّ العزت کے ہاں لوح محفوظ میں بھی محفوظ ہیں۔

آیات 7 تا 8: انبیائے کرام علیہم السلام سے عہد:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے تمام انبیا علیہم السلام اور بالخصوص اولوالعزم، انبیا یعنی نبی کریم ﷺ، نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے یہ عہد لیا کہ میرا پیغام لوگوں تک ضرور پہنچائیں گے اور اس معاملہ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں گے، ایک دوسرے کی مدد کریں گے، آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق و اتحاد کے ساتھ رہیں گے، اللہ کے دین کو قائم کریں گے اور اس میں اختلاف پیدا نہیں کریں گے۔ پھر جب یہی انبیا علیہم السلام اللہ عزّ وجل کے حضور قیامت کے دن پیش ہوں گے تو اللہ ربّ العزت ان انبیا علیہم السلام سے ان کی امتوں کے سامنے سوال کریں گے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی امتوں کو پہنچا دیا تھا تو وہ کہیں گے:۔ ”جی ہاں اے ہمارے رب، ہم نے آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔“ تو اللہ عزّ وجل انہیں اور ان کے پیروکاروں کو اچھا بدلہ عطا فرمائیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝

اے ایمان والو، اللہ کا وہ احسان یاد کرو جو اس نے تم پر کیا۔ جب (کفار کے) لشکر تم پر چڑھ آئے تھے تو ہم نے ان پر آندھی اور ایسے لشکر بھیج دیئے جو تمہیں نظر نہیں آ رہے تھے اور تم جو کچھ کر رہے تھے، اسے اللہ خوب دیکھ رہا تھا۔ ۝

گے۔ اس سوال سے مقصود کفار اور مشرکین کو میدان حشر میں سب کے سامنے رسوا کرنا ہو گا، ورنہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ رسولوں نے پوری امانت و دیانت کے ساتھ اللہ عزّ وجل کے احکامات لوگوں تک پہنچائے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کریں گے اللہ ربّ العزّت نے ان کے لئے بڑا ہی دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے جس میں انہیں ہمیشہ کے لئے ڈال دیا جائے گا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر آل عمران 3: آیت 81 اور الشوریٰ 42: آیت 13)

آیات 9 تا 11: جنگِ خندق اور غزوۂ بنو قریظہ کا بیان:

جنگِ خندق جسے غزوہ احزاب بھی کہا جاتا ہے اس کا پسِ منظر یہ تھا کہ غزوۂ احد (3ھ) سے واپسی کے وقت مشرکین مکہ نے رسول اکرم ﷺ کو یہ دھمکی دی کہ آئندہ سال پھر ہمارا اور تمہارا مقابلہ ہو گا۔ لیکن قحط سالی کی وجہ سے مشرکینِ مکہ آئندہ سال جنگ کے لئے نہیں نکلے۔ بنو قریظہ کے سردار حُیی بن اخطب یہودی نے قریشِ مکہ کی اس دھمکی کو غنیمت جانا اور مدینہ سے بنو نضیر کی جلاوطنی کا مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے یہی موقع مناسب سمجھا وہ کئی سردارانِ یہود کو لے کر مشرکینِ مکہ کے پاس گیا اور انہیں مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا اور ان کے شانہ بشانہ جنگ لڑنے کا وعدہ بھی کیا۔ پھر یہ لوگ بنو غطفان اور دیگر قبائل کے پاس بھی گئے اور انہیں بھی جنگ میں شرکت کی دعوت دی تاکہ سب مل کر مسلمانوں کا وجود ہی ختم کر دیں۔ آپ ﷺ کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے دفاع پر غور وفکر کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا جن کی رائے پر عمل کرتے ہوئے آپ ﷺ نے سلع پہاڑی کے مشرق میں خندق کھودنے کا فیصلہ کیا، جہاں سے کفار کے مدینہ پر حملہ آور ہونے کا خطرہ تھا۔ تقریباً ایک ماہ کی مدت میں خندق کھودی گئی اس کے بعد رسول اکرم ﷺ تین ہزار مجاہدین کے ساتھ وہاں پہنچ گئے جب کفار کا لشکر وہاں پہنچا جن کی تعداد بارہ ہزار کے قریب تھی تو خندق کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا اور کہنے لگے کہ یہ جنگی چال تو عرب نہیں جانتے تھے اسی سے ان

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ

جب دشمن تم پر اوپر اور نیچے سے چڑھ آئے اور آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آنے

کی ہمت پست ہوگئی۔ ادھر حیی بن اخطب نے اپنے قبیلہ بنوقریظہ کو آپ ﷺ کے ساتھ کئے گئے عہد کو توڑنے پر آمادہ کرلیا۔ آپ ﷺ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو معلومات کے لئے بنوقریظہ بھیجا جب انہوں نے واپس آ کر اس خبر کی تصدیق کر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:- ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، مسلمانو، میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں'' مسلمانوں کی آزمائش کی گھڑی آن پہنچی اور منافقین نے برملا اپنے نفاق کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ قبیلہ بنو حارثہ کے بعض افراد نے آپ ﷺ سے یہ کہہ کر مدینہ سے واپس چلے جانے کی اجازت مانگی کہ ہمارے مکانات غیر محفوظ ہیں اسی طرح قبیلہ بنوسلمہ نے بھی وہاں سے نکل جانے کا ارادہ کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ثابت قدمی عطا فرمائی۔ مشرکینِ مکہ نے ایک ماہ تک قیام کیا لیکن خندق کی وجہ سے جنگ نہ ہوسکی کچھ گھوڑ سواروں نے ایک تنگ حصہ سے گزر کر آگے بڑھنے کی کوشش کی، رسول اکرم ﷺ نے ان کے مقابلہ میں علی بن طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے ان کے ایک سردار عمرو بن عَبْدِ وُدّ کو قتل کر دیا اور باقی گھوڑ سوار ڈر کے مارے واپس بھاگ گئے۔ آپ ﷺ نے جب دیکھا کہ محاصرہ کی مدت لمبی ہوتی جا رہی ہے اور دشمن واپس جانے کا نام نہیں لے رہا تو آپ ﷺ نے بنوغطفان کے دونوں سرداروں عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف سے مدینہ کے ایک تہائی پھلوں کے عوض صلح کی پیشکش کر دی، جب سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما جو اوس و خزرج کے سردار تھے انہیں اطلاع ملی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول، اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے تو ہمارا سرِ تسلیم خم ہے اور اگر آپ کی یہ ذاتی تدبیر ہے تاکہ ہماری اور ہمارے بچوں کی حفاظت کریں تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، جب ہم اور وہ قبائل کفر و شرک پر تھے تب تو انہوں نے ہم سے ایسی کوئی امید نہیں کی اور اب جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نعمت اسلام سے نوازا ہے اور آپ ﷺ کے ذریعہ ہمیں عزت سے نوازا ہے تو ہم کسی حال میں انہیں اپنا مال نہیں دیں گے ہمارا اور ان کا فیصلہ تلوار کرے گی۔ آپ ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور اطمینان کا اظہار کیا اور کہا یہ میری ذاتی تجویز تھی اس کے بعد اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ قبیلہ غطفان کا ایک شخص نعیم بن مسعود بن عامر آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ، میں مسلمان ہو گیا ہوں آپ جو چاہیں مجھے حکم دیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کفار اور یہود کے درمیان اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ چنانچہ وہ صحابی رضی اللہ عنہ پہلے بنوقریظہ کے پاس گئے جنہیں

الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿10﴾

لگے تھے اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے۔ ﴿10﴾

وہ پہلے سے جانتے تھے اور کہا کہ اگر اہل مکہ کو جنگ میں شکست ہوگئی تو وہ تو مکہ واپس چلے جائیں گے اور تم ہمیشہ کے لئے محمد ﷺ اور مسلمانوں کو اپنا دشمن بنا لو گے، انہوں نے پوچھا پھر کیا کیا جائے؟ نعیم نے کہا کہ جب تک وہ لوگ کچھ افراد تمہارے پاس گروی نہ رکھ دیں تم ان کے ساتھ مل کر جنگ نہ کرو۔ پھر نعیم رضی اللہ عنہ قریش کے پاس گئے اور ان سے کہا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارا دوست اور خیر خواہ ہوں اور مجھے یہ خبر ملی ہے کہ بنو قریظہ والے محمد ﷺ کے ساتھ اپنا معاہدہ توڑنے پر شرمندہ ہیں اور ان کے ساتھ یہ بات بھی انہوں نے طے کر لی ہے کہ وہ تمہارے کچھ افراد کو تم سے گروی رکھ کر ان کے حوالے کر دیں گے اور ان کے ساتھ مل کر تم سے جنگ کریں گے، اسی طرح کی بات انہوں نے قبیلہ غطفان والوں سے بھی کی۔ ادھر کفار مکہ نے ہفتہ کے دن بنو قریظہ کے یہودیوں کو یہ اطلاع بھیجی کہ اب ہمارے لئے یہاں زیادہ ٹھہرنا مشکل ہے اس لئے آؤ آج ہی سب مل کر محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں پر حملہ کر دیں یہودیوں نے کہا کہ آج تو ہفتہ کا دن ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ ہمارے آباء واجداد نے جب اس دن کی بے حرمتی کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کیسی سزا دی، دوسری بات یہ ہے کہ تم اپنے کچھ افراد ہمارے پاس گروی رکھو پھر ہم تمہارے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ کفار مکہ نے ان کی یہ بات سن کر کہا نعیم نے سچ کہا تھا اور اپنے کچھ افراد گروی رکھنے سے انکار کر دیا، یہودیوں نے ان کی بات سن کر کہا نعیم نے سچ کہا تھا چنانچہ قریش اور بنو قریظہ نے ایک دوسرے کے شانہ بشانہ جنگ کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں پر یہ فضل و کرم ہوا کہ شدید سردی والی رات میں تیز ہوا چلی جس سے دشمنوں کے خیمے اکھڑ گئے چولہے پر پڑی ہوئی ہانڈیاں پلٹ گئیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے کفار کے دلوں میں مسلمانوں کا خوف اور رعب پیدا کر دیا اور وہ انتہائی بے چینی اور پریشانی کے عالم میں وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو صورتحال معلوم کرنے کے لئے بھیجا انہوں نے آ کر بتایا کہ واقعی کفار کوچ کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ کو اطمینان ہوا کہ اللہ عزّ وجل نے تمام کفار عرب کو بغیر جنگ کے شکست دے دی، آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مدینہ واپس آئے تو ظہر کا وقت تھا اسی وقت جبرائیل علیہ السلام آئے اور خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بنو قریظہ کے یہود کی طرف جانے کا حکم دیا ہے اور میں بھی انہی کی طرف جا رہا ہوں تا کہ ان کے دلوں میں خوف اور رعب پیدا کر دوں، آپ ﷺ نے مسلمانوں میں اعلان کرا دیا کہ

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿11﴾

اس موقع پر مومنوں کی آزمائش کی گئی اور وہ بہت اچھی طرح جھنجھوڑ دیئے گئے۔ ﴿11﴾

وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿12﴾

اور جب منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں (شک کا) مرض تھا یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ تو بس دھوکا ہی تھا۔ ﴿12﴾

جو مسلمان بھی اللہ اور اس کے رسول کا فرمانبردار ہے وہ عصر کی نماز بنو قریظہ میں جا کر پڑھے اور مسلمانوں کا جھنڈا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ پچیس دن کے محاصرہ کے بعد بنو قریظہ والے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ماننے کے لئے تیار ہو گئے۔ آخر کار ان کی اپنی خواہش کے مطابق سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو فیصل تسلیم کیا گیا جن کے فیصلہ کے مطابق تمام بالغ مرد قتل کر دیئے گئے جن کی تعداد چھ یا سات سو تھی اور بچے اور عورتیں غلام اور لونڈی بنا لئے گئے اور ان کے مال مالِ غنیمت کے طور پر مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سنا تو فرمایا یہ وہ فیصلہ ہے جو اللہ عزّ وجل نے سات آسمانوں کے اوپر کیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا وہ احسان مومنوں کو جتلایا ہے کہ جب کفار کی فوجیں تم سے لڑنے کے لئے آئیں تو ہم نے ان پر سخت آندھی بھیج دی۔ وہ فوجیں اتنی زیادہ تعداد میں تھیں کہ جنہیں دیکھ کر تمہاری آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آنے لگے اور تم اللہ عزّ وجل سے بھی کچھ اور گمان کرنے لگے تھے۔ اس وقت اللہ ربّ العزّت نے ایمان والوں کا امتحان لیا اور انہیں خوب جھنجھوڑا۔

آیات 12 تا 17: جنگِ خندق کے موقع پر منافقین کا کردار:

جنگِ خندق کے موقع پر جہاں مسلمان اور آزمائشوں میں پڑے ایک طرف دشمن کا خوف جنگی مشقتیں، بھوک پیاس اور ہر طرف سے دشمنوں کا محاصرہ، شدید خوف و ہراس دوسری طرف منافقین کی ایک جماعت نے مدینہ کے اندر ہی بغاوت کی آگ بھڑکا دی جن کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ ان منافقین کے دلوں میں شک و شبہ کی بیماری تھی اور ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ان مشکل ترین حالات میں انہیں مخلص مسلمانوں کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع مل گیا۔ ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جس فتح و نصرت کا وعدہ کیا تھا وہ محض ایک دل بہلانے والی بات تھی۔ اللہ اور اس کے رسول نے محض ہمیں

وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ یَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَ مَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۛۚ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿13﴾

اور جب ان (منافقین) میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے یثرب کے رہنے والو، (آج لشکر کے ہاتھ) تمہارے لئے اب ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے لہٰذا تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ اور ان میں سے ایک گروہ نبی سے (واپس مدینہ جانے کی) اجازت مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ ان کے گھر غیر محفوظ نہیں تھے۔ وہ تو صرف (جنگ سے) بھاگنا چاہتے تھے۔ ﴿13﴾

وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُىِٕلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا ﴿14﴾

اور اگر دشمن مدینہ کے چاروں طرف سے ان پر چڑھ آتے پھر (کفار) انہیں فتنہ (مسلمانوں کی مخالفت) کی دعوت دیتے تو یہ فوراً مان لیتے اور اس میں کوئی دیر نہ کرتے۔ ﴿14﴾

دھوکا دیا تھا۔ انہی منافقین کی ایک جماعت نے مسلمانوں کے عزم کو کمزور کرنے کے لئے کہا کہ خندق اور سلع پہاڑی کی درمیانی وادی میں رہ کر تم اپنی بیوی اور بچوں کی حفاظت نہیں کر سکتے ہو اس لئے تم لوگ مدینہ لوٹ جاؤ اور کچھ منافقین نے تو نبی کریم ﷺ سے یہ کہہ کر اپنے گھروں میں واپس جانے کی اجازت مانگی کہ ان کے مکانات غیر محفوظ ہیں اور اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں دشمن حملہ کر کے بچوں کو ہلاک نہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی بات کو رد کر دیا اور یہ واضح فرمادیا کہ ان کی اجازت مانگنے کی اصل وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کے مکانات غیر محفوظ ہیں بلکہ وہ کسی نہ کسی بہانہ سے میدانِ جنگ سے بھاگنا چاہتے تھے۔ اللہ عزّ وجل ان منافقین کی حالت کا ذکر فرمارہے ہیں کہ اگر مدینہ کے چاروں طرف سے دشمن حملہ کر دے اور لوٹ مار شروع کر دے اور وہ ان منافقین سے کہیں کہ تم اسلام کا انکار کر کے دوبارہ کفر کو اختیار کر لو تو یہ بغیر کسی تردد کے فوراً اپنے کفر کا اعلان کر دیں گے حالانکہ یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول سے پکا وعدہ کر چکے ہیں کہ ہم میدانِ جنگ سے فرار نہیں ہوں گے اور اب یہ فرار ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس وعدہ کے مطابق ان سے ضرور پوچھ گچھ کریں گے۔ یہ منافقین سمجھتے ہیں کہ وہ میدانِ جنگ سے فرار ہو جائیں گے تو موت سے بچ جائیں گے۔ انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ

وَ لَقَدۡ كَانُوۡا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنۡ قَبۡلُ لَا يُوَلُّوۡنَ الۡاَدۡبَارَ ؕ وَ كَانَ عَهۡدُ اللّٰهِ مَسۡـُٔوۡلًا ﴿15﴾

حالانکہ اس سے پہلے یہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے اور اللہ سے کئے گئے عہد کے بارے میں ان سے سوال (ضرور) ہوگا۔ ﴿15﴾

قُلۡ لَّنۡ يَّنۡفَعَكُمُ الۡفِرَارُ اِنۡ فَرَرۡتُمۡ مِّنَ الۡمَوۡتِ اَوِ الۡقَتۡلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿16﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ اگر تم موت اور قتل ہونے سے بھاگ رہے ہو تو تمہارا بھاگنا تمہیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ اس صورت میں تم بہت ہی کم (عارضی) فائدہ اٹھا سکو گے۔ ﴿16﴾

قُلۡ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَعۡصِمُكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَ بِكُمۡ سُوۡٓءًا اَوۡ اَرَادَ بِكُمۡ رَحۡمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوۡنَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيۡرًا ﴿17﴾

آپ ان سے پوچھئے کہ اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کون ہے جو تمہیں اس سے بچا سکے یا اگر وہ تم پر کوئی مہربانی کرنا چاہے (تو کون اسے روک سکتا ہے) اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ نہ تو کوئی دوست پائیں گے اور نہ ہی مددگار۔ ﴿17﴾

قَدۡ يَعۡلَمُ اللّٰهُ الۡمُعَوِّقِيۡنَ مِنۡكُمۡ

بلاشبہ اللہ تم میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو لوگوں کو جہاد میں شریک ہونے سے

اگر ان کی قسمت میں میدانِ جنگ میں قتل ہونا لکھا ہوگا تو انہیں موت اسی میدانِ جنگ میں ہی آئے گی۔ راہ فرار اختیار کرنے سے یہ موت سے نہیں بچ سکتے اور اگر ان کی عمر کا کچھ حصہ باقی ہوگا تو وہ بھی بہت جلد گزر جائے گا یہ دنیا کی لذتوں سے بہت ہی کم فائدہ اٹھا سکیں گے آخر کار انہیں موت آ کر دبوچ لے گی۔ آخری آیت میں اللہ عزّ وجل فرما رہے ہیں کہ ذرا آپ ﷺ ان منافقین سے پوچھیں کہ اللہ عزّ وجل تمہیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہے یا تم کو اپنی رحمت سے نوازنا چاہے تو کون ہے جو تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی تکلیف سے محفوظ رکھ سکے یا اس کی رحمت کو روک سکے۔ یقیناً کوئی بھی نہیں ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النسآء 4: آیت 77)

آیات 18 تا 20: منافقین انتہائی بخیل اور بزدل ہوتے ہیں:

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزّ وجل منافقین کی بخیلی اور بزدلی کا ذکر فرما رہے ہیں کہ یہ ایسے لوگ ہیں جب مسلمانوں سے ملتے ہیں تو ان سے ایسی باتیں کرتے ہیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کی

وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ ﴿18﴾

روکتے ہیں اور جو اپنے بھائیوں سے یہ کہتے ہیں کہ تم لوگ ہمارے پاس آ جاؤ اور لڑائی میں یہ بہت ہی کم حصہ لیتے ہیں۔ ﴿18﴾

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿19﴾

یہ (منافقین) تمہارا ساتھ دینے میں بہت ہی بخیل (کنجوس) ہیں پھر جب انہیں دشمنوں کا خوف لاحق ہوتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ وہ آنکھیں پھیر کر آپ کی طرف یوں دیکھتے ہیں جیسے کسی پر موت کی غشی طاری ہو۔ پھر جب خوف دور ہو جاتا ہے تو وہ مالِ غنیمت کے بہت زیادہ حریص بن کر اپنی تیز زبانوں سے آپ کو نشانہ بناتے ہیں۔ یہ لوگ ایمان ہی نہیں لائے تھے۔ اسی لئے اللہ نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے اور یہ اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ ﴿19﴾

ہمت پست ہو، مثلاً یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی ابوسفیان اور اس کے لشکر کے مقابلہ میں کیا حیثیت ہے، یہ تو ان کی ایک جھڑپ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کے ساتھ مل کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور ہمارے پاس آ کر سایہ دار درختوں اور پھلوں کے مزے اڑاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ لوگ موت کے ڈر سے جنگ کے قریب بھی نہیں آتے اور مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں بھی یہ نہایت بخیل ثابت ہوئے ہیں نہ تو انہوں نے خندق کھودنے میں مسلمانوں کی مدد کی، نہ ہی یہ جہاد کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور جب جنگ کی وجہ سے انہیں موت کا خوف لاحق ہوتا ہے تو یہ انتہائی بزدل بن جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں دائیں بائیں گھومنے لگتی ہیں، اس آدمی کی طرح جس پر موت طاری ہو اور جب جنگ کا خطرہ ٹل جاتا ہے تو یہ مسلمانوں کی مذمت کرنا شروع کر دیتے ہیں اور انہیں زبان سے تکلیف پہنچاتے ہیں، یہ نیک کاموں میں تو بڑے ہی بخیل ہیں اور بُرے کاموں میں بڑے فراخ دل ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ضائع فرما دیں گے اور اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ ان منافقین کے خوف کی حالت تو یہ ہے کہ کفار کے واپس جانے کے بعد بھی یہ لوگ

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿20﴾

یہ لوگ یہی سمجھ رہے ہیں کہ (دشمن کی) فوجیں اب تک واپس نہیں گئیں۔ اگر فوجیں واپس آجائیں تو ان کی یہ خواہش ہو گی کہ وہ کسی دیہات میں چلے جائیں اور وہاں سے تمہارے احوال معلوم کرتے رہیں اور اگر یہ لوگ تمہارے درمیان موجود بھی ہوتے تو (دشمن سے) جنگ میں بہت ہی کم حصہ لیتے۔ ﴿20﴾

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿21﴾

(اے مسلمانو) یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول (کا قول وعمل) بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ (سے ملاقات) اور آخرت کے دن کا یقین رکھتا ہو اور اللہ کو بکثرت یاد (بھی) کرتا ہو۔ ﴿21﴾

یہی سمجھتے رہے کہ کفار ابھی بھی آس پاس موجود ہیں، ممکن ہے وہ دوبارہ واپس آ جائیں، اگر وہ دشمن واقعی آجائے تو پھر ان کی تمنا یہ ہو گی کہ کاش ہم لوگ دیہاتوں میں چلے گئے ہوتے تا کہ جنگ میں شریک ہونے کی نوبت ہی نہ آتی اور وہیں سے یہ آنے جانے والے لوگوں سے معلوم کر لیتے کہ کفار اور مسلمانوں کی جنگ کا انجام کیا ہوا۔ اللہ عزّ وجل واضح فرما رہے ہیں کہ اگر یہ منافقین مدینہ سے چلے بھی جاتے تو بھی مسلمانوں کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ جب یہ لوگ موجود ہوتے ہیں تب بھی ان سے کوئی فائدہ نہیں۔ انہوں نے بہت تھوڑا ہی لڑنا تھا اس لئے کہ یہ صرف دکھاوے کے لئے شریک ہوتے ہیں اور ان سے کوئی مفید کارنامہ سرانجام نہیں پاتا۔

آیت 21: رسول اکرم ﷺ کی زندگی مومنوں کے لئے ایک نمونہ ہے:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل آپ ﷺ کی عظمت کا اظہار فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ وہ عظیم شخصیت ہیں جن کا ہر قول وفعل مومنوں کے لئے بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے جنگِ خندق میں جس صبر وتحمل اور بے مثال بہادری کا اظہار کیا اس کی مثال آج تک نہیں ملتی، آپ ﷺ ہمیشہ ثابت قدم رہے ہر دکھ اور مصیبت پر صبر کیا اور کسی بھی حال میں آپ ﷺ کے پایہ استقامت میں لغزش نہیں آئی۔ مکی زندگی میں کفار مکہ نے آپ ﷺ پر مصائب کے پہاڑ ڈھائے، آپ ﷺ اور مسلمانوں پر زندگی گزارنا مشکل بنا دیا لیکن آپ ﷺ نے بڑے صبر وتحمل کے ساتھ ان تمام

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ؕ ﴿22﴾

اور جب مومنوں نے ان (کفار کے) لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ تو وہی بات ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس (واقعہ) نے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں مزید اضافہ کر دیا۔ ﴿22﴾

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۙ ﴿23﴾

اور مومنوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے کئے ہوئے عہد و پیماں کو سچ کر دکھایا۔ ان میں سے بعض نے تو اپنا عہد پورا کر دیا (اور شہید ہو گئے) اور بعض (موقع کے) منتظر ہیں اور انہوں نے (عہد میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔ ﴿23﴾

مصائب کو برداشت کیا۔ آپ ﷺ کے یہ اوصاف ان مومنوں کے لئے بھی مشعل راہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے ثواب کی امید لگائے ہوئے ہیں، لہٰذا ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے وقت بزدلی کا مظاہرہ نہیں کرتے اور ہر وقت اللہ عزّ وجل کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

آیات 22 تا 24: سچے مومنوں کی تعریف:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ ربّ العزت سچے مومنوں کی تعریف فرما رہے ہیں کہ جب انہوں نے جنگِ خندق کے موقع پر کفار کے لشکر کو ہر طرف سے آتا ہوا دیکھا تو کہنے لگے کہ ہمارے رب نے تو ہمیں اس سے پہلے ہی اس کی خبر دے دی ہے کہ جب ہم ہر طرف سے گھیر لئے جائیں گے اور ہماری پریشانی انتہا کو پہنچ جائے گی اس وقت ہم اپنے رب سے مدد مانگیں گے اور اسی کے سامنے گڑگڑائیں گے تو اللہ ربّ العزت کی مدد ضرور آئے گی اور ہمیں فتح و نصرت حاصل ہو گی۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ”کیا تم یہ گمان کئے بیٹھے ہو کہ ایسے ہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک تم پر وہ حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے لوگوں پر آئے تھے“ (البقرہ 2: آیت 214)

آپ ﷺ نے بھی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بتایا تھا کہ پہلے مسلمانوں کو آزمایا جائے گا پھر اللہ عزّ وجل ان کی مدد کریں گے اور انہیں کفار پر غلبہ عطا فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿24﴾

(یہ سب اس لئے ہے) تاکہ اللہ سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور اگر منافقین کو چاہے تو سزا دے یا ان کی توبہ قبول فرمالے۔ بلاشبہ اللہ خوب بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿24﴾

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿25﴾

اور (جنگِ احزاب کے موقع پر) اللہ نے کفار کو غیض وغضب سے بھرے ہوئے دلوں کے ساتھ (نامراد) واپس لوٹا دیا، وہ کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے اور (اس) جنگ میں اللہ خود ہی مومنوں کے لئے کافی ہوگیا۔ اور اللہ بڑی قوت والا، ہر چیز پر غالب ہے۔ ﴿25﴾

خبر سچ ہو کر رہی۔ دشمن کی فوج شکست کھا گئی اور بغیر جنگ کے مسلمانوں کو فتح و نصرت حاصل ہوئی، اس موقع سے مسلمانوں کو جو پریشانیاں لاحق ہوئیں اور منافقوں کا بُرا کردار سامنے آیا ان تمام باتوں سے مسلمانوں کے ایمان میں اضافہ ہوا، انہوں نے اللہ ربّ العزت کے سامنے اپنا سر جھکا دیا اور صبر کے ساتھ تمام تکالیف کو برداشت کیا۔ مومنوں نے اللہ ربّ العزت سے جس صبر و استقامت کا وعدہ کیا تھا اس میں یہ سچے ثابت ہوئے۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا، نیک اعمال کئے اور گناہوں سے بچتے رہے اور اپنے وعدہ کے مطابق اپنی جان کا نذرانہ اللہ کی راہ میں پیش کر دیا جیسا کہ حمزہ، موسیٰ بن عمیر اور انس بن نضر رضی اللہ عنہم نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور جو باقی بچ گئے جیسے عثمان بن عفان، طلحہ اور زبیر وغیرہ رضی اللہ عنہم یہ اللہ تعالیٰ کی فتح و نصرت اور اس کی راہ میں شہادت کا انتظار کرتے رہے، انہوں نے منافقین کی طرح عہد نہ توڑا۔ اللہ عزّ وجل نے یہ سارا معاملہ اس لئے کیا تاکہ وہ سچے لوگوں کو ان کی سچائی کا بہترین بدلہ عطا فرمائیں اور منافقین کو اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کے نفاق کے بدلہ میں سخت ترین عذاب میں مبتلا کریں۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر آل عمران 3: آیت 179)

آیت 25: جنگِ احزاب کے موقع پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل رسول کریم ﷺ اور مومنوں پر کئے گئے اس احسان کا ذکر

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿26﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿27﴾

اور اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے کفار کی مدد کی تھی اللہ انہیں ان کے قلعوں سے اُتار لایا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ تم ان (بنو قریظہ) میں سے ایک گروہ کو قتل کر رہے تھے اور ایک گروہ کو قیدی بنا رہے تھے۔ ﴿26﴾ اور اس (اللہ) نے تمہیں ان کی زمینوں، ان کے گھروں اور ان کے مال کا وارث بنا دیا اور اس زمین کا بھی جہاں تم نے ابھی تک قدم تک نہیں رکھا۔ اور اللہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ ﴿27﴾

فرمارہے ہیں جو جنگ احزاب کے موقع پر کیا تھا، اللہ عزّ وجل نے ہوا اور فرشتوں کی فوج کے ذریعے کفار کے لشکر کو اس طرح مار بھگایا کہ وہ غصہ کی وجہ سے پھٹے جا رہے تھے اس لئے کہ ان کی جنگی تیاریاں اور تمام قبائل عرب کے ساتھ مل کر مدینہ پر دھاوا بول دینے کی زبردست سازش ناکام ہو چکی تھی۔ نہ تو وہ مدینہ پر حملہ کر سکے اور نہ ہی انہیں کوئی مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اللہ ربّ العزت نے کفار کی تمام جنگی چالوں کو ناکام بنا دیا اور مسلمانوں کو جنگ کئے بغیر فتح و کامیابی عطا فرمائی۔ رسول اکرم ﷺ نے جنگِ احزاب کے موقع پر یہ دعا مانگی تھی:

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ هَازِمَ الْاَحْزَابِ اِهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ

(ترجمہ) ”اے اللہ، اے کتاب کو اتارنے والے، جلد حساب لینے والے، لشکروں کو شکست دینے والے ان تمام لشکروں کو شکست دے اور انہیں ہلا دے۔“ (بخاری، مسلم)

آیات 26 تا 27: بنو قریظہ کا محاصرہ:

جنگ احزاب کے موقع پر بنو قریظہ کے یہود نے خیانت کی اور آپ ﷺ سے کیا ہوا معاہدہ توڑ دیا اور کفار عرب کے ساتھ مل گئے چونکہ انہوں نے آپ ﷺ سے کئے گئے عہد کی خلاف ورزی کی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر مسلمانوں نے جنگِ احزاب سے فارغ ہونے کے بعد بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا جو پچیس روز تک جاری رہا۔ آخر کار اللہ عزّ وجل نے ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ وہ خود

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿28﴾

اے نبی (ﷺ) اپنی بیویوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر، خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ ﴿28﴾

اپنے قلعوں کے دروازے کھول کر آپ ﷺ کے سامنے حاضر ہو گئے اور ہتھیار ڈال دیئے۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو انہوں نے فیصل تسلیم کیا جن کے فیصلہ کے مطابق ان کے بالغ مَردوں کو قتل کروا دیا گیا، عورتیں اور بچے لونڈی اور غلام بنا لئے گئے اور ان کے مال مالِ غنیمت کے طور پر مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے، مسلمان ان کے کھیتوں، باغات، مکانات، قلعوں، مویشی، ہتھیار اور درہم و دینار اور دیگر تمام جائیداد کے مالک بن گئے اور پھر چند دنوں بعد ہی خیبر کے یہودیوں کی زمین کے بھی مالک بن گئے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی تھی اے اللہ، اگر قریش سے کچھ لڑائی باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ اور اگر لڑائی باقی نہیں ہے تو جس رگ سے خون جاری ہے اسے جاری رکھ اور جب تک بنوقریظہ کی سزا سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں اس وقت تک مجھے موت نہ دینا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول فرما لی اور بنوقریظہ والوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ ان کے فیصلہ پر قلعہ کا دروازہ کھول دیں۔ آپ ﷺ نے انہیں مدینہ سے بلوایا اور پھر انہوں نے بنوقریظہ آ کر وہ فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ کو بھی پسند آیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتے ہیں اس لئے اللہ عزّ وجل نے اپنے فضل و کرم سے مٹھی بھر مسلمانوں کو کفار کی بہت بڑی تعداد کے مقابلہ میں فتح و کامیابی عطا فرمائی اور کفار کی بہت بڑی تعداد کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

آیات 28 تا 30: اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کو اختیار:

جب نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے دیکھا کہ انصار اور مہاجرین کی بیویاں دنیاوی اعتبار سے ان سے اچھی حالت میں ہیں تو انہوں نے بھی آپ ﷺ سے اپنے اخراجات میں اضافہ کرنے کا مطالبہ کر دیا، اس وقت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد 9 تھی یعنی عائشہ، حفصہ، ام حبیبہ، سودہ، ام سلمہ، زینب بنت جحش، زینب بنت خزیمہ، جویریہ اور صفیہ رضی اللہ عنہن۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب کی طرف سے یہ بات آپ ﷺ تک پہنچائی، آپ ﷺ کو اس بات سے تکلیف ہوئی اور

وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿29﴾

اور اگر تمہیں اللہ، اس کا رسول اور آخرت کا گھر چاہیئے تو (یقین مانو کہ) بے شک اللہ نے تم میں سے نیک اعمال کرنے والیوں کے لئے اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔ ﴿29﴾

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿30﴾

اے نبی کی بیویو، تم میں سے جو کوئی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کرے گی تو اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا اور ایسا کرنا اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ ﴿30﴾

اپنی تمام بیویوں سے ایک ماہ کے لئے علیٰحدہ ہو گئے یہاں تک کہ یہ آیتِ مبارکہ (الاحزاب 33: آیت29) نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اختیار دے دیا اور سب سے پہلے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اپنے والدین سے مشورہ کرنے سے پہلے کوئی فیصلہ نہ کرنا ، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فوراً کہا اے اللہ کے رسول ﷺ، کیا آپ کے بارے میں والدین سے مشورہ کروں میں نے تو اللہ ، اس کے رسول اور آخرت کی نعمتوں کو اختیار کر لیا ہے، دیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے بھی ایسا ہی کہا اور تمام نے اللہ ، اس کے رسول اور آخرت کی نعمتوں کو دنیا کی نعمتوں پر ترجیح دی۔ اللہ عزّ وجل نے انہیں اس اچھی نیت اور نیک اعمال کا یہ بدلہ دیا کہ ان کو ہمیشہ کے لئے نبی کے نکاح میں رکھا اور ان کے علاوہ باقی عورتوں کو آپ ﷺ کے نکاح میں نہ لانے کا حکم جاری کر دیا۔ (پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاحزاب 33: آیت 52)۔ اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو ادب سکھاتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں امہات المومنین بننے کا شرف حاصل ہوا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ امت کی عورتوں کے لئے نمونہ بنو ، اگر بالفرض تم سے کوئی بدخلقی سرزد ہوئی تو تمہیں دنیا اور آخرت میں دوگنی سزا دی جائے گی اس لئے کہ اس سے میرے رسول کو تکلیف ہو گی اور ان کی اور تمہاری عزت پر آنچ آئے گی چونکہ تمہارا مرتبہ بڑا ہے اور تمہارے شایان شان یہ نہیں ہے کہ تم کسی بھی گناہ کا ارتکاب کرو اس لئے تمہیں ہر بُرائی سے دور رہنا ہے۔

وَ مَنۡ یَّقۡنُتۡ مِنۡکُنَّ لِلّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تَعۡمَلۡ صَالِحًا نُّؤۡتِہَاۤ اَجۡرَہَا مَرَّتَیۡنِ ۙ وَ اَعۡتَدۡنَا لَہَا رِزۡقًا کَرِیۡمًا ﴿31﴾

اور (اے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن) تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اور نیک اعمال کرے گی، ہم اسے (اس کے نیک اعمال) کا اجر دوہرا دیں گے اور اس کے لئے ہم نے (جنت میں) بہترین رزق تیار کر رکھا ہے۔ ﴿31﴾

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیۡتُنَّ فَلَا تَخۡضَعۡنَ بِالۡقَوۡلِ فَیَطۡمَعَ الَّذِیۡ فِیۡ قَلۡبِہٖ مَرَضٌ وَّ قُلۡنَ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿32﴾

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیویو، تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ (کے عذاب) سے ڈرنے والی ہو تو کسی (بھی نامحرم) سے نرم لہجہ سے بات نہ کیا کرو ورنہ جس شخص کے دل میں مرض (برا خیال) ہے وہ کوئی غلط امید لگا بیٹھے گا، قاعدہ کے مطابق بات کیا کرو۔ ﴿32﴾

آیت 31: امہات المومنین رضی اللہ عنہن کے لئے دوہرے اجر کا وعدہ:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ ربّ العزّت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو خوشخبری سنا رہے ہیں کہ تم میں سے جو بھی اللہ عزّوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے گی اسے دوہرا اَجر ملے گا۔ ایک تو فرمانبرداری اور پرہیزگاری کی زندگی اختیار کرنے کا اور دوسرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش رکھنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسن اخلاق سے پیش آنے کا۔ اس کے ساتھ ساتھ جنت میں بہترین رزق دیا جائے گا۔ اس آیتِ مبارکہ میں اگرچہ مخاطب امہات المومنین رضی اللہ عنہن ہیں لیکن مقصد پوری امت کی عورتوں کو سمجھانا ہے تاکہ وہ بھی اپنے شوہروں کو خوش رکھیں، ان سے حسنِ اخلاق سے پیش آئیں اور اللہ ربّ العزّت کو راضی کر کے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کر سکیں۔

آیات 32 تا 34: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے چند آداب:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اُمت کے لئے ایک نمونہ بننا تھا اس لئے ان کے مقام و مرتبہ سے آگاہ کرنے کے بعد اس بات کا احساس دلانے کے لئے چند آداب سکھائے گئے ہیں تاکہ ان سے کوئی ایسا قول یا فعل سرزد نہ ہو جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت پر آنچ آئے اور دنیا والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانہ کے خلاف بات کرنے کا موقع مل سکے۔ اللہ عزّوجل فرما رہے ہیں کہ اے میرے نبی کی بیویو، تم دنیا کی تمام عورتوں سے مختلف ہو چونکہ تم بہت ہی معزز خواتین ہو

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿33﴾

اور اپنے گھروں میں ٹک کر رہو، پہلے دورِ جاہلیت کی طرح اپنی زیب و زینت کی نمائش نہ کرتی پھرو، نماز پڑھتی رہو، زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اے نبی کی گھر والیو، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے (ہر قسم کی) ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں اچھی طرح پاک صاف بنا دے۔ ﴿33﴾

تمہارا مقام بہت ہی اونچا ہے تم کسی عام شخص کی نہیں بلکہ خاتم الانبیا ﷺ کی بیویاں ہو، اس لئے تمہیں اپنی قدر و منزلت کا خوب خیال رکھنا چاہئے۔ تم اپنے مقام کی اسی وقت اچھی طرح حفاظت کرسکو گی جب تم اعلیٰ ترین تقویٰ اور پرہیز گاری والی زندگی اختیار کرو گی، لہٰذا تم کسی بھی اجنبی شخص سے بات کرتے وقت ایسا لہجہ اختیار کرو جس سے اس کے دل میں تمہارے متعلق کوئی بُرا خیال پیدا نہ ہوسکے۔ تم زیادہ وقت اپنے گھروں میں رہا کرو۔ صرف ضرورت کے لئے باہر نکلو، جب باہر نکلو تو زمانہ جاہلیت کی طرح زیب و زینت کے ساتھ نہیں بلکہ باپردہ ہوکر نکلو۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''تین قسم کے لوگ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ ناپسند ہیں: ❶ حرم میں بے دینی کی باتیں کرنے والا ❷ اسلام کے بعد جاہلیت کی رسموں کو اختیار کرنے والا ❸ کسی بے گناہ آدمی کے قتل کا مطالبہ کرنے والا۔'' (بخاری) نماز پابندی سے پڑھا کرو کیونکہ نماز انسان کو بُرائیوں سے محفوظ رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری خوب کیا کرو، تمہیں جن اچھی باتوں کی نصیحت کی گئی ہے اور جن بُرائیوں سے روکا گیا ہے اس کا مقصد تم پر سختی کرنا نہیں ہے بلکہ تمہیں ایسے گناہوں سے دور رکھنا ہے جو نبی کریم ﷺ کے گھرانہ کے شایان شان نہیں ہیں اور تمہیں ہر اس قول و فعل سے پاک کر دیا جائے جس سے روح بیمار ہوتی ہے اور تمہارے گھروں میں اللہ عزّ وجل کی جو آیات اور حکمت کی باتیں تلاوت کی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو کیونکہ یہ تمہارے لئے خیر و برکت کا ذریعہ اور آداب و اخلاق کا سرچشمہ ہیں، ان میں غور و فکر کرو اور ان سے نصیحت حاصل کرو اور اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے اس احسان کو بھی خوب یاد کیا کرو کہ اس نے تمہیں نبی ﷺ کے گھر میں رہنے کی سعادت نصیب فرمائی ہے جہاں قرآن و سنت کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿34﴾

اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جو آیات اور حکمت (رسول کی احادیث) کی جو باتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انہیں یاد رکھو، یقیناً اللہ بڑا باریک بین، ہر چیز سے باخبر ہے۔ ﴿34﴾

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ

بے شک مسلمان مرد اور عورتیں، مومن مرد اور عورتیں، فرماں بردار مرد اور عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عورتیں صدقہ دینے والے مرد اور عورتیں، روزے

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اہل بیت میں شامل ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن صبح کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چادر اوڑھے ہوئے تشریف لائے اتنے میں حسن رضی اللہ عنہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی چادر میں داخل کر لیا پھر حسین رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں بھی داخل کر لیا پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں تو انہیں بھی داخل کر لیا پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں بھی داخل کر لیا، پھر فرمایا: ''اے اہل بیت، اللہ تم سے ناپاکی کو دور کر کے تمہیں مکمل پاک کرنا چاہتا ہے۔'' (مسلم)

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام بیویوں کے حجروں کا دورہ کیا اور ان سے کہا:- ''اے میری اہل بیت، تم کیسی ہو؟'' (مسلم۔عن انس رضی اللہ عنہ)

آیت 35: سچے مومنوں کی علامات:

اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ عورتوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا بات ہے مَردوں کی طرح ہمارا ذکر قرآن کریم میں نہیں آتا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی۔ (نسائی) اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے سچے مومنوں (مرد اور عورتوں) کی دس ایسی صفات ذکر فرمائی ہیں جنہیں اسلام کی بنیاد کہا جاتا ہے:- پہلی صفت مسلمان ہونا اور اسلام لانے کے لئے یہ اقرار کرنا ضروری ہے کہ اللہ ربّ العزّت کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزّ وجل کے رسول ہیں۔ دوسری صفت کلمہ شہادت پر مکمل یقین کرنا اور تصدیق کرنا اور تصدیق کے لئے اعمال صالحہ ضروری ہیں۔ ورنہ ایمان کا دعویٰ جھوٹا سمجھا جائے گا۔ تیسری صفت عملی طور پر ہر وقت اللہ ربّ العزّت کا فرمانبردار بن کر رہنا۔ چوتھی صفت ہمیشہ سچ بولنا، جھوٹ، مکر، فریب اور ریاکاری سے پرہیز کرنا۔

وَالصّٰٓئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿35﴾

رکھنے والے مرد اور عورتیں، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں، کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں ان (سب) کے لئے اللہ نے (وسیع) مغفرت اور بہت بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ ﴿35﴾

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا

اور (دیکھو) کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر دیں تو پھر اسے اپنے معاملہ میں

پانچویں صفت اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جو مشکلات پیش آئیں انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کرنا اور صبر کا مظاہرہ کرنا۔ چھٹی صفت ہر وقت عاجزی اور انکساری اختیار کرنا اور تکبر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنا۔ ساتویں صفت فرضی زکوٰۃ اور نفلی صدقات مستحقین تک پہنچانا۔
آٹھویں صفت فرضی اور نفلی روزے رکھ کر اللہ ربّ العزّت کو خوش کرنا۔ نویں صفت اپنے آپ کو عریانی، فحاشی اور زنا کاری سے محفوظ رکھنا۔ دسویں صفت اللہ عزّ وجل کو اکثر و بیشتر یاد کرتے رہنا اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھنا۔ یہ دس صفات ایسی ہیں جو ایک سچے مومن اور مسلمان مرد و عورت کے لئے بہت ہی ضروری ہیں اور ان صفات سے متصف لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ آخرت میں بہت بڑے انعام کا ذکر بھی فرمایا ہے۔
رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ''اسلام زمانہ جاہلیت کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے''۔ (مسلم) ❷ ''سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ کے نیچے جگہ عطا فرمائیں گے ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہو گا جو اس طرح صدقہ دیتا ہے کہ وہ دائیں ہاتھ سے خرچ کرتا ہے اور بائیں ہاتھ کو خبر بھی نہیں ہوتی'' (بخاری)۔ ❸ ''جو شخص رضائے الٰہی کیلئے روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ سے اتنا دور فرما دیتے ہیں کہ جتنی ستر سال میں مسافت طے ہوتی ہے''۔ (مسند احمد)

آیت 36: اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ تسلیم کرنا ضروری ہے:

یہ آیتِ مبارکہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کے متعلق نازل ہوئی جو آپ ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو اصلاً عرب تھے لیکن کسی نے انہیں بچپن میں زبردستی پکڑ کر بطور غلام فروخت کر دیا تھا اور خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خرید لیا تھا۔ جب آپ ﷺ کا نکاح سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے

اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ؕ ﴿36﴾

خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے، (یاد رکھو) جو اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کرے، وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔ ﴿36﴾

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِكْ عَلَیْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ

(اور اے نبی ﷺ یاد کیجئے) جب آپ اس شخص (زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے تھے، جس پر اللہ نے اور آپ (ﷺ) نے احسان کیا تھا کہ اپنی بیوی (زینب رضی اللہ عنہا) کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈرو اور آپ وہ بات دل میں چھپائے

ہوا تو انہوں نے اپنا یہ غلام آپ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ پھر جب یہ جوان ہو گئے تو آپ ﷺ نے ان کے نکاح کے لئے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ سوچتے ہوئے کہ زید ایک آزاد کردہ غلام اور میرا تعلق ایک اونچے خاندان سے ہے، آپ ﷺ سے غور وفکر کے لئے مہلت طلب کی، جس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ جب زینب رضی اللہ عنہا کو اس آیتِ مبارکہ کے نازل ہونے کی خبر ملی تو انہوں نے فوراً آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نکاح کا پیغام قبول کر لیا اور زید رضی اللہ عنہ کی ان سے شادی ہو گئی۔ یہ آیتِ مبارکہ شانِ نزول کے اعتبار سے اگرچہ خاص ہے لیکن حکم کے اعتبار سے عام ہے، جس میں تمام مسلمانوں کو یہ درس دیا گیا ہے کہ کسی بھی معاملہ میں جب اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول کا حکم موجود ہو تو کسی کے لئے بھی اس کی مخالفت جائز نہیں اور اس فیصلہ کے سامنے کسی شخص کے قول یا رائے کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ فرمانِ الٰہی ہے :- ترجمہ (اے نبی ﷺ) آپ کے رب کی قسم، لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے اختلافی امور میں آپ (ﷺ) کو اپنا فیصلہ کرنے والا تسلیم نہ کر لیں پھر آپ (ﷺ) کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور مکمل طور پر اسے تسلیم کر لیں۔ (النسآء 4 : آیت 65)

آیات 37 تا 39: زید رضی اللہ عنہ کا زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینا اور آپ ﷺ کا نکاح:

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہونے کے کچھ عرصہ بعد ان دونوں کے مزاج میں واضح فرق ہونے کی وجہ سے اختلاف پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ان میں آپس میں ان بن رہتی تھی جس کا ذکر زید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ سے بھی کرتے رہتے تھے اور طلاق کا عندیہ بھی ظاہر

مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ
اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى
زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ
لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ
فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا
مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ
مَفْعُوْلًا ﴿37﴾

ہوئے تھے جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ آپ لوگوں سے ڈر رہے تھے، حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ جب زید نے اس سے اپنی حاجت پوری کرلی (طلاق دیدی) تو ہم نے اس (مطلقہ) کا نکاح آپ سے کر دیا تاکہ مومنوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں (کے بارے) میں کوئی تنگی نہ رہے جب وہ ان سے اپنی غرض پوری کر چکے ہوں اور اللہ کا یہ حکم تو ہو کر ہی رہنے والا تھا۔ ﴿37﴾

کرتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ مسلسل انہیں طلاق دینے سے روکتے اور آپس میں نباہ کرنے کی تلقین کرتے اور فرماتے تھے کہ اپنی بیوی کو طلاق مت دو اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ آپ ﷺ کو وحی کے ذریعہ اس بات سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ یہ طلاق واقع ہو کر رہے گی اور اللہ عزّ وجل کے حکم کے مطابق آپ ﷺ کا نکاح زینب رضی اللہ عنہا سے ہو گا۔ لیکن آپ ﷺ لوگوں کے طعنوں کی وجہ سے کہ لوگ یہ کہیں گے کہ محمد ﷺ نے اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے شادی کر لی، زید رضی اللہ عنہ کو مسلسل طلاق دینے سے روکتے رہے۔ اسی لئے اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ کو یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ عزّ وجل اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کی شکایت لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں کہا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی بیوی کو روکے رکھو۔ یہ آیت (الاحزاب 33 آیت 37) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (بخاری)

زید رضی اللہ عنہ پر اللہ عزّ وجل اور آپ ﷺ کے کئی احسانات تھے۔ ایک تو یہ احسان تھا کہ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا تھا۔ اس کے بعد لوگ اسے زید بن حارثہ کے بجائے زید بن محمد پکارنے لگے تھے۔ دوسرا احسان یہ تھا کہ آپ ﷺ نے معاشرتی لحاظ سے بڑے اونچے درجہ کے حامل اپنے قبیلہ سے زید رضی اللہ عنہ کے لئے رشتہ طلب کیا۔ جب زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے اولیا نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی حکم نازل فرمایا کہ یہ میرے نبی کی خواہش نہیں بلکہ میرا حکم ہے اور اس حکم الٰہی کے سامنے تمام لوگوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔ تیسرا احسان یہ تھا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ﴿38﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿39﴾

نبی (ﷺ) کے لئے کسی ایسے کام میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دیا ہو۔ یہی اللہ کا طریقہ ان سب انبیا (علیہم السلام) کے معاملہ میں رہا ہے جو پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ کا حکم ایک قطعی طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے۔ ﴿38﴾ وہ (انبیا علیہم السلام) اللہ کے احکام پہنچایا کرتے تھے اور اسی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔ ﴿39﴾

نے انہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جب زید رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی اور زینب رضی اللہ عنہا عدت سے فارغ ہو گئیں تو اللہ عزّ وجل نے خود ان کا نکاح آپ ﷺ سے کر دیا تا کہ جاہلیت کی اس سوچ کو ختم کر دیا جائے کہ منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہے اور اس کی مطلقہ سے نکاح جائز ہے۔ انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ زینب رضی اللہ عنہا ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے آپ کی دوسری بیویوں پر فخر کیا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تو تمہارے گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح تو اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کے اوپر سے کیا۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرما دیا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح کرنا حلال ہے اور اس میں کوئی گناہ نہیں۔ گزشتہ تمام انبیا علیہم السلام کے سلسلہ میں بھی اللہ کا یہی طریقہ رہا ہے کہ ان کے لئے ان کے رب کی طرف سے جو چیز حلال کر دی گئی اس میں ان کے لئے کوئی حرج (گناہ) نہیں تھا۔ انہوں نے بھی نکاح کئے اور اللہ تعالیٰ کا ہر فیصلہ طے شدہ ہے جو پایہ تکمیل کو ضرور پہنچتا ہے۔ ان انبیا علیہم السلام میں بھی یہی خوبی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام اپنی امتوں تک پہنچاتے تھے صرف اللہ عزّ وجل کے عذاب سے ڈرتے تھے اور شریعت کی راہ میں لوگوں کے طعن و تشنیع کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ آپ ﷺ تو پوری کائنات والوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ کی رسالت پوری کائنات والوں کے لئے عام ہے۔ فرمان الٰہی ہے (ترجمہ) ''(اے نبی ﷺ کہہ دیجئے) اے لوگو، میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں'' (الاعراف 7: آیت 158) اور اللہ عزّ وجل اپنے بندوں کے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے وہی انہیں ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دے گا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿40﴾

(اے لوگو) محمد (ﷺ) تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین (نبوت کا سلسلہ ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ ﴿40﴾

آیت 40: رسول اکرم ﷺ کی اولاد اور آپ ﷺ کا خاتم الانبیا ہونا:

جب آپ ﷺ کا نکاح زینب رضی اللہ عنہا سے ہو گیا تو منافقین اور بعض کمزور ایمان والے لوگوں نے اس نکاح کے بارے میں بحث و مباحثہ کرنا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ سے نکاح کر لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید میں یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی اور یہ وضاحت فرما دی کہ زید رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حقیقی بیٹے نہیں ہیں اور مَردوں میں سے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو آپ ﷺ کا بیٹا ہو، آپ ﷺ کو اللہ عزّ وجل نے چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہن اور دو بیٹے قاسم اور طیب رضی اللہ عنہما (جنہیں طاہر بھی کہا جاتا ہے) خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے عطا فرمائے۔ دونوں بیٹوں کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا پھر ایک اور بچہ (ابراہیم) ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا کیا لیکن وہ بھی دودھ پینے کے زمانہ میں ہی فوت ہو گیا۔ جبکہ چاروں بیٹیاں جوان ہوئیں ان کے نکاح ہوئے اور ان میں سے تین تو آپ ﷺ کی زندگی میں ہی رحلت فرما گئیں اور چوتھی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا آپ ﷺ کے چھ ماہ بعد انتقال ہوا۔ اس آیتِ مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد جو لوگ زید رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کا حقیقی بیٹا سمجھتے تھے انہیں معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ کی کوئی نرینہ اولاد موجود نہیں اور آپ ﷺ کا زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح بہو سے نکاح کرنا نہیں ہے۔ اسی آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ کو خاتم النبیین کا لقب بھی عطا فرمایا آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک اللہ عزّ وجل یکے بعد دیگرے اپنے انبیا علیہم السلام کو بھیجتے رہے لیکن آپ ﷺ کی نبوت کے بعد سلسلہ نبوت مکمل ہو گیا اور اب تا قیامت کوئی نبی نہیں آئے گا۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ❶ ”میری اور مجھ سے پہلے انبیا علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک محل بنایا، اسے خوب آراستہ پیراستہ کیا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ باقی چھوڑ دی، دیکھنے والوں نے بڑے تعجب کا اظہار کیا کہ یہ اس اینٹ کی جگہ کیوں باقی چھوڑی گئی ہے؟ میں ہی وہ اینٹ ہوں جس نے محل کو مکمل کیا اور میں ہی خاتم النبیین ہوں“۔ (بخاری) ❷ ”میرے بعد کوئی

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿41﴾

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کا ذکر بہت زیادہ کیا کرو۔ ﴿41﴾

وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿42﴾

اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کیا کرو۔ ﴿42﴾

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ

وہی ہے جو تم پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے بھی (تمہارے لئے دعائے رحمت

نبی نہیں ہوگا البتہ میرے بعد خلفا ہوں گے۔'' (بخاری) ❸ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال ظاہر نہ ہوں گے ان میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ یاد رکھو، میں ہی خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔ (بخاری) رسول اکرم ﷺ کے بعد جن لوگوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا وہ تمام کے تمام جھوٹے تھے جیسے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور غلام احمد قادیانی وغیرہ۔ ان تمام کا مرنے سے پہلے جو حشر ہوا وہ دنیا جانتی ہے۔

آیات 41 تا 42: کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا حکم:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل کثرت سے اپنا ذکر اور صبح و شام تسبیح کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنا ذکر بہت ہی محبوب ہے۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرو اور ناشکری نہ کرو''۔ (البقرہ 2: آیت 152) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ❶ ''کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جو تمہارے تمام اعمال سے بہتر، تمہارے مالک کے ہاں سب سے زیادہ پاکیزہ، تمہارے درجات میں سب سے بلند اور تمہارے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے اور تمہارے لئے اس سے بھی بہتر ہے کہ تم اپنے دشمنوں سے ملو، ان کی گردنیں اتار دو اور وہ تمہاری گردنیں اتاریں؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا ذکر کرنا''۔ (ترمذی)۔ ❷ ''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا زندہ اور مُردہ کی ہے یعنی جو ذکر کرتا ہے وہ زندہ کی طرح ہے اور جو ذکر نہیں کرتا وہ مُردہ کی طرح ہے۔'' (بخاری) ﴿مزید پڑھیے النسآء 4: آیت 103، الاحزاب 33: آیات 35، 21﴾

آیات 43 تا 44: مومنوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور ان کا استقبال:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے اپنے ذکر پر ہمیشگی کی ترغیب دیتے ہوئے یہ تعلیم دی ہے کہ جب تم اللہ کا ذکر کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارا ذکر کرتا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں نازل فرماتا ہے اور

اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿43﴾

کرتے ہیں) تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لائے اور اللہ مومنوں پر بے حد مہربان ہے۔ ﴿43﴾

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۛۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿44﴾

جس دن وہ اللہ سے ملاقات کریں گے ان کا استقبال سلام سے ہوگا اور ان کے لئے اللہ نے باعزت اجر تیار کر رکھا ہے۔ ﴿44﴾

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ ﴿45﴾

اے نبی، بلا شبہ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، (جنت کی) خوشخبری سنانے والا اور (جہنم سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ ﴿45﴾

اس کے فرشتے تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں تاکہ اللہ عزّ وجل تمہیں کفر، نافرمانی، شبہات اور بُرے اخلاق کے اندھیروں سے نکال کر ایمان، اتباعِ سنت اور اچھے اخلاق عطا فرمائے اور تمہیں نورِ حق تک پہنچا دے، اللہ عزّ وجل مومنوں پر بڑے ہی مہربان ہیں اور ان پر مہربانی فرماتے ہوئے انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے۔ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان کا آپس میں تحفہ سلام ہوگا۔ اللہ عزّ وجل بھی انہیں سلام کا تحفہ پیش کریں گے، اللہ تعالیٰ کے فرشتے بھی انہیں سلام کہیں گے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر یٰسٓ 36: آیات 57 تا 58، الزمر 39: آیت 73 اور یونس 10: آیت 10)

آیات 45 تا 48: رحمت عالم ﷺ کی صفات:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے محبوب نبی ﷺ کی صفات ذکر فرما رہے ہیں جو صرف قرآن کریم میں ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے کی آسمانی کتب میں بھی موجود تھیں۔ عطا بن یسار رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا: تورات میں اللہ تعالیٰ کے رسول کی کون کون سی صفات مذکور ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تورات میں آپ ﷺ کی کچھ صفات ایسی ہیں جو قرآن کریم میں بھی ذکر ہوئی ہیں یعنی اے نبی ﷺ، ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندہ اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ بداخلاق، سنگ دل اور بازاروں میں شور مچانے والے نہیں۔ آپ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں بلکہ معافی اور درگزر سے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ کو اپنے پاس نہیں بلائیں گے جب تک آپ کے ذریعہ ٹیڑھی ملت کو بالکل سیدھا نہ بنا دیا جائے اور جب تک

وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿46﴾

اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے)۔ ﴿46﴾

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿47﴾

اور آپ مومنوں کو خوشخبری سنا دیجئے کہ ان کیلئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔ ﴿47﴾

وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿48﴾

اور کفار اور منافقین کی بات نہ مانو، ان کی ایذا رسانی پر درگزر کرو، اللہ پر بھروسا رکھو اور اللہ کام بنانے والا کافی ہے۔ ﴿48﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ

اے مومنو، جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے

لوگ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قائل نہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے ذریعہ اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور بند دلوں کو کھول دے گا۔ (بخاری) یہ آپ ﷺ کی وہ صفات ہیں جو آپ ﷺ کی پیغام رسانی پر روشنی ڈالتی ہیں۔ لہٰذا جو لوگ آپ ﷺ کی تصدیق کریں گے اور آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں گے قیامت کے دن آپ ﷺ ان کے لئے خیر کی گواہی دیں گے اور جو لوگ آپ ﷺ کو جھٹلائیں گے، آپ ﷺ ان کے خلاف کفر اور نافرمانی کی گواہی دیں گے۔ اسی طرح آپ ﷺ دیگر انبیا علیہم السلام کی گواہی بھی دیں گے کہ انہوں نے اللہ عزّ وجل کا پیغام پہنچا دیا تھا، آپ ﷺ کی یہ گواہی اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ یقینی علم کی بنیاد پر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان لوگوں کے لئے بہت بڑے فضل کی خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کفار اور منافقین کی باتوں سے اعراض کرنے اور ان کی تکالیف پر توجہ نہ دینے کی تعلیم بھی دی ہے اور صرف اللہ عزّ وجل کی ذات پر بھروسا کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ جو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کر لیتا ہے وہ کبھی نقصان میں نہیں رہتا۔ (مزید پڑھیے البقرہ 2: آیت 143، النسآء 4: آیت 41، مریم 19: آیت 97)

آیت 49: ہم بستری سے پہلے کی طلاق یافتہ کا بیان:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل ایسی مطلقہ کا حکم ذکر فرما رہے ہیں کہ جس کا نکاح ہونے کے بعد اس سے ہم بستری کرنے سے پہلے ہی اس کا شوہر طلاق دے دے۔ ایسی عورت پر عدت

قَبۡلِ اَنۡ تَمَسُّوۡهُنَّ فَمَا لَكُمۡ عَلَيۡهِنَّ
مِنۡ عِدَّةٍ تَعۡتَدُّوۡنَهَا ۚ فَمَتِّعُوۡهُنَّ
وَسَرِّحُوۡهُنَّ سَرَاحًا جَمِيۡلًا ﴿49﴾

دو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت لازم نہیں ہے جس کے پورا ہونے کا تم مطالبہ کر سکو۔ لہٰذا تم (اس موقع پر) انہیں کچھ مال دے کر نہایت اچھے طریقہ سے رخصت کر دو۔ ﴿49﴾

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَكَ
اَزۡوَاجَكَ الّٰتِىۡۤ اٰتَيۡتَ اُجُوۡرَهُنَّ وَ
مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ
عَلَيۡكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ
وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِىۡ
هَاجَرۡنَ مَعَكَ ۫ وَامۡرَاَةً مُّؤۡمِنَةً
اِنۡ وَّهَبَتۡ نَفۡسَهَا لِلنَّبِىِّ اِنۡ اَرَادَ
النَّبِىُّ اَنۡ يَّسۡتَنۡكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ

اے نبی (ﷺ) ہم نے آپ پر آپ کی وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جن کے (حق) مہر آپ ادا کر چکے ہیں اور اللہ کی عطا کردہ وہ لونڈیاں جو آپ کی ملکیت ہیں اور آپ کے چچا، پھوپھیوں، ماموں اور خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہے نیز وہ مومنہ عورت بھی جو اپنے آپ کو نبی کے لئے ہبہ کردے اگر نبی اسے اپنے نکاح میں لینا چاہے۔ یہ رعایت صرف آپ کے لئے ہے

گزارنا واجب نہیں۔ کیونکہ عدت کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ یہ یقین ہو جائے کہ عورت کے رحم میں کوئی بچہ تو نہیں۔ جب ہم بستری ہی نہیں ہوئی تو بچہ کا نہ ہونا یقینی طور پر سمجھ میں آتا ہے۔ اگر ایسی عورت کا مہر مقرر کر دیا گیا ہے تو اسے مقررہ مہر کا آدھا دیا جائے اور دل جوئی کے لئے کچھ تحائف بھی دینا مستحب ہیں۔ اگر اس کا مہر مقرر ہی نہیں تھا تو شوہر کی مالی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے کچھ نہ کچھ مال دیا جائے اور کوئی تکلیف پہنچائے بغیر ہی اسے اس کے اولیا کے حوالے کر دیا جائے۔ اگر نکاح کے فوراً بعد شوہر کا انتقال ہو جائے تو ایسی عورت چار ماہ دس دن عدت گزارے، اسے پورا مہر اور میراث میں سے بھی حصہ ملے گا۔ (عدت کے مزید احکام جاننے کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیات 229 تا 237 اور ہماری کتاب: آپ ﷺ کے لیل ونہار صفحہ 159)

آیات 50 تا 51: محمد ﷺ کی شادیاں اور ان کے مقاصد:

یہ آیاتِ مبارکہ ایک اعتراض کا جواب ہیں۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا (جن سے آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے شادی کی) آپ ﷺ کی پانچویں بیوی تھیں۔ اس سے پہلے چار بیویاں، سودہ بنت زمعہ، عائشہ بنت ابی بکر، حفصہ بنتِ عمر اور اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہن موجود تھیں۔ اعتراض کرنے والے یہ کہہ سکتے تھے

مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا
مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ
عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿50﴾

دوسرے مومنوں کے لئے نہیں ہے۔ ہم بخوبی جانتے ہیں جو ہم نے ان (مومنوں) پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں فرض کیا ہے (آپ کو یہ رعایت اس لئے دی ہے) تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے۔ اللہ خوب بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿50﴾

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ
اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ
مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ

آپ کو اختیار ہے کہ آپ ان (اپنی بیویوں) میں سے جسے چاہیں (اپنے سے) دور رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جسے چاہیں دور رکھنے کے بعد اپنے پاس بلالیں۔

کہ جب عام مسلمانوں کے لئے چار عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے تو آپ ﷺ نے پانچ عورتوں سے نکاح کیوں کیا؟ اللہ عزّ وجل نے یہ وضاحت فرما دی کہ ہم نے اپنے نبی ﷺ کو عام مسلمانوں کے حکم سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ نیز اس آیت کی رو سے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مزید تین قسم کی عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت عطا فرمائی: ❶ وہ عورتیں جو مالِ غنیمت کے طور پر آپ ﷺ کی ملکیت میں آئیں۔ جیسے ریحانہ اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہما۔ ❷ آپ ﷺ کے چچاؤں، پھوپھیوں، ماموؤں اور خالاؤں کی بیٹیاں جو ہجرت کرکے مدینہ آئیں۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا شمار بھی ان عورتوں میں ہوتا ہے اس لئے کہ یہ آپ ﷺ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں اور ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائیں تھیں۔ ❸ وہ عورتیں جو خود اپنے آپ کو آپ ﷺ سے نکاح کے لئے پیش کریں۔ جیسا کہ میمونہ بنت حارث، زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما۔ ہبہ کرنے والی عورت سے نکاح کی اجازت صرف آپ ﷺ کیلئے ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کا پہلا نکاح 25 سال کی عمر میں ایک بیوہ خاتون خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جن کی عمر اس وقت 40 سال تھی، خدیجہ رضی اللہ عنہا کا 65 سال کی عمر میں انتقال ہوا یعنی آپ ﷺ نے اپنی جوانی کا پورا زمانہ ایک ہی بیوی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ گزار دیا۔ ان کے انتقال کے بعد آپ ﷺ نے ایک عمر رسیدہ مطلقہ خاتون سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جس کا مقصد اپنی اولاد کی تربیت کرنا تھا۔ آپ ﷺ نبوت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے اولاد کی تربیت پر مکمل توجہ نہیں دے سکتے تھے۔ لہٰذا پورے 4 سال تک تنہا وہی ایک بیوی آپ ﷺ کے ساتھ رہیں۔ باقی شادیاں آپ ﷺ نے 53 سال کی عمر کے بعد کیں اور وہ بھی عورتوں کو اسلامی تربیت دینے، اصلاحِ معاشرہ، سیاسی مقاصد اور دوسری

ذٰلِكَ اَدۡنٰۤى اَنۡ تَقَرَّ اَعۡيُنُهُنَّ وَ لَا يَحۡزَنَّ وَيَرۡضَيۡنَ بِمَاۤ اٰتَيۡتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مَا فِىۡ قُلُوۡبِكُمۡ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَلِيۡمًا ﴿51﴾

آپ پر کوئی گناہ نہیں۔ اس برتاؤ سے زیادہ امید ہے کہ ان عورتوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ غم زدہ نہ ہوں گی اور آپ انہیں جو کچھ بھی دیں سب اس پر راضی رہیں گی اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ خوب جاننے والا، بڑا بردبار ہے۔ ﴿51﴾

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَلَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ يَمِيۡنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ رَّقِيۡبًا ﴿52﴾ ع

اس (حکم) کے بعد اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں اور نہ اس کی اجازت ہے کہ ان (موجودہ بیویوں) کی جگہ آپ اور بیویاں لے آئیں اگرچہ ان کا حسن آپ کو کتنا ہی پسند ہو، سوائے ان لونڈیوں کے جو آپ کی ملکیت میں آئیں اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ ﴿52﴾

ضروریات کے لئے کیں۔ مثلاً: ❁ تعلقات کو مزید خوشگوار بنانے کے لئے جیسا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح کرنا۔ ❁ مختلف خاندانوں کی عورتوں سے نکاح کرکے پرانی دشمنی کو ختم اور دوستی کی راہ ہموار کرنے کیلئے۔ جیسے امّ سلمہ اور امّ حبیبہ رضی اللہ عنہما سے نکاح کرنا جن کا تعلق ابوجہل اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے تھا۔ اسی طرح صفیہ اور جویریہ رضی اللہ عنہما یہود خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں ان سے نکاح کی وجہ سے یہودیوں کی دشمنی کم کرنا مقصود تھی۔ ❁ معاشرہ کی اصلاح اور جاہلانہ رسموں کو توڑنے کیلئے جیسے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا۔ ❁ مختلف خاندانوں کی عورتوں سے نکاح کا مقصد دینی تعلیم دینا بھی تھا کیونکہ بہت سے اسلامی احکامات ایسے ہیں جو عورتیں ہی عورتوں کو صحیح طرح سمجھا سکتی ہیں۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار سے زائد عورتوں سے نکاح کی اجازت عطا فرمائی۔

آیت 52: دامن رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ رہنے کا صلہ:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو جنہوں نے ہر حال میں دامن رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی وابستہ رہنا چاہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کو چھوڑنا گوارہ نہیں کیا، یہ صلہ دیا کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پابند کر دیا کہ اب آپ ان بیویوں کو چھوڑ کر ان کی جگہ کسی اور عورت سے نکاح نہیں کر سکتے خواہ آپ کو وہ اچھی ہی لگ رہی ہو۔ البتہ لونڈی رکھنے کی اجازت ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا
بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ
اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ
لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا
طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ
لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي
النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا
يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ
مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ
ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ
وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ
اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ
بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ
عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿53﴾

اے ایمان والو، تم نبی (ﷺ) کے گھروں میں بغیر اجازت کے نہ جایا کرو، نہ ہی کھانے کے لئے انتظار کرتے رہو۔ ہاں، جب تمہیں (کھانے کے لئے) بلایا جائے تو ضرور جاؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چلے جاؤ، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، نبی (ﷺ) کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے، مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے ہیں اور اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اور جب تمہیں ان (نبی کی بیویوں) سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگا کرو۔ یہ تمہارے اور ان کے دلوں کی پاکیزگی کے لئے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔ تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسول (ﷺ) کو تکلیف دو اور نہ (تمہارے لئے) یہ جائز ہے کہ آپ (ﷺ) کی وفات) کے بعد کبھی بھی آپ (ﷺ) کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بے شک اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ﴿53﴾

آپ ﷺ نے اس آیتِ مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا تاکہ آپ ﷺ کا یہ احسان ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر قائم رہے۔

آیات 53 تا 54: گھروں میں داخلہ اور دعوت کے آداب:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل ایمان والوں کو گھروں میں داخل ہونے کے آداب بتا رہے ہیں کہ بغیر اجازت نبی ﷺ کے گھر میں نہ جایا کرو۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ، آپ ﷺ کے ہاں ہر قسم کے اچھے اور بُرے لوگ آتے رہتے ہیں کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کو پردہ کا حکم دے دیں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے پردہ والی آیت نازل فرمائی۔ (بخاری) اور اسی ضمن میں یہ حکم بھی نازل فرمایا کہ کسی دوسرے

اِنۡ تُبۡدُوۡا شَیۡـًٔا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ﴿54﴾

تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا چھپاؤ، بے شک اللہ تو ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ ﴿54﴾

کے گھر میں بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو۔ اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے دعوت کے آداب بھی ذکر فرمائے ہیں کہ اگر کوئی شخص تمہیں کھانے کی دعوت دے تو تمہیں اس کے ہاں جانا چاہئے لیکن جس وقت بلایا جائے اسی وقت جاؤ، پہلے نہ جاؤ، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم وقت سے پہلے آ کر کھانے کے انتظار میں بیٹھ جاؤ جس سے گھر والوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے اور جب کھانا کھا چکو تو وہیں بیٹھے نہ رہو بلکہ فوراً رخصت ہو جاؤ۔ کیونکہ وہاں پر بیٹھ کر گفتگو کرنا گھر والوں کے لئے پریشانی کا باعث بن جاتا ہے۔ جب بھی تمہیں اللہ کے نبی ﷺ کی بیویوں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے پیچھے رہ کر مانگو۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیتِ مبارکہ کے نازل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ولیمہ میں روٹی اور گوشت تیار کیا، مجھے لوگوں کو دعوت دینے کے لئے بھیجا، لوگ آتے، کھانا کھاتے اور چلے جاتے۔ میں نے سب کو بلایا یہاں تک کہ تمام لوگوں نے کھانا کھا لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب کھانا اٹھا لو، میں نے کھانا اٹھا لیا مگر اس وقت بھی تین شخص بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے، پھر آپ ﷺ کمرہ میں تشریف لے گئے اور فرمایا: السلام علیکم، گھر والوں نے سلام کا جواب دیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: آپ ﷺ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟ اللہ آپ کو برکت دے۔ پھر آپ ﷺ نے تمام بیویوں کے کمروں کا چکر لگایا تو سب نے دعائیہ کلمات کہے۔ جب آپ ﷺ لوٹ کر واپس آئے تو وہی تین آدمی ابھی تک بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ آپ ﷺ بڑے شرم و حیا والے تھے اس لئے انہیں کچھ نہیں کہا اور پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرہ میں چلے گئے۔ پھر کسی نے آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ اب وہ تینوں آدمی چلے گئے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور دروازہ کی چوکھٹ میں، آپ ﷺ کا ایک پاؤں اندر تھا اور دوسرا باہر، آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا لیا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت (الاحزاب33: آیت53) نازل فرمائی۔ (بخاری) اور اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو یہ تعلیم دی کہ میرے نبی ﷺ کی بیویاں اس قدر مکرم ہیں کہ نبی ﷺ کے رخصت ہو جانے کے بعد ان سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ جو ایسا کرے گا وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرے گا اور یاد رکھو تم کسی چیز کو ظاہر کرو یا پوشیدہ رکھو اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا بخوبی علم ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿55﴾

ان (نبی کی بیویوں) پر کوئی گناہ نہیں اگر ان کے باپ، بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، ان کی میل جول کی عورتیں اور ان کی ملکیت میں آنے والے (غلام اور لونڈی) کے سامنے آئیں (اے عورتو) اللہ سے ڈرتی رہو۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔ ﴿55﴾

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿56﴾

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔ ﴿56﴾

آیت 55: وہ اشخاص جن سے پردہ نہیں ہے:

وہ رشتہ دار جن سے امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور دیگر مسلمان عورتوں کے لئے پردہ نہ کرنے کی اجازت ہے وہ یہ ہیں: باپ، بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، مسلمان عورتیں، اپنی ملکیت کے غلام اور لونڈیاں بھی پردہ سے مستثنیٰ ہیں۔ اس آیتِ مبارکہ میں اگرچہ چچا اور ماموں کا ذکر موجود نہیں لیکن وہ دونوں باپ کے حکم میں ہیں۔ پردہ کے احکام ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن کو یہ نصیحت کی ہے کہ وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہیں اور جو اللہ تعالیٰ نے حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کریں، اجنبی لوگوں کے سامنے اپنی زیب و زینت کا اظہار نہ کریں اور بے پردہ نہ گھومیں اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے اور کہیں یہ اعمال قیامت کے دن ہلاکت اور بربادی کا باعث نہ بن جائیں۔

آیت 56: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام بھیجنے کا حکم:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زمین میں ہی نہیں بلکہ آسمانوں میں بھی بہت ہی زیادہ عزت و احترام رکھتے ہیں۔ آسمان میں اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اس لئے زمین میں رہنے والے تمام لوگوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود وسلام بھیجنا چاہئے۔ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرنا تو ہمیں معلوم ہے (یعنی نماز میں اَلسَّلَامُ

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ﴿57﴾

بلا شبہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے نہایت رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔ ﴿57﴾

عَلَیۡکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھتے ہیں) آپ ﷺ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ (بخاری)

درود و سلام کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہر مومن کو رسول اکرم ﷺ کے ذریعہ ہی ایمان کی سعادت حاصل ہوئی اور ایمان اتنی بڑی نعمت ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے اس نعمت کا احسان مومن کبھی نہیں اتار سکتے۔ اس لئے مومنوں کو محسن اعظم کی محبت سے سرشار ہو کر کثرت سے درود پڑھنا چاہئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ''جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، دس گناہ دور فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا''۔ (مسلم) ❷ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے عرض کیا میں آپ ﷺ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں میں اپنی دعا کا کتنا حصہ درود کے لئے مقرر کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا چاہو۔ میں نے کہا: ایک چوتھائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا چاہو اور اگر زیادہ کرلو تو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ میں نے کہا: آدھا حصہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرلو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا: دو تہائی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرلو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ پھر میں نے کہا کہ میں اپنی دعا کا سارا وقت آپ ﷺ کے درود کے لئے وقف کر دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح کرنے سے تمہارے غم تم سے دور کر دیئے جائیں گے۔'' (ترمذی) ❸ ''جب تک تم اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجو اس وقت تک تمہاری دعا زمین و آسمان کے درمیان لٹکی رہتی ہے اوپر نہیں چڑھتی۔'' (ترمذی)

آیات 57 تا 58: اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنین کو تکلیف دینے والوں کا انجام:

اللہ عزّ وجل کو تکلیف پہنچانے کی کئی صورتیں ہیں جن میں سے ایک صورت یہ ہے کہ اللہ عزّ وجل کی ذات و صفات میں سے کسی صفت میں دوسروں کو شریک بنالیا جائے یا زمانہ کو بُرا کہا جائے جیسا کہ حدیث قدسی ہے: اللہ عزّ وجل فرماتے ہیں آدم (علیہ السلام) کا بیٹا مجھے بہت زیادہ تکلیف پہنچاتا

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿58﴾

جو لوگ مومن مَردوں اور مومن عورتوں کو بے قصور (بغیر کسی جرم کے) تکلیف پہنچاتے ہیں، وہ بہتان اور واضح گناہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ﴿58﴾

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ

اے نبی (ﷺ) اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے کہ

ہے جب وہ کہتا ہے کہ اللہ کی اولاد ہے، حالانکہ اللہ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ ہی کوئی اولاد (اللہ تعالیٰ ہر طرح کی محتاجگی اور عیوب سے پاک ہے۔) آدم (علیہ السلام) کا بیٹا زمانہ کو بُرا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میرے اختیار میں ہے میں ہی دن اور رات کو لاتا ہوں۔ (بخاری) دوسری صورت دینِ اسلام کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینا جیسا کہ کفار، مشرکین اور منافقین کی عادت ہے۔ تیسری صورت اللہ کے رسول ﷺ اور مومنوں کو تکالیف پہنچانا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں جنہوں نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر آپ ﷺ پر طعن و تشنیع کی تھی یا جن لوگوں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے شادی کے موقع پر آپ ﷺ کے خلاف باتیں کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ مومنوں کو بُرا کہنا یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو، میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ سے ڈر جاؤ۔ میرے بعد انہیں طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا، جسے صحابہ رضی اللہ عنہم سے محبت ہے اسے مجھ سے محبت ہے اور جس کی صحابہ رضی اللہ عنہم سے دشمنی ہے اس کی مجھ سے دشمنی ہے جس نے بھی انہیں کوئی تکلیف پہنچائی اس نے حقیقت میں مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ عزّوجل کو تکلیف پہنچائی اور اللہ تعالیٰ جلد ہی اسے پکڑ لیں گے۔'' (ترمذی)

آیات 59 تا 62: مومنہ عورتوں کو پردہ کا حکم:

رسول اکرم ﷺ کے دور میں مسلمان عورتیں رات کو قضائے حاجت کے لئے نکلتیں تو بعض منافقین انہیں لونڈیاں سمجھ کر ان پر آوازیں کستے اور چھیڑ چھاڑ کرتے اور کچھ منافقین تو ایسے بھی تھے جو رسول اکرم ﷺ کی عدم موجودگی میں آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے بارے میں بے ہودہ قسم کی گفتگو کرتے تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ ﷺ کی ازواج مطہرات بیٹیوں رضی اللہ عنہن اور تمام مسلمان عورتوں کو پردہ کا حکم دے کر اس قسم کے لوگوں کی شرارتوں سے

اَدۡنٰۤی اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ فَلَا یُؤۡذَیۡنَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿59﴾

وہ پہچان لی جائیں اور ستائی نہ جائیں اور اللہ بڑا بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿59﴾

لَئِنۡ لَّمۡ یَنۡتَہِ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ وَّ الۡمُرۡجِفُوۡنَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ لَنُغۡرِیَنَّکَ بِہِمۡ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوۡنَکَ فِیۡہَاۤ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿60﴾

اگر (اب بھی) یہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے اور مدینہ میں غلط افواہیں اڑانے والے اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ہم ضرور آپ کو ان (کی تباہی) کے لئے اٹھا کھڑا کریں گے، پھر وہ تھوڑی ہی مدت آپ کے پڑوس میں رہ سکیں گے۔ ﴿60﴾

مَّلۡعُوۡنِیۡنَ ۚ اَیۡنَمَا ثُقِفُوۡۤا اُخِذُوۡا وَ قُتِّلُوۡا تَقۡتِیۡلًا ﴿61﴾

یہ لوگ ملعون ہیں، جہاں بھی یہ مل جائیں انہیں پکڑ کر بری طرح قتل کر دیا جائے۔ ﴿61﴾

سُنَّۃَ اللّٰہِ فِی الَّذِیۡنَ خَلَوۡا مِنۡ قَبۡلُ ۚ وَ لَنۡ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا ﴿62﴾

جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی طریقہ رہا ہے اور آپ اللہ کے دستور میں کوئی تبدیلی نہیں پائیں گے۔ ﴿62﴾

یَسۡـَٔلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَۃِ ؕ قُلۡ

(اے نبی ﷺ) لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے کہ

محفوظ کر دیا اور انہیں حکم دیا کہ جب بھی باہر نکلیں تو اپنی چادروں کے پلّو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ پہچان لی جائیں گی (کہ وہ لونڈیاں نہیں بلکہ معزز مسلمان خواتین ہیں اور انہیں کوئی تنگ نہیں کرے گا۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں بہت ہی باوقار انداز میں اپنے اوپر چادریں اوڑھ کر نکلنے لگیں۔ (ابن ابی حاتم)۔ آیت کے آخر میں اللہ عزّ وجل نے منافقین کو تنبیہ فرمائی ہے، جو بظاہر اپنے آپ کو مومن کہتے تھے لیکن ان کے دلوں میں نفاق کی بیماری تھی، اگر ایسے لوگ غلط افواہیں اڑانے سے باز نہ آئے تو اے نبی ﷺ ہم آپ کو ایسے لوگوں پر مسلط کر دیں گے اور آپ کے ذریعہ سے ان کا صفایا کر دیں گے۔ ایسے لوگ بہت ہی کم عرصہ مدینہ میں رہ سکیں گے اور آخر میں ذلیل و خوار ہو کر انہیں مدینہ سے جانا ہوگا۔

آیات 63 تا 65: کفار کا قیامت کے بارے میں بار بار سوال کرنا:

مشرکین مکہ آپ ﷺ کا مذاق اڑانے کے لئے اور مدینہ کے یہودی آپ ﷺ کا امتحان لینے

اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوۡنُ قَرِيۡبًا ﴿63﴾

اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے۔ آپ کو کیا خبر، شاید وہ (قیامت) بالکل ہی قریب ہو۔ ﴿63﴾

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الۡكٰفِرِيۡنَ وَاَعَدَّ لَهُمۡ سَعِيۡرًا ﴿64﴾

بلا شبہ اللہ نے کفار پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ ﴿64﴾

خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوۡنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ﴿65﴾

جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور اپنا کوئی حامی اور مددگار نہیں پائیں گے۔ ﴿65﴾

يَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِى النَّارِ يَقُوۡلُوۡنَ يٰلَيۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَاَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ﴿66﴾

جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے تو اس وقت وہ (حسرت اور افسوس سے) کہیں گے: کاش، ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ ﴿66﴾

کے لئے بار بار آپ سے یہ سوال کیا کرتے کہ قیامت کب آئے گی؟ اللہ ربّ العزّت اپنے نبی کی زبانی انہیں یہ جواب دے رہے ہیں کہ قیامت آنے کا علم تو صرف اللہ عزّ وجل کو ہے۔ قیامت آنے کی خبر اللہ تعالیٰ نے نہ تو کسی نبی کو دی ہے، نہ کسی فرشتہ کو اور نہ ہی کسی عام انسان کو۔ جبریل علیہ السلام نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ اس کے متعلق مجھے آپ سے زیادہ علم نہیں ہے (بخاری)۔ آیت کے آخر میں اللہ عزّ وجل نے مشرکین اور یہود کو دھمکی دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ تمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب آ چکی ہو اور تم اپنے انجام کو پہنچنے ہی والے ہو۔ یہ بات یاد رکھو تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قیامت کو جھٹلاتے ہو، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور تمہارے لئے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں داخل ہونے کے بعد تم کبھی بھی وہاں سے نہیں نکل سکو گے اور نہ وہاں تمہارا کوئی ایسا مددگار آئے گا جو اس مشکل وقت میں تمہارے کام آ سکے۔

آیات 66 تا 68: جہنمیوں کی جہنم میں آہ و بکا:

جب اللہ تعالیٰ جہنمیوں کو بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیں گے تو انہیں جہنم کا سخت عذاب دینے کے لئے ان کے چہروں کو آگ میں الٹ پلٹ کیا جائے گا۔ جس طرح گوشت کو بھوننے کے لئے الٹ پلٹ کیا جاتا ہے۔ اس وقت وہ بہت ہی زیادہ روئیں گے اور ان پر حسرت و ناامیدی چھائی

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿67﴾

اور وہ کہیں گے: اے ہمارے رب، ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کی بات مانی تھی انہوں نے ہمیں سیدھی راہ سے بھٹکا دیا۔ ﴿67﴾

رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿68﴾

اے ہمارے رب، انہیں دُگنا عذاب دے اور ان پر بہت بڑی لعنت نازل فرما۔ ﴿68﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿69﴾

اے ایمان والو،تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰ (علیہ السلام) کو تکلیف دی تھی پس اللہ نے انہیں اس (جھوٹی) بات سے بری فرمادیا جوانہوں نے کہی تھی اور وہ (موسیٰ علیہ السلام) اللہ کے نزدیک بڑی عزت والے تھے۔ ﴿69﴾

ہوئی ہوگی اور وہ زبان سے یہ پکار رہے ہوں گے کہ کاش، ہم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی فرمانبرداری کی ہوتی تو آج ہمارا یہ حال نہ ہوتا پھر وہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ اے ہمارے رب، دنیا میں ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی بات مانی تھی، انہوں نے ہمیں سیدھی راہ سے بہکا یا تھا۔ اس لئے آج آپ ان سرداروں کو دوہراعذاب دیں اور ان پر بہت زیادہ لعنت کریں اور انہیں رسوا کرنے والے عذاب میں ہمیشہ کے لئے مبتلا کردیں۔ ایک عذاب ان کے کفر کا اور دوسرا ہمیں گمراہ کرنے کا۔ اللہ عزّ وجل فرمائیں گے کہ ہر ایک کے لئے دگنا عذاب ہوگا اس لئے کہ ہر ایک کو میں نے اپنی کتابوں اور رسولوں کے ذریعہ متنبہ کردیا تھا پھر بھی اگر کوئی سیدھی راہ پر نہیں آیا تو اس نے اپنا ہی نقصان کیا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الحجر 15: آیت 2 اور الفرقان 25: آیات 27 تا 29)

آیت 69: بنی اسرائیل کا موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف پہنچانا:

بعض منافقین اور کمزور ایمان والے لوگوں نے زید بن حارثہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح، طلاق اور پھر زینب رضی اللہ عنہا کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طعن وتشنیع کی۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مومنوں کو یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تم بنی اسرائیل کی طرح نہ بنو جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی عیب جوئی کرتے ہوئے انہیں تکلیف پہنچائی تھی۔ اللہ عزّ وجل نے انہیں اس الزام سے بری کردیا جو وہ موسیٰ علیہ السلام پر لگا رہے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿70﴾

اے ایمان والو، اللہ (کے عذاب) سے ڈرتے رہو اور بات سیدھی (سچی) کیا کرو۔ ﴿70﴾

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿71﴾

(اس طرح) اللہ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔ ﴿71﴾

''موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی حیا والے انسان تھے اور اپنے جسم کو بہت چھپا کر رکھتے تھے جب کہ بنی اسرائیل شرم و حیا کا اتنا لحاظ نہیں رکھا کرتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کے اس عمل سے بنی اسرائیل کے لوگ یہ سمجھنے لگے کہ ان کے جسم میں ضرور کوئی عیب ہے جس کی وجہ سے یہ اپنے جسم کو اتنا زیادہ چھپاتے ہیں، ایک دن موسیٰ علیہ السلام نہانے کے لئے گئے تو انہوں نے اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے۔ وہ پتھر ان کے کپڑے لے بھاگا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے یہ کہتے ہوئے بھاگے۔ اے پتھر، میرے کپڑے، اے پتھر، میرے کپڑے، یہاں تک کہ بنی اسرائیل کی ایک مجلس میں پہنچ گئے جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے جسم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو انہیں یقین آ گیا کہ انہیں کوئی بیماری نہیں جو ہم سمجھ رہے تھے۔ وہاں پتھر ٹھہر گیا، موسیٰ علیہ السلام اپنا لباس پہن کر پتھر کو مارنے لگے''۔ (بخاری)
اس طرح اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے اس الزام کو دور کر دیا جو بنی اسرائیل لگا رہے تھے۔

آیات 70 تا 71: مومنوں کو سیدھی اور سچی بات کرنے کی تلقین:

جو بھی شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو، اسے پرہیز گاری والی زندگی اختیار کرنی چاہئے اور ہمیشہ سیدھی اور سچی بات کہنی چاہئے۔ جھوٹ سے بالکل دور رہنا چاہئے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ ربّ العزّت اس کے دنیاوی اور اخروی تمام اعمال کو درست بنا دیں گے اور جو چھوٹے موٹے گناہ ہوں گے وہ بھی معاف فرما دیں گے۔ جو شخص بھی اللہ ربّ العزّت اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا، اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو بجا لائے گا اور جن باتوں سے روکا گیا ہے ان سے دور رہے گا وہ یقیناً بہت بڑی کامیابی کو پالے گا۔ اسے ہر خوف اور غم سے نجات مل جائے گی۔ اس کی ہر نیک تمنا پوری ہوگی اور اسے جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا جو سب سے بڑی کامیابی ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے ترجمہ و تفسیر آل عمران 3: آیت 185)

اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا ۙ﴿72﴾

ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اسے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور وہ اس سے ڈر گئے مگر انسان نے اسے اُٹھا لیا۔ بے شک وہ بڑا ہی ظالم، جاہل ہے۔ ﴿72﴾

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الۡمُنٰفِقِيۡنَ وَالۡمُنٰفِقٰتِ وَالۡمُشۡرِكِيۡنَ وَالۡمُشۡرِكٰتِ وَيَتُوۡبَ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ﴿73﴾

(ہم نے یہ امانت انسان کو اس لئے دی) تاکہ منافق مَردوں، عورتوں اور مشرک مَردوں، عورتوں کو اللہ سزا دے اور مومن مَردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے اور اللہ بڑا ہی بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿73﴾

آیات 72 تا 73: اللہ تعالیٰ کی امانت کا بیان:

امانت سے مراد وہ احکام شرعیہ (فرائض اور واجبات) ہیں جن کی ادائیگی پر ثواب اور انکار پر عذاب ہو گا۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اطاعت اور گناہ کی آزادی دے رکھی ہے جس کی جزا یا سزا قیامت کے دن دی جائے گی۔ جب اللہ عزّ وجل نے اپنی اس عظیم امانت کو آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے معذرت کردی کیونکہ انہیں یہ خوف تھا کہ اگر ہم اس امانت کے تقاضے پورے نہ کر سکے تو ہمیں اس کی سختی برداشت کرنا پڑے گی۔ انسان چونکہ جلد باز ہے۔ اس نے سزا کے پہلو پر غور نہیں کیا اور فضیلت حاصل کرنے کے شوق میں فوراً یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ اللہ عزّ وجل نے فرمایا کہ اگر تم یہ احکام بجا لاؤ گے تو یقیناً ثواب پاؤ گے اور اگر ان احکامات کا انکار کرو گے تو سزا پاؤ گے۔ انسان نے پہلے تو اس امانت کا بوجھ اٹھا لیا لیکن پھر دنیا کی رنگینیوں اور دلفریبیوں میں اس قدر مصروف ہوگیا کہ اسے یہ خیال بھی نہ آیا کہ اس پر کتنی عظیم ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو نبھانے پر اس کو کتنا اونچا اعزاز ملنے والا ہے اور امانت کا حق ادا نہ کرنے پر کتنی بڑی سزا ملے گی۔ احکام شرعیہ کو امانت سے تعبیر کر کے اللہ عزّ وجل نے یہ اشارہ فرما دیا کہ ان کی ادائیگی انسانوں پر اس طرح فرض ہے جس طرح کسی انسان کی امانت ادا کرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے امانت کا بوجھ اس لئے اٹھوایا تاکہ وہ منافق و مشرک مَردوں اور عورتوں کو عذاب میں مبتلا کریں اور جو پکے اور سچے مومن ہیں ان پر رحم فرماتے ہوئے ان کے گناہ معاف کر کے انہیں آخرت میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز فرمائیں۔

سُوْرَۃُ سَبَاٍ

سورۂ سبا مکی ہے، اس میں 54 آیات اور 6 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿1﴾

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس کی ملکیت وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے آخرت میں بھی تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ بڑی حکمت والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔ ﴿1﴾

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ﴿2﴾

وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے، جو آسمان سے اترتا ہے اور جو آسمان میں چڑھتا ہے اور وہ بے حد رحم کرنے والا، خوب معاف کرنے والا ہے۔ ﴿2﴾

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

کفار کہتے ہیں ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ آپ فرما دیجئے: کیوں نہیں، مجھے میرے رب کی قسم،

آیات 1 تا 2: اللہ تعالیٰ ہی ہر قسم کی تعریفات کا مستحق ہے:

دنیا اور آخرت میں جتنی بھی تعریفات ہوسکتی ہیں ان تمام کا حقدار صرف اللہ ربّ العالمین ہے، دنیا میں جتنی بھی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہیں، سب اسی کی پیدا کردہ ہیں۔ دنیا کی کسی نعمت پر تعریف کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا ہے۔ آخرت میں بھی جب جنت والے جنت میں داخل ہونگے تو اس وقت ان کی زبانوں پر اللہ عزّ و جل ہی کی تعریف ہوگی۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اور وہ (جنتی) کہیں گے تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔'' (الزمر 39: آیت 74) اسی طرح اللہ تعالیٰ زمینوں و آسمانوں اور ان کے درمیان کی ہر چیز کا علم رکھتا ہے حتیٰ کہ زمین کے اندر جو کچھ ہے، اس کا بھی اللہ تعالیٰ کو علم ہے یعنی درخت، پودے، غلّے اور حیوانات وغیرہ اور آسمان سے نازل ہونے والی ہر چیز کا علم بھی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے جیسے بارش، برف، اولے، مخلوق کی روزی، فرشتے، آسمانی صحائف، بندوں کے اعمال وغیرہ۔ (مزید پڑھیے الاعراف 7: آیت 43 اور فاطر 35: آیات 34 تا 35)

آیات 3 تا 6: موت کے بعد کی زندگی کا مقصد:

اللہ عزّ وجل نے بہت سے مقامات پر ایسے لوگوں کو یقین دلایا ہے کہ قیامت ضرور آکر رہے گی۔

لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَلَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ ﴿3﴾

جو غیب جاننے والا ہے، وہ (قیامت) ضرور تم پر آئے گی۔ اللہ سے ایک ذرّہ کے برابر کی چیز بھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی، نہ آسمانوں میں اور نہ ہی زمین میں۔ بلکہ ذرّہ سے بھی چھوٹی اور بڑی، ہر چیز کھلی کتاب (لوحِ محفوظ) میں موجود ہے۔ ﴿3﴾

لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿4﴾

(قیامت اس لئے آئے گی) تاکہ وہ (اللہ) ان لوگوں کو جزا دے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے (گناہوں کی) بخشش اور عزت کا رزق ہے۔ ﴿4﴾

وَ الَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿5﴾

اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو نیچا دکھانے کی کوشش کی ہے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔ ﴿5﴾

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿6﴾

اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے وہ سراسر حق ہے اور وہ راہ دکھاتا ہے اللہ کی جو غالب اور تعریف کے لائق ہے۔ ﴿6﴾

جب اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والے ہیں، جن سے آسمانوں و زمین کا ایک ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں ہے تو پھر اس کے لئے وہ اجزا جو منتشر ہو کر مٹی میں مل گئے ہوں گے انہیں جمع کر کے دوبارہ زندہ کر دینا کیونکر ناممکن ہو گا؟ اللہ عزّ وجل ہر ایک کو قیامت کے دن جمع فرمائیں گے اور پھر وہ لوگ جنہوں نے نیک اعمال کئے ہوں گے اور ان سے کچھ گناہ بھی سرزد ہو چکے ہوں گے ان کے گناہ معاف فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں داخل فرمائیں گے اور وہاں پر انہیں باعزت رزق فراہم کیا جائے گا۔ اس کے برعکس وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو دنیا میں عاجز کرنے کی کوشش کی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے دین سے لوگوں کو روکا ہوگا، ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا شدید عذاب ہوگا اور وہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم کا ہمیشہ کے لئے ایندھن بن جائیں گے۔ جو لوگ اہل علم ہیں وہ اللہ عزّ وجل کی طرف سے نازل کردہ احکام کو حق جانتے ہیں اور ان پر عمل بھی کرتے ہیں، ان کے یہ اعمال اور اللہ کا فضل انہیں آخرت میں جنت میں لے جانے کا باعث ہونگے۔

(مزید پڑھیے الحشر 59: آیت 20، التغابن 64: آیت 7 اور صٓ 38: آیت 28)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۚ﴿7﴾

اور کفار (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں کہ ہم تمہیں ایک ایسا شخص نہ بتائیں جو تمہیں یہ خبر دیتا ہے کہ (مرنے کے بعد) جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تم پھر سے ایک نئی پیدائش میں آؤ گے۔ ﴿7﴾

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ﴿8﴾

معلوم نہیں کہ وہ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے یا اسے جنون (دیوانگی) ہے بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہی عذاب میں (مبتلا ہونے والے) اور دور کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ ﴿8﴾

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿9﴾

کیا وہ اپنے آگے اور پیچھے (ان کا احاطہ کئے ہوئے) آسمان اور زمین کو نہیں دیکھتے؟ اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کے کچھ ٹکڑے (ان پر) گرا دیں۔ بلا شبہ اس میں (اللہ کی طرف دل سے) رجوع کرنے والے ہر بندہ کے لئے نشانی ہے۔ ﴿9﴾

آیات 7 تا 9: کفار کا رسول اکرم ﷺ پر الزام:

کفار قیامت کا انکار کرنے کے ساتھ ساتھ رسول اکرم ﷺ کا مذاق بھی اڑایا کرتے تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے کہ آؤ ہم تمہیں ایک ایسے آدمی کے بارے میں بتائیں جو تمہیں یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم مر کر بالکل ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل کر بے نشان ہو جاؤ گے تو پھر تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ حالانکہ یہ بات ناممکن ہے۔ ایسی بات کرنے والا یا تو اللہ پر کوئی بہتان باندھ رہا ہے یا وہ دیوانہ ہو چکا ہے جس کی وجہ سے وہ بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ خود ایسی گمراہی میں مبتلا ہو چکے ہیں جس نے ان کی عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے اس لئے انہیں حق سمجھ میں نہیں آتا۔ انہیں اس بات کو سمجھنے کے لئے آسمانوں اور زمین پر غور کرنا چاہئے جو انہیں ہر وقت نظر آتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انہیں بڑا وسیع اور خوبصورت بنایا ہے۔ جو اللہ عزّ وجل ایسی بے مثال اور بڑی بڑی چیزیں بنانے کی قدرت رکھتا ہے تو کیا وہ انسان کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ ایسے لوگوں کو اپنی اصلاح کر لینی چاہئے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کے کفر کے بدلہ میں

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۙ﴿10﴾

اور بلا شبہ ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو اپنی طرف سے بڑا فضل عطا کیا تھا (ہم نے حکم دیا کہ) اے پہاڑو، ان (داؤد علیہ السلام) کے ساتھ تم بھی تسبیح پڑھا کرو اور پرندوں کو بھی (یہی حکم دیا) اور ہم نے ان (داؤد علیہ السلام) کے لئے لوہے کو نرم کردیا تھا۔ ﴿10﴾

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿11﴾

(اور کہا کہ) اس کی زرہیں بناؤ، ان کے حلقے ٹھیک اندازہ پر رکھو اور نیک اعمال کرو۔ یقین مانو میں تمہارے اعمال دیکھ رہا ہوں۔ ﴿11﴾

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ

اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کے لئے ہوا کو مسخر کردیا۔ وہ صبح کے وقت بھی ایک ماہ کی مسافت اور شام کے وقت بھی ایک ماہ کی مسافت طے کرتی تھی اور ہم نے ان کے لئے (پگھلے ہوئے) تانبا کا ایک چشمہ بہا دیا تھا اور ایسے جن ان کے تابع

اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دیں یا آسمان کا کوئی ٹکڑا ان پر گرا کر انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دیں۔

آیات 10 تا 11: داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا فضل:

داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے نوازا تھا۔ اللہ عزّ وجل نے انہیں نبوت، آسمانی کتاب زبور اور بڑی وسیع بادشاہت عطا فرمائی تھی اور پہاڑوں اور پرندوں کو یہ حکم دیا تھا کہ جب داؤد علیہ السلام اپنے رب کی تسبیح بیان کریں تو وہ بھی ان کے ساتھ تسبیح پڑھیں اور اللہ عزّ وجل نے ان کے لئے لوہے کو نرم بنادیا تھا۔ وہ جس طرف چاہتے اسے موڑ کر جنگی آلات اور دیگر چیزیں بنا لیا کرتے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے انہیں بڑی سریلی آواز عطا فرمائی تھی۔ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا:۔ ''انہیں بھی آل داؤد کی سریلی آواز میں سے آواز ملی ہے''۔ (ابو داؤد)۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تمام نعمتیں دینے کے بعد آلِ داؤد کو یہ حکم دیا کہ جب تک تم زندہ رہو نیک اعمال کرتے رہو اور یاد رکھو میں تمہارے اعمال کو اچھی طرح دیکھ رہا ہوں اور اس کے مطابق تمہیں بدلہ ملے گا۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانبیآء 21: آیات 79 تا 80)

آیات 12 تا 13: سلیمان علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا فضل:

سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیا علیہم السلام میں سے ایک نبی تھے۔ جس

يَّعۡمَلُ بَيۡنَ يَدَيۡهِ بِاِذۡنِ رَبِّهٖ ؕ وَ مَنۡ يَّزِغۡ مِنۡهُمۡ عَنۡ اَمۡرِنَا نُذِقۡهُ مِنۡ عَذَابِ السَّعِيۡرِ ﴿12﴾

بنادیئے جو اپنے رب کے حکم سے ان کے سامنے کام کرتے تھے اور ان میں سے جو بھی ہمارے حکم سے سرکشی کرتا تو ہم اسے بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھاتے۔ ﴿12﴾

يَعۡمَلُوۡنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنۡ مَّحَارِيۡبَ وَتَمَاثِيۡلَ وَجِفَانٍ كَالۡجَوَابِ وَقُدُوۡرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعۡمَلُوۡۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكۡرًا ؕ وَ قَلِيۡلٌ مِّنۡ عِبَادِىَ الشَّكُوۡرُ ﴿13﴾

جو کچھ سلیمان (علیہ السلام) چاہتے، جنات ان کے لئے وہی تیار کر دیتے تھے مثلاً قلعے، مجسمے، حوضوں جیسے (بڑے بڑے) پیالے اور ایک ہی جگہ (چولہوں پر) جمی ہوئی مضبوط دیگیں۔ (ہم نے کہا:) اے آلِ داؤد، تم لوگ شکریہ کے طور پر نیک عمل کرو اور میرے بندوں میں کم ہی لوگ شکر گزار ہوتے ہیں۔ ﴿13﴾

طرح اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر فضل و کرم فرمایا اسی طرح سلیمان علیہ السلام پر فضل و کرم فرماتے ہوئے ہوا کو ان کے تابع بنا دیا تھا۔ یہ ہوا ان کے لکڑی سے بنے ہوئے تخت اور تمام ساز و سامان کو لے کر صبح کے وقت ایک ماہ کی مسافت طے کرتی اور شام کے وقت بھی ایک ماہ کی۔ اللہ عزّ وجل نے ان کے لئے تانبے کا ایک چشمہ بھی جاری کر دیا تھا جس سے وہ مختلف قسم کے آلات اور ضرورت کی اشیا بنایا کرتے تھے اور جنات کو بھی ان کے ماتحت کر دیا تھا جو ان کے اشاروں کے منتظر رہتے تھے انہیں جو حکم ملتا اسے بجا لاتے تھے اور اللہ عزّ وجل نے جنات کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ تم میں سے جو بھی سلیمان علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی کرے گا دنیاوی سزا کے ساتھ ہم قیامت کے دن اسے آگ کا عذاب دیں گے۔ وہ جنات سلیمان علیہ السلام کے لئے بلند و بالا محلات، تماثیل، حوض کے مشابہ کھانے کے برتن اور تانبے کی بڑی بڑی دیگیں تیار کیا کرتے تھے جو ہر وقت چولہوں پر رکھی ہوئی ہوتی تھیں جن میں ہر وقت کھانے تیار ہوتے تھے۔ یہ فضل و کرم ذکر کرنے کے بعد اللہ عزّ وجل نے سلیمان علیہ السلام اور ان کے اہل و عیال کو یہ حکم دیا کہ ہم نے تم پر جو نعمتیں کی ہیں ان کا شکر ادا کرنے کے لئے تم نیک اعمال کرتے رہو اور تمام احکامات کو بجا لاؤ اور جن سے روکا گیا ہے ان سے رک جاؤ۔ آیت کے آخری حصّہ میں اللہ ربّ العزّت نے یہ وضاحت بھی فرما دی ہے کہ میرا شکر ادا کرنے والے بندے بہت ہی کم ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر صٓ 38: آیات 37 تا 38)

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿14﴾

پھر جب ہم نے ان (سلیمان علیہ السلام) پر موت کا فیصلہ کیا تو ان کی موت کی خبر جنات کو گھن کے کیڑے کے سوا کسی نے نہیں دی جو ان کی لاٹھی کو کھا رہا تھا۔ پھر جب وہ (سلیمان علیہ السلام) گر پڑے تو اس وقت جنوں پر یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر وہ (جن) غیب کے جاننے والے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ ﴿14﴾

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ

(قوم) سبا کے لئے (بھی) ان کی اپنی بستیوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانی تھی۔ ان کے دائیں بائیں

آیت 14: سلیمان علیہ السلام کی موت کا بیان:

سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں جنات کے بارے میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے سلیمان علیہ السلام کی موت کے ذریعہ سے ان کی غلط فہمی کو دور فرما دیا، اس طرح کہ جس وقت سلیمان علیہ السلام کی موت کا وقت قریب آیا اور آپ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اشارہ مل گیا اس وقت آپ علیہ السلام نے جنات کو بیت المقدس کی تعمیر پر لگایا ہوا تھا۔ تعمیر کا ابھی کافی کام باقی تھا آپ علیہ السلام نے باقی کام کا پورا نقشہ جنوں کے سربراہ کے حوالے کر دیا اور کام مکمل طور پر سمجھا دیا پھر اپنی عبادت گاہ میں آ کر عبادت میں کھڑے ہو گئے اور اپنی لاٹھی پر ٹیک لگا لی۔ وہ ایک ایسی عبادت گاہ تھی جس میں شیشے کی کھڑکیاں تھیں۔ باہر سے دیکھنے والا سلیمان علیہ السلام کو یہ سمجھتا کہ آپ عبادت میں مصروف ہیں۔ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے فرشتہ نے آپ علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔ مرنے کے باوجود بھی آپ علیہ السلام لاٹھی کے سہارے کھڑے رہے۔ اسی حالت میں تقریباً 4 ماہ گزر گئے۔ ادھر بیت المقدس کی تعمیر مکمل ہوئی اُدھر اللہ تعالیٰ نے دیمک کو حکم دیا اس نے نیچے سے لکڑی کھالی اور سلیمان علیہ السلام کی میت گر پڑی۔ جیسے ہی آپ علیہ السلام نیچے گرے تو جن یہ سمجھ گئے کہ آپ علیہ السلام کافی پہلے فوت ہو چکے تھے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ ہمیں غیب کا کوئی علم نہیں۔ اگر غیب کا علم ہوتا تو ہم اتنا عرصہ تعمیری کام کی مشقت برداشت نہ کرتے۔

آیات 15 تا 19: قوم سبا کی ناشکری کا انجام:

سبا وہی قوم تھی جس کی ملکہ سبا تھی (جس کا نام بلقیس تھا) جو سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں مسلمان ہو گئی تھی۔ آج کل یہ علاقہ یمن کے نام سے مشہور ہے۔ سبا ایک آدمی کا نام تھا جس کے دس بیٹے تھے بعد میں یہی دس قبیلے بن گئے۔ قوم سبا پر ایک ایسا دور بھی آیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی

كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿15﴾

دو باغ تھے (ہم نے ان کو حکم دیا تھا کہ) اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ (یہ) عمدہ شہر ہے اور وہ (اللہ) خوب بخشنے والا رب ہے۔ ﴿15﴾

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿16﴾

لیکن انہوں نے (اپنے رب کے حکم سے) روگردانی کی تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب بھیج دیا اور ان کے دو باغوں کو ایسے دو باغوں میں بدل دیا جن کے میوے بدمزہ، بغیر پھلوں کے جھاڑ اور کچھ بیری کے درخت تھے۔ ﴿16﴾

نعمتوں کی خوب فراوانی فرمائی، زراعت اور تجارت کے میدان میں ان لوگوں نے خوب ترقی کی۔ یہی دو چیزیں کسی بھی ملک اور قوم کی خوشحالی کا باعث ہوتی ہیں۔ ان کے علاقہ کے دونوں طرف پہاڑ تھے اور جگہ جگہ ان لوگوں نے بارش کا پانی روکنے اور پانی کو ذخیرہ کرنے کے لئے ڈیم بنا رکھے تھے ان کا دارالخلافہ ''مأرب'' تھا ان کی وادی کے دائیں اور بائیں دور دور تک گھنے پھل دار درختوں کے باغات تھے اور وہ درخت اتنی فراوانی سے پھل دیا کرتے تھے کہ اگر کوئی عورت سر پر ٹوکری لے کر ان باغات میں سے گزر جاتی تو اس کی ٹوکری پکے ہوئے پھلوں سے بھر جاتی تھی اور اس وادی میں مچھر، مکھی، جوئیں، بچھو، سانپ، دوسرے کیڑے مکوڑے اور موذی جانور بالکل بھی نہیں پائے جاتے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے انہیں اپنی نعمتوں سے خوب نوازا اور انہیں انبیا علیہم السلام کے ذریعہ یہ حکم دیا کہ تم اپنے رب کی عطا کردہ نعمتیں کھاؤ، اسی کا شکر ادا کرو، گناہوں سے بچو اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرو۔ لہٰذا یہ لوگ کچھ عرصہ تک توحید پر قائم رہے اور خالص اللہ کی عبادت کرتے رہے پھر انہوں نے اللہ عزّ وجل کی تعلیمات سے منہ موڑ لیا اور ناشکری کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اس طرح انتقام لیا کہ وہ مضبوط بند جو دو پہاڑوں کے درمیان بنا ہوا تھا اور بارش کے پانی کو روک کر رکھتا تھا، وہ ٹوٹ گیا اور ان کے مکانات غرق ہو گئے، ان کا آبپاشی کا نظام درہم برہم ہوگیا اور وہ لوگ وہاں سے اپنی جانیں بچا کر دوسری جگہ ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے جہاں ایسے درخت تھے جن کے پھل کڑوے یا کھانے کے قابل نہیں تھے یا بغیر پھلوں والے جنگلی درخت تھے اور کچھ بیری کے ایسے درخت تھے جو کسی بھی کام کے نہیں تھے۔ یہ سب ان کے کفر و شرک اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کا نتیجہ تھا۔ اللہ عزّ وجل نے تمام لوگوں کے لئے یہ اعلان فرما دیا ہے کہ جو بھی اللہ عزّ وجل کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ
هَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿17﴾

یہ تھا بدلہ ان کی ناشکری کا جو ہم نے ان کو دیا ہم
ایسا ہی بدلہ ناشکروں کو دیتے ہیں۔ ﴿17﴾

وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقُرَى
الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ
قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا
فِيْهَا لَيَالِيَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿18﴾

اور ہم نے ان (اہل سبا) کے اور ان (شام کی)
بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت رکھی تھی،
مزید بستیاں (آباد) کر رکھی تھیں جو ایک دوسری
سے قریب تھیں اور ان میں چلنے کی منزلیں مقرر کی
تھیں (ہم نے ان سے کہا کہ) تم ان (بستیوں) میں
راتوں اور دنوں کو امن کے ساتھ سفر کرتے رہو۔ ﴿18﴾

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا
وَظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ
وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿19﴾

لیکن انہوں نے کہا: اے ہمارے رب، ہمارے سفر
کی مسافتیں لمبی کر دے اور انہوں نے اپنے آپ
پر ظلم کیا۔ آخرکار ہم نے انہیں افسانہ بنا دیا اور ان کو
منتشر کر دیا۔ بلا شبہ اس (واقعہ) میں ہر صبر اور شکر
کرنے والے کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ ﴿19﴾

اپنی نعمتیں چھین لیں گے۔ قوم سبا کو ناشکری کی وجہ سے جو پریشانیاں لاحق ہوئیں ان میں سے یہ بھی تھی کہ ان کی بستیوں اور ملک شام کے درمیان شہروں اور بستیوں کا ایک تسلسل قائم تھا۔ ہر بستی کے درمیان کی مسافت آدھے دن کی تھی۔ جب وہ تجارت کے لئے ملک شام روانہ ہوتے تو رات ایک بستی میں گزارتے اور دوپہر دوسری بستی میں۔ جہاں انہیں کھانے پینے کی اشیا فراوانی سے ملتی تھیں۔ اس طرح مسافت بڑے امن اور سکون کے ساتھ طے ہو جاتی تھی۔ انہیں یہ نعمتیں راس نہ آئیں اور وہ غرور اور تکبر میں آ کر کہنے لگے یہ بھی کوئی سفر ہے کہ ہر تھوڑی سی مسافت کے بعد بستی پائی جاتی ہے۔ مزہ تو جب آتا کہ چٹیل میدانوں اور جنگلات سے گزر کر سفر کرنا پڑتا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کا اترانا پسند نہ آیا اور اللہ عزّ وجل نے ان کی بستیاں تباہ و برباد کر دیں۔ دنیا والے ان کی بستیوں کی ہلاکت کا سن کر حیرت کا اظہار کیا کرتے تھے۔ وہ لوگ عربوں کے لئے ایک مثال بن گئے۔ ان کی پوری قوم منتشر ہو گئی۔ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لئے نصیحت رکھی ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مزید نعمتیں عطا فرمائیں گے اور جو بھی ناشکری کرے گا اسے اس کی سزا ضرور مل کر رہے گی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر ابراہیم 14: آیت 7 اور النسآء 4: آیت 14)

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿20﴾

اور شیطان نے ان لوگوں کے معاملہ میں اپنا گمان سچا پایا چنانچہ مومنوں کی ایک جماعت کے علاوہ سب نے اس (شیطان) کی پیروی کی۔ ﴿20﴾

وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿21﴾

حالانکہ شیطان کا ان پر کوئی زور نہیں تھا (یہ سب اس لئے ہوا) کہ ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہے اور آپ کا رب ہر چیز پر خوب نگہبان ہے۔ ﴿21﴾

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ جنہیں تم اللہ

آیات 20 تا 21: ناشکرے لوگوں نے شیطان کی بات سچی کر دکھائی:

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے پر شیطان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا تو اس نے اللہ عزّ وجل سے قیامت تک مہلت مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے جب اسے مہلت دے دی تو اس وقت اس نے یہ عزم ظاہر کیا کہ میں آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے اکثر لوگوں کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوجاؤں گا اور بہت ہی کم بندے جو شکر ادا کرنے والے ہوں گے۔ قوم سبا اور دیگر ناشکرے لوگوں نے شیطان کا یہ خیال سچ کر دکھایا اور وہ اس کے پیروکار بن گئے۔ یہ بات یاد رہے کہ شیطان کو انسان پر کوئی غلبہ حاصل نہیں ہے۔ اسے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف اتنی اجازت ملی ہے کہ وہ انسان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا کرے، گناہوں کو ان کی نگاہ میں خوب صورت بنا کر پیش کرے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف بلائے۔ یہ اجازت بھی اسے اس لئے ملی ہے تاکہ ایک مومن اور ایک کافر میں فرق ہو جائے کہ کون اللہ کی باتیں مان کر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتا ہے اور کون اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا ہو کر نافرمانی اور سرکشی کی راہ اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کے ناشکرے بندوں میں شامل ہوتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر مکمل یقین رکھتے ہیں وہ شیطان کی چالوں میں نہیں آتے۔ اگر شیطان انہیں بہکانے کی کوشش بھی کرتا ہے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کی حفاظت میں آجاتے ہیں۔ (پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 201)

آیات 22 تا 23: تمام اختیارات اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے ذریعہ تمام کفار اور مشرکینِ مکہ کو یہ بتا رہے ہیں کہ اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر تم جن خودساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہو وہ تمام

دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا
لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ
مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿22﴾

کے سوا اپنا معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکار کر تو دیکھو۔ وہ تو آسمانوں اور زمین میں ایک ذرّہ برابر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ ہی ان کا ان دونوں کی تخلیق (پیدائش) میں کوئی حصہ ہے اور نہ ہی ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ ﴿22﴾

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ
اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ
قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا
الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿23﴾

اور اس (اللہ) کے ہاں صرف اسی کی سفارش فائدہ دے سکتی ہے جسے وہ خود اجازت دے گا یہاں تک کہ جب لوگوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو گی تو وہ (سفارش کرنے والوں سے) پوچھیں گے کہ تمہارے رب نے کیا جواب دیا؟ وہ کہیں گے ٹھیک جواب ملا ہے۔ وہ بڑی اونچی شان والا، سب سے بڑا ہے۔ ﴿23﴾

بے اختیار ہیں، وہ آسمان و زمین میں پائی جانے والی چیزوں میں سے ایک ذرّہ کے بھی مالک نہیں ہیں۔ نہ ہی تخلیق اور ملکیت میں وہ اللہ عزّ وجل کے کسی بھی حیثیت میں شریک ہیں۔ جب ان کی عاجزی اور بے بسی کا یہ عالم ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہیں پکارنا، ان سے امیدیں لگانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ قیامت کے دن جب تمام لوگ اللہ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی بھی سفارش نہیں کر سکے گا اور سفارش اسی کی سنی جائے گی جسے اللہ تعالیٰ اجازت دیں گے۔ وہاں تمام فرشتے اور انبیا علیہم السلام جن سے لوگ امیدیں لگائے بیٹھے ہوں گے، وہ خود انتہائی پریشانی کے عالم میں ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے جلال سے بہت ہی زیادہ خوفزدہ ہوں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی کام کا فیصلہ کرتے ہیں تو فرشتے عاجزی سے اپنے پروں کو جھکا لیتے ہیں۔ جس سے پتھر پر زنجیر لگنے کی طرح آواز نکلتی ہے۔ فرشتے گھبرا جاتے ہیں پھر جب فرشتوں کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو دوسرے جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا صحیح فرمایا، وہی سب سے بلند اور بزرگی والا ہے۔“ (بخاری)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر فاطر 35: آیت 13، البقرہ 2: آیت 255، طٰہٰ 20: آیت 109، الانبیا 21: آیت 28 اور النجم 53: آیت 26)

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿24﴾

(اے نبی ﷺ) آپ ان سے پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین سے تمہیں رزق کون دیتا ہے؟ آپ (خود) فرما دیجئے کہ اللہ اور بے شک ہم میں اور تم میں سے کوئی ایک ہدایت پر ہے یا کھلی گمراہی میں پڑا ہوا ہے۔ ﴿24﴾

قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَ لَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿25﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے ہمارے جرائم کے بارے تم سے نہیں پوچھا جائے گا اور نہ ہی تمہارے گناہوں کے بارے میں ہم سے سوال کیا جائے گا۔ ﴿25﴾

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿26﴾

(اے نبی ﷺ) آپ انہیں بتا دیجئے کہ (قیامت کے دن) ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا پھر وہ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا اور وہی بہتر فیصلہ کرنے والا، ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ ﴿26﴾

آیات 24 تا 27: اللہ تعالیٰ کا مشرکین سے بیزاری کا اعلان:

اللہ عزّ وجل نے قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اپنی توحید کے دلائل ذکر فرمائے ہیں اور انبیا علیہم السلام کے ذریعہ کفار اور مشرکین سے سوالات کئے ہیں کہ ذرا بتاؤ آسمانوں سے بارش برسا کر اور زمین سے کھیتی اُگا کر تمہیں روزی کون دیتا ہے؟ ظاہر ہے اس بات کا یہی جواب ہے کہ اللہ ہی سب کو روزی دیتا ہے۔ اس کے باوجود مشرکین اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل نہیں ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو سیدھی راہ پر اور مشرکین اور کفار کو گمراہی کی راہ پر ڈال دیتے ہیں اور مشرکین سے اپنا تعلق ختم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح مومنوں کو بھی فرما دیتے ہیں کہ ایسے لوگوں سے یہ کہہ دو کہ جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے تب تک ہمارا اور تمہارا کوئی رشتہ اور تعلق نہیں ہے، ہم اپنے اعمال کے ذمہ دار ہیں اور تم اپنے اعمال کے۔ اگر ہم سے کوئی گناہ سرزد ہوگا تو تم سے اس کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور نہ ہی تمہارے بارے میں ہم سے پوچھا جائے گا۔ ہاں، اگر تم ایمان لے آؤ تو ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ یہ بات بھی یاد رکھو کہ ہم سب لوگ اللہ عزّ وجل کے حضور پیش ہوں گے اور وہی ہمارے اور تمہارے درمیان حق اور انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائیں گے۔ تم

قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿27﴾

آپ ان سے کہہ دیجئے کہ تم مجھے وہ (معبود) دکھاؤ تو سہی جنہیں تم نے اللہ کا شریک بنا کر اس کے ساتھ ملا دیا ہے۔(ایسا) ہرگز نہیں بلکہ وہی اللہ ہر چیز پر غالب، خوب حکمت والا ہے۔ ﴿27﴾

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿28﴾

اور (اے نبی ﷺ) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے (جنت کی) خوشخبری سنانے والا اور (جہنم سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ ﴿28﴾

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿29﴾

اور وہ (کفار) پوچھتے ہیں کہ وہ وعدہ (قیامت) کب پورا ہوگا؟ اگر تم سچے ہو تو جواب دو۔ ﴿29﴾

جنہیں اللہ تعالیٰ کا شریک سمجھتے ہو۔ ذرا دکھاؤ تو سہی کہ ان میں کون سی خوبی پائی جاتی ہے جس کی بنیاد پر تم نے انہیں اللہ کا شریک بنا رکھا ہے۔ آیت کے آخر میں اللہ عزّ وجل نے یہ وضاحت فرمادی ہے کہ وہ اپنے خود ساختہ معبودوں میں کوئی بھی خوبی ثابت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو بڑی عزت والا، ہر چیز پر غالب اور اپنے تمام اعمال میں حکیم ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر یونس 10: آیت 41 اور الکافرون 109)

آیت 28: رسول اکرم ﷺ کی رسالت پوری انسانیت کے لئے ہے:

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ ربّ العزّت نے نبی کریم ﷺ کی رسالت کا ذکر فرمایا ہے کہ آپ ﷺ وہ نبی ہیں جنہیں اللہ عزّ وجل نے تمام بنی نوع انسان کے لئے رسول بنایا ہے تاکہ آپ ایمان لانے والوں اور اطاعت کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دیں اور نافرمانی کرنے والوں کو جہنم کی آگ سے ڈرائیں لہٰذا ہر زمانہ کے لوگوں پر آپ ﷺ کی پیروی فرض ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے اے لوگو، میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں''۔ (الاعراف 7: آیت 158)۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''ہر نبی اپنی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا اور میں تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' (بخاری، مسلم)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الفرقان 25: آیت 1، یوسف 12: آیت 103 اور الانعام 6: آیت 116)

آیات 29 تا 30: مذاق اڑانے کیلئے قیامت کے بارے میں بار بار سوال:

کفار اور مشرکین قیامت اور اس دن کی جزا اور سزا کا انکار کرتے تھے اور وہ بار بار آپ ﷺ کا

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿30﴾

آپ فرما دیجئے کہ تمہارے لئے وعدہ کا ایک دن مقرر ہے تم اس سے نہ تو ایک گھڑی پیچھے رہ سکو گے اور نہ ہی آگے بڑھ سکو گے۔ ﴿30﴾

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿31﴾

اور کفار کہتے ہیں ہم ہرگز اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں۔ اور (اے نبی ﷺ) کاش آپ ان ظالموں کو اس وقت دیکھیں جب وہ اپنے رب کے سامنے پیش کئے جائیں گے اس وقت وہ ایک دوسرے کو قصور وار ٹھہرا رہے ہوں گے تو جو لوگ (دنیا میں) کمزور (سمجھے جاتے) تھے وہ متکبر لوگوں سے کہیں گے: اگر تم نہ ہوتے تو ہم یقیناً مومن ہی ہوتے۔ ﴿31﴾

مذاق اڑاتے ہوئے یہ سوال کرتے تھے کہ وہ قیامت کب آئے گی جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے ہو؟ اللہ عزّ وجل نے ان کے جواب میں فرمایا: قیامت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے جو ایک مقرر وقت میں آئے گی اور جب وہ دن آ جائے گا تو پھر تمہاری خواہش کے باوجود بھی ایک لمحہ آگے یا پیچھے نہیں ہوگا اس دن کچھ لوگ تو خوش نصیب ہوں گے اور کچھ بدنصیب۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر شوریٰ 42: آیت 18، ھود 11: آیات 104 تا 105 اور نوح 71: آیت 4)

آیات 31 تا 33: کفار کا اللہ تعالیٰ کے سامنے آپس میں مکالمہ:

ان آیاتِ مبارکہ میں کفار، مشرکین اور سرکش لوگوں کی ہٹ دھرمی کا ذکر ہے کہ جب بھی انہیں کہا جاتا ہے، قرآن کریم پر ایمان لے آؤ تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نہ تو اس پر ایمان لائیں گے اور نہ ہی اس سے پہلے کی کتابوں پر۔ لہٰذا ایسے لوگ قیامت کے دن انتہائی ذلت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہوں گے۔ جن لوگوں نے دنیا میں کفر کر کے سرداروں کی پیروی کی ہو گی وہ اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ اگر تم نے ہمیں ایمان لانے سے نہ روکا ہوتا تو ہم ضرور اسلام قبول کر لیتے اور آج ہمارا یہ حال نہ ہوتا۔ اور سردارانِ کفر ان کے دعویٰ کا انکار کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہم نے تمہیں کبھی حق کی پیروی سے

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿32﴾

وہ متکبر لوگ ان کمزور لوگوں سے کہیں گے کیا ہم نے تمہیں اس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی؟ (نہیں) بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔ ﴿32﴾

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿33﴾

اور کمزور لوگ متکبر لوگوں سے کہیں گے بلکہ تم لوگ ہی رات دن سازش کرتے تھے اور تم ہمیں اللہ کا انکار کرنے اور اس کے شریک بنانے کا حکم دیا کرتے تھے (وہی ہماری گمراہی کا سبب بنا) آخرکار جب وہ اپنی آنکھوں سے عذاب کو دیکھ لیں گے تو (اپنے دل میں) اپنی شرمندگی کو چھپائیں گے اور ہم ان کفار کی گردنوں میں بڑے بھاری طوق ڈال دیں گے۔ انہیں وہی بدلہ دیا جائے گا جیسے وہ اعمال کرتے تھے۔ ﴿33﴾

نہیں روکا تھا۔ تم لوگ تو خود ہی جرائم کا ارتکاب کرتے تھے اسی لئے جب ہم نے تمہیں اپنی پیروی کی دعوت دی تو تم نے فوراً ہماری بات مان لی اور اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی دعوت کو جھٹلا دیا۔ یہ سن کر پیروی کرنے والے اپنے سرداروں سے کہیں گے تم تو دن رات ہمیں دھوکا دے کر شرک پر ابھارتے تھے اور ہمیں یقین دلاتے تھے کہ تمہاری ہی راہ سیدھی ہے اور تم ہی ہدایت یافتہ اور صحیح دین پر ہو۔ آج تمہاری تمام باتیں جھوٹ اور دھوکا ثابت ہوئی ہیں۔ تم تو ہمیں کہا کرتے تھے کہ اللہ کو نہ مانو، وہ براہ راست نہیں ملتا، بلکہ بتوں اور آستانوں کو پوجو، یہ لوگ تمہیں اللہ سے بخشوا دیں گے۔ پھر اللہ عزّ وجل اپنا عذاب ان کے سامنے لائیں گے جسے دیکھ کر عام لوگ اور سردار سب پریشان ہو جائیں گے اور حسرت و ندامت کا اظہار کریں گے اور اس کے بعد اللہ عزّ وجل کے حکم سے کفار کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے جائیں گے اور ہر ایک کو اس کے جرم کے مطابق سزا دی جائے گی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 38، یونس 10: آیت 54 اور الشعرآء 26: آیات 96 تا 120)

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿34﴾

اور ہم نے جب بھی کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (رسول) بھیجا تو اس کے عیش پرست لوگوں نے اس (رسول) سے کہا تم جو پیغام لے کر آئے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ ﴿34﴾

وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿35﴾

اور انہوں (عیش پرست لوگوں) نے یہ بھی کہا ہم تم سے زیادہ مال و اولاد رکھتے ہیں اور ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ ﴿35﴾

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿36﴾

(اے میرے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ میرا رب جسے چاہتا ہے اسے کشادہ رزق دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے رزق تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ﴿36﴾

آیات 34 تا 38: مالدار لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے رسولوں سے رویہ:

جب بھی اللہ ربّ العزّت نے کسی قوم میں اپنا رسول بھیجا تو اس قوم کے مالدار لوگوں نے سب سے پہلے اس نبی کو جھٹلایا اور یہ کہنے لگے کہ ہم تو اس کی باتوں کا سراسر انکار کرتے ہیں۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے ہم مان بھی لیں کہ قیامت آئے گی اور کچھ لوگوں کو عذاب دیا جائے گا تو ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہوں گے جنہیں عذاب دیا جائے گا۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں مال و دولت سے نواز رکھا ہے تو وہ ہمیں آخرت میں بھی عذاب نہیں دے گا۔ اگر ہم اللہ تعالیٰ کی نظر میں اچھے نہ ہوتے تو وہ یہاں ہمیں اپنی نعمتوں سے نہ نوازتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس باطل گمان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ رزق دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس کی چاہتا ہے روزی بڑھا دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے کم کر دیتا ہے۔ کسی کی روزی میں فراخی اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے اور نہ ہی کسی کی روزی میں تنگی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے اور وہ دنیا کی کامیابی پر آخرت کی کامیابی کو قیاس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں لوگوں کے مال اور اولاد قربت کا سبب نہیں ہیں بلکہ اس کے ہاں تو صرف ایمان اور نیک اعمال قربت کا سبب ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہاری شکلیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا وہ تو

وَمَآ اَمۡوَالُكُمۡ وَلَآ اَوۡلَادُكُمۡ بِالَّتِيۡ تُقَرِّبُكُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰٓى اِلَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمۡ جَزَآءُ الضِّعۡفِ بِمَا عَمِلُوۡا وَهُمۡ فِى الۡغُرُفٰتِ اٰمِنُوۡنَ ﴿37﴾

اور تمہارے مال اور اولاد ایسی چیزیں نہیں جو تمہیں مراتب میں ہمارے قریب کر دیں۔ مگر جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال (بھی) کئے، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے اعمال کا دوہرا بدلہ ملے گا اور وہ (جنت کے) بالا خانوں میں امن وسکون کے ساتھ رہیں گے۔ ﴿37﴾

وَالَّذِيۡنَ يَسۡعَوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيۡنَ اُولٰٓئِكَ فِى الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ﴿38﴾

رہے وہ لوگ جو ہماری آیات کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں ایسے لوگوں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ ﴿38﴾

قُلۡ اِنَّ رَبِّىۡ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَيَقۡدِرُ لَهٗ ؕ

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور (جس کے لئے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے اور تم اس کی راہ میں جو کچھ بھی

تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے"۔ (مسلم)۔ لہٰذا جو شخص بھی ایمان لانے کے بعد زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرے فرائض کے ساتھ ساتھ نوافل کا اہتمام بھی کرے، وہ اسی قدر اپنے رب سے قریب ہوتا جائے گا۔ ایسے لوگوں کو ان کے اعمال کا دوگنا، دس گنا یا اس سے بھی زیادہ اجر دیا جائے گا۔ ایسے لوگ ہر قسم کے شر سے محفوظ ہو کر جنت کے عمدہ ترین محلات میں رہیں گے۔ جو لوگ اللہ عزّ وجل کی آیات کا انکار کرتے ہیں، لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات کے بارے میں شک وشبہ پیدا کرتے ہیں، وہ یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بچ کر نکل جائیں گے بلکہ ان کے لئے جہنم کا ایسا سخت عذاب تیار ہے جس سے وہ کبھی چھٹکارا نہیں پاسکیں گے۔ (مزید پڑھیے المومنون 23: آیات 55 تا 56، توبہ 9: آیت 55، بنی اسرائیل 17: آیت 16)

آیت 39: اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے کمی نہیں ہوتی:

رزق کے خزانے صرف اللہ عزّ وجل کے پاس ہیں، وہی رزق میں فراخی کرتے ہیں اور وہی تنگی کرتے ہیں۔ جو انسان بھی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور نیک کاموں میں جتنا بھی خرچ کرتا ہے اس کا اسے دنیا اور آخرت میں بدلہ ضرور ملتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿39﴾

خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ تمہیں اور دے دیتا ہے اور وہی سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ ﴿39﴾

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿40﴾

اور جس دن اللہ تمام لوگوں کو جمع کرے گا اور پھر فرشتوں سے پوچھے گا: کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ ﴿40﴾

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿41﴾

وہ (فرشتے) جواب دیں گے، آپ کی ذات پاک ہے۔ ہمارے ولی تو آپ ہیں نہ کہ یہ۔ (دراصل یہ ہماری نہیں) بلکہ جنّات کی عبادت کیا کرتے تھے اور ان میں اکثر لوگ انہی (جنّات) پر ایمان لائے ہوئے تھے۔ ﴿41﴾

فرمایا:۔ ❶ ''اللہ فرماتا ہے، اے آدم (علیہ السلام) کے بیٹے (میری راہ میں) خرچ کرو، میں تم پر خوب خرچ کروں گا یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہترین بدلہ دیں گے''۔ (بخاری، مسلم) ❷ ''ہر دن صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کے دو فرشتے زمین پر نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ دعا کرتا ہے اے اللہ، خرچ کرنے والے کو اس کے بدلہ اور زیادہ دے اور دوسرا دعا کرتا ہے۔ اے اللہ، بخیل کا مال ضائع کر دے''۔ (بخاری، مسلم) ❸ ''صدقہ دینے سے مال میں کوئی کمی نہیں آتی''۔ (مسلم)

آیات 40 تا 42: قیامت کے دن فرشتوں سے سوال:

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مشرکین کو شرمندہ اور رُسوا کرنے کے لئے سب کے سامنے فرشتوں سے یہ سوال کریں گے کہ اے فرشتو، کیا تم میری طرح معبود ہو؟ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے؟ تو فرشتے فوراً جواب دیں گے: اے اللہ، آپ کی ذات تو ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک ہے۔ آپ ہی ہمارے آقا ہیں۔ ہم آپ کے بندے ہیں اور آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں ہم نے انہیں کبھی نہیں کہا تھا کہ ہماری عبادت کرو۔ یہ لوگ حقیقت میں شیاطین کی پیروی کرتے ہوئے انہی کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے اکثر انہی پر ایمان رکھنے والے تھے۔ اللہ عزّ وجل کے علاوہ جس کی بھی پوجا کی جاتی ہے حقیقت میں وہ شیطان کی پوجا ہوتی ہے۔ اس لئے کہ شیطان ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے دور کر کے دوسروں کی عبادت پر لگاتا ہے۔ ایسے

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿42﴾

(پھران سے کہا جائے گا) پس آج تم میں سے کوئی نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ ہی نقصان اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ اب اس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ﴿42﴾

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿43﴾

اور جب ان کے سامنے ہماری واضح آیات تلاوت کی جاتیں تو وہ (کفار) کہتے کہ یہ ایسا آدمی ہے جو چاہتا ہے کہ تمہیں ان معبودوں سے روک دے جن کی تمہارے باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ یہ (قرآن) تو گھڑا ہوا جھوٹ ہے اور جب ان کفار کے پاس حق آ گیا تو پھر بھی انہوں (کفار) نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ ﴿43﴾

بدنصیب لوگ جب اللہ کے حضور پیش ہوں گے تو انہیں ان خود ساختہ معبودوں کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور نہ ہی یہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کر سکیں گے۔ اس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو گا کہ آج عذابِ جہنم کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر المائدہ 5: آیت 116، النسآء 4: آیات 117 تا 118 اور الفرقان 25: آیت 17)

آیات 43 تا 45: کفار کا انبیا علیہم السلام پر الزام:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کفار کی بُری عادت کا ذکر فرما رہے ہیں کہ ان کی شروع ہی سے یہ عادت چلی آ رہی ہے۔ جب بھی کوئی رسول، اللہ عزّ وجل کا کلام سناتا کہ یہ اسے سن کر اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئیں تو ان پر الٹا اثر ہوتا۔ یہ آپس میں ایک دوسرے سے کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ یہ شخص تمہیں تمہارے باپ دادا کے دین سے روکنا چاہتا ہے۔ لہٰذا تم اپنے باپ دادا کے دین پر ڈٹے رہو، یہی صحیح دین ہے یہ شخص جو نبوت کا دعویدار ہے جادوگر ہے اور اس کا دین درست نہیں۔ مشرکینِ مکہ کے پاس قرآن کریم سے پہلے کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا تھا۔ لہٰذا وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی رسول آتا یا اللہ کی کوئی کتاب نازل ہوتی تو ہم ضرور سیدھی راہ پر ہوتے، پھر جب اللہ عزّ وجل نے اپنے آخری

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ
يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ
اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿44﴾

اور ہم نے انہیں (مکہ والوں کو) نہ تو کوئی کتاب دے رکھی تھی جسے یہ پڑھتے ہوں اور نہ ہی ہم نے آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا (رسول) بھیجا تھا۔ ﴿44﴾

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ
فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ فَكَيْفَ
كَانَ نَكِيْرِ ﴿45﴾

اور ان سے پہلے کے لوگوں نے بھی (حق کو) جھٹلایا تھا اور ہم نے انہیں جو دے رکھا تھا یہ (اہل مکہ) تو اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے۔ جب انہوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا تو (دنیا نے دیکھ لیا) میرا عذاب کیسا (سخت) تھا۔ ﴿45﴾

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ
تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ
تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ
جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ
بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿46﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ میں تمہیں صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کیلئے (ضد چھوڑ کر) دو دو مل کر یا تنہا تنہا کھڑے ہو کر سوچو تو سہی۔ (تم ضرور اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ گے کہ) تمہارے اس ساتھی (پیغمبر) کو کوئی جنون نہیں ہے۔ وہ تو ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے تمہیں ڈرانے والا ہے۔ ﴿46﴾

رسول محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور قرآن اتار کر ان پر اپنا احسان کیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے سابقہ اقوام کے انجام یاد دلاتے ہوئے انہیں تنبیہ کی ہے کہ وہ اس کے رسول ﷺ کو جھٹلانے سے باز آجائیں۔ (مزید پڑھیے المومن 40: آیت 82)

آیات 46 تا 50: رسول اکرم ﷺ مجنون (پاگل) نہیں:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل مشرکینِ مکہ کو اپنے نبی کی زبانی نصیحت فرما رہے ہیں کہ اے لوگو، میری زندگی کا کافی حصہ تمہارے درمیان گزرا ہے اس لئے تم ضد اور تعصب چھوڑ کر ذرا سوچو اور آپس میں ایک دوسرے سے پوچھو کہ کیا محمد ﷺ مجنون ہیں اور ہر شخص اکیلا یا مل کر بھی غور کرے جب تم غور و فکر کرو گے تو تمہیں خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت میں تمہاری طرف بھیجا جانے والا رسول مجنون، نہیں۔ یاد رکھو، میں تو تمہیں ایک سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں، مجھے تم سے

قُلۡ مَاسَاَلۡتُكُمۡ مِّنۡ اَجۡرٍ فَهُوَ لَكُمۡ ؕ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿47﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرمادیجئے کہ اگر میں نے تم سے کوئی اُجرت مانگی ہے تو وہ تم ہی کو مبارک ہو۔ میرا اجر تو اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ ﴿47﴾

قُلۡ اِنَّ رَبِّىۡ يَقۡذِفُ بِالۡحَقِّ ۚ عَلَّامُ الۡغُيُوۡبِ ﴿48﴾

آپ فرمادیجئے کہ میرا رب (مجھ پر) حق نازل فرماتا ہے، وہی غیب کی تمام باتوں کو جاننے والا ہے۔ ﴿48﴾

قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَمَا يُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَمَا يُعِيۡدُ ﴿49﴾

آپ فرما دیجئے کہ حق آ چکا ہے، باطل نہ پہلے کچھ کر سکا ہے اور نہ ہی آئندہ کر سکے گا۔ ﴿49﴾

قُلۡ اِنۡ ضَلَلۡتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفۡسِىۡ ۚ وَاِنِ اهۡتَدَيۡتُ فَبِمَا يُوۡحِىۡۤ اِلَىَّ رَبِّىۡ ؕ اِنَّهٗ سَمِيۡعٌ قَرِيۡبٌ ﴿50﴾

آپ فرما دیجئے کہ اگر میں راہ سے ہٹ جاؤں تو اس (بھٹکنے) کا وبال مجھ پر ہی ہوگا اور اگر میں سیدھی راہ پر ہوں تو اس وحی (قرآن) کی بنا پر ہوں جو میرا رب مجھ پر نازل فرماتا ہے۔ بے شک وہ خوب سننے والا، بہت ہی قریب ہے۔ ﴿50﴾

کوئی دنیاوی لالچ نہیں ہے۔ میں اپنی دعوت میں نہایت ہی مخلص اور اللہ عزّ وجل سے اجر و ثواب کی امید رکھتا ہوں۔ وہی میری سچائی اور خلوص کو خوب جانتا ہے۔ میں ایسا حق لے کر آیا ہوں جس کے ذریعہ سے باطل مٹ جائے گا فتح مکہ کے دن رسول اکرم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے چاروں طرف بت نصب تھے آپ ﷺ کمان کی نوک سے ان بتوں کو مار رہے تھے اور زبان سے یہ آیات (سبا34: آیت49اور بنی اسرائیل17: آیت81) پڑھ رہے تھے۔ (بخاری) لہٰذا اگر اب بھی تمہارا میرے بارے میں یہ خیال ہے کہ میں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر گمراہ ہو گیا ہوں تو اس گمراہی کا وبال مجھ پر ہی پڑے گا اور اگر میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہدایت کو قبول کر لیا ہے اور میں اسی پر ثابت قدم ہوں تو یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے مجھے یہ توفیق عطا فرمائی۔ وہی ہر ایک کی سننے والا اور اپنی مخلوق سے بہت ہی زیادہ قریب ہے۔ لہٰذا میں تو تمہاری خیر خواہی کرتے ہوئے تم سب کو بغیر کسی بدلہ کے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔ جو میری دعوت قبول کر لے گا۔ وہ یقیناً کامیاب ہو جائے گا اور جو انکار کرے گا، وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ (مزید پڑھیے تفسیر الشعرآء26: آیت214اور الانبیآء21: آیت18)

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿51﴾

کاش آپ (وہ منظر) ملاحظہ فرمائیں جب یہ کفار گھبرائے ہوئے ہوں گے اور کہیں بچ کر نہ جاسکیں گے اور قریب ہی سے گرفتار کرلئے جائیں گے۔ ﴿51﴾

وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿52﴾

اس وقت یہ کہیں گے کہ ہم اس (قرآن) پر ایمان لے آئے، اب دور نکلی ہوئی چیز کہاں ہاتھ آسکتی ہے؟ ﴿52﴾

وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿53﴾

جبکہ انہوں نے اس سے پہلے (دنیا میں) تو اس کا انکار کر دیا تھا اور وہ دور دراز سے بغیر دیکھے (اٹکل کے تیر) پھینکتے رہتے تھے۔ ﴿53﴾

وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿54﴾

(اس وقت) ان کے اور ان کی خواہش ایمان کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا جیسا کہ اس سے پہلے بھی انہی جیسے لوگوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔ بلاشبہ وہ بھی (انہی کی طرح) شک و تردد میں پڑے ہوئے تھے۔ ﴿54﴾

آیات 51 تا 54: قیامت کے دن ایمان لانا کوئی فائدہ نہیں دے گا:

قیامت کے دن جب تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے تو حساب و کتاب اور جزا و سزا کے فیصلہ کے وقت مشرکین کے دل و دماغ خوف و دہشت میں مبتلا ہوں گے اور وہ اللہ کے سامنے سے کہیں بھی بھاگ کر نہیں جاسکیں گے۔ اس دن عذاب جہنم سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ اس وقت وہ کہیں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے لیکن اس وقت انہیں اس ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ تو عمل کی جگہ نہیں بلکہ جزا اور سزا کی جگہ ہے۔ ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے کی جگہ تو دنیا تھی لیکن دنیا میں انہوں نے غفلت کا مظاہرہ کیا اور ایمان لانے سے انکار کر دیا تھا اور اس وقت وہ نعمت ان سے بہت دور ہو چکی ہوں گی جسے وہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ لہٰذا وہ اسے کبھی حاصل نہیں کر پائیں گے اور ان کے اور ان کی خواہشات کے درمیان پردہ کر دیا جائے گا اور پھر انہیں گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا کیونکہ ایسے لوگ دنیا میں آخرت کے بارے ہمیشہ شک و شبہ میں مبتلا تھے اسی حالت میں ان کی موت آ گئی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر السجدہ 32: آیت 12، الجاثیہ 45: آیت 32 اور المومن 40: آیات 84 تا 85)

سُوْرَةُ فَاطِرٍ

سورۂ فاطر مکی ہے، اس میں 45 آیات اور 5 رکوع ہیں۔

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿1﴾

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو آسمانوں و زمین کو بنانے والا اور ایسے فرشتوں کو اپنا پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو، تین تین اور چار چار پر ہیں۔ وہ اپنی مخلوق کی ساخت میں جو چاہے اضافہ کرتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ ﴿1﴾

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿2﴾

اللہ جن لوگوں کے لئے اپنی رحمت (کا دروازہ) کھول دے تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کے لئے وہ بند کردے تو اللہ کے علاوہ پھر کوئی دوسرا کھولنے والا نہیں اور وہی ہر چیز پر غالب، خوب حکمت والا ہے۔ ﴿2﴾

آیت 1: اللہ تعالیٰ کے وحی لانے والے فرشتوں کی تفصیل:

اللہ تعالیٰ وہ عظیم ذات ہے جو ہر قسم کی تعریفوں کی حق دار ہے۔ اسی نے آسمان و زمین کو بغیر کسی نمونہ کے پیدا فرمایا اور وہی اپنے فرشتوں کو وحی دے کر اپنے انبیا علیہم السلام کے پاس بھیجتا ہے۔ ان فرشتوں میں سے کسی کے دو کسی کے تین اور کسی کے چار پَر ہوتے ہیں اور کسی کے اس سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ''میں نے جبرائیل علیہ السلام کو معراج کی رات دیکھا تو ان کے چھ سو پَر تھے۔'' (بخاری)۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ وہ جس چیز کو چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہی ہر چیز پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔

آیت 2: اللہ تعالیٰ کی رحمت میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرسکتا:

ہر قسم کی رحمتوں، برکات اور رزق کے خزانوں کا اللہ تعالیٰ اکیلا مالک ہے، کسی کا اس کے خزانوں میں کوئی دخل نہیں۔ اگر وہ کسی پر رحم کرنا چاہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا اور اگر وہ کسی کو محروم کرنا چاہے تو اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿3﴾

اے لوگو، تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں انہیں یاد کرو۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان و زمین سے رزق دیتا ہو؟ اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم کہاں دھوکا میں پڑے ہوئے ہو۔ ﴿3﴾

وَ اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿4﴾

اور (اے نبی ﷺ) اگر یہ (کفارِ مکہ) آپ کو جھٹلاتے ہیں تو (کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے اور (یاد رکھو) تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جانے والے ہیں۔ ﴿4﴾

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے بادشاہت ہے اور وہی ہر قسم کی تعریفوں کا حقدار ہے اور وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ، جو آپ دیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو آپ روک لیں اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی بھی بزرگی والے کو اس کی بزرگی آپ کے ہاں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔“ (بخاری) (مزید پڑھیے یونس10: آیت107 اور النحل16: آیت18)

آیت 3: لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا انعام:

اللہ تعالیٰ لوگوں کو اپنی نعمتیں یاد دلاتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ تم پر میں نے بہت زیادہ نعمتیں کی ہیں۔ اللہ ہی تمہیں پیدا کرتا اور رزق پہنچاتا ہے۔ اس لئے تم اسی کا شکر ادا کرو تاکہ یہ نعمتیں تم پر باقی رہیں۔ جب بندہ یہ سمجھ جائے گا کہ ان نعمتوں کو پیدا کرنے والا اور بندوں تک پہنچانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے تو اسے یہ سمجھ بھی آ جائے گی کہ ہر قسم کی عبادات کا حقدار بھی وہ اکیلا ہے۔ اس سے بڑھ کر ناشکری کیا ہوسکتی ہے کہ ہر نعمت تو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور بندہ اسے چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرے۔ ایسا صرف وہی انسان کرسکتا ہے جس کی عقل پر پردہ پڑا ہوا ہو۔

آیات 4 تا 6: وعدۂ قیامت برحق ہے:

کفار کا تو ہر دور میں یہی طریقہ رہا ہے کہ جب بھی ان کے پاس اللہ عزّ وجل کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ ایسے لوگوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وعدۂ قیامت برحق ہے اور ہر انسان کو

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿5﴾

اے لوگو، بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکا میں نہ ڈال دے اور نہ ہی وہ بڑا دھو باز (شیطان) تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکا میں ڈالے۔ ﴿5﴾

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ ﴿6﴾

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے، اس لئے تم بھی اسے اپنا دشمن ہی سمجھو، وہ تو اپنے پیروکاروں کو (اپنی راہ پر) صرف اس لئے ہی بلاتا ہے تاکہ وہ سب جہنمی بن جائیں۔ ﴿6﴾

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿7﴾

جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی، ان کے لئے بڑا سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال (بھی) کئے، ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔ ﴿7﴾

دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے حضور پیش ہونا ہے۔ آخرت کی زندگی یقینی ہے۔ اگر کوئی شخص دنیاوی زندگی کے دھوکے میں پڑ کر آخرت کی تیاری نہیں کرے گا تو وہ اللہ کے حضور خالی ہاتھ جائے گا اور وہاں افسوس کرتے ہوئے کہے گا: کاش، میں اس آخرت کی زندگی کے لئے کچھ نیک اعمال کر لیتا۔ آخرت سے غفلت میں ڈالنے والا شیطان ہے جو ہر انسان کا پیچھا کرتا ہے اور اس کے پیدا ہونے سے لے کر اس کی آخری سانس تک یہ کوشش کرتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی نظروں میں گرا دے۔ اس لئے اے لوگو، تم شیطان کو اپنا سب سے بڑا دشمن سمجھو اور اس کے دھوکے میں نہ آؤ کیونکہ وہ اپنے پیروکاروں کو ایسے اعمال کی دعوت دیتا ہے جس کا لازمی نتیجہ عذابِ الٰہی ہوتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الکہف 18: آیت 50 اور الحدید 57: آیات 13 تا 14)

آیات 7 تا 8: ہدایت یافتہ اور گمراہ لوگ برابر نہیں:

وہ لوگ جو اس دنیا میں کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں ان کے لئے اللہ ربّ العزّت نے سخت ترین عذاب تیار کر رکھا ہے۔ جس سے وہ دو چار ہوں گے۔ ایسے لوگوں کے لئے شیطان ان کے برے اعمال کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو بھی عمل کر رہے ہیں یہ سب درست ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے اور جو لوگ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اپنی زندگی نیک اعمال میں صرف کرتے ہیں، اگر ان سے کوئی گناہ غلطی سے ہو بھی جائے تو

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۫ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿8﴾

کیا وہ شخص جس کے برے اعمال اس کے لئے خوبصورت بنا دیئے گئے ہوں اور وہ انہیں اچھا سمجھتا ہو(وہ ہدایت یافتہ شخص کی طرح ہو سکتا ہے؟) بے شک اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ لہٰذا ان پر (اے نبی ﷺ) افسوس کرتے ہوئے کہیں آپ کی جان جاتی نہ رہے۔ بلا شبہ اللہ انہیں جانتا ہے جو یہ اعمال کر رہے ہیں۔ ﴿8﴾

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴿9﴾

اور وہی اللہ ہوائیں چلاتا ہے جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم بادلوں کو مُردہ (خشک) زمین کی طرف لے جاتے ہیں اور اس (پانی) کے ذریعہ سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح (انسانوں کا) دوبارہ (زندہ ہو کر) اٹھنا ہے۔ ﴿9﴾

اللہ عزّ وجل نے ان کے لئے معافی کا اعلان فرما دیا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سدابہار جنت میں ہر قسم کی نعمتیں عطا فرمائے گا یعنی گمراہ لوگوں کا انجام بُرا ہے جبکہ ہدایت یافتہ لوگوں کا انجام بہت ہی اچھا ہے۔ آیت 8 کے آخری حصہ میں اللہ عزّ وجل اپنے نبی کریم ﷺ کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ آپ ان نافرمان لوگوں کی گمراہی سے پریشان ہو کر اپنے آپ کو ہلاک نہ کریں۔ یہ ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے گمراہ صرف بڑے گناہ گاروں ہی کو کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ہر ایک کے اعمال سے اچھی طرح واقف ہے وہی انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دے گا۔

آیت 9: موت کے بعد کی زندگی پر دلیل:

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے زمین کی موت اور پھر زندگی کی مثال دے کر انسانوں کو زندگی بعدالموت کا یقین دلایا ہے۔ اس بات کو ہر انسان جانتا ہے کہ زمین جب بالکل خشک ہو جاتی ہے تو اس میں کوئی بھی سبز و شاداب پودا باقی نہیں رہتا۔ پھر اللہ عزّ وجل بارش نازل فرماتے ہیں تو وہی

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿10﴾

جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہے تو (اسے معلوم ہونا چاہئے) عزت تو ساری اللہ ہی کے لئے ہے، تمام پاکیزہ کلمات اسی کی طرف پہنچتے ہیں اور نیک عمل انہیں اوپر اُٹھاتا ہے اور جو لوگ بری چالیں چلتے ہیں، ان کے لئے سخت ترین عذاب ہے اور ان کی یہ سازش آخرکار ناکام ہو کر رہے گی۔ ﴿10﴾

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ وَمَا

اور (اے لوگو) اللہ نے تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تمہیں جوڑے جوڑے (میاں،

زمین کچھ ہی دنوں کے بعد سبز و شاداب کھیتیاں اُگانا شروع کر دیتی ہے۔ اسی طرح جب کسی بھی انسان کی دنیاوی زندگی مکمل ہو جاتی ہے تو وہ مر جاتا ہے اور قیامت سے پہلے جتنے بھی لوگ موجود ہوں گے تمام مر جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو اسی طرح زندہ کریں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''انسان کی موت کے بعد اس کا سارا جسم بوسیدہ ہو جاتا ہے۔ صرف ریڑھ کی ہڈی کا ایک چھوٹا سا حصہ محفوظ رہتا ہے اس سے اس کی دوبارہ تخلیق و ترکیب ہو گی۔'' (بخاری)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر الحج 22: آیات 5 تا 7، الروم 30: آیت 11 اور قٓ 50: آیات 9 تا 11)

آیت 10: اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی اطاعت میں دنیا و آخرت کی عزت ہے:

دنیا و آخرت میں عزت حاصل کرنے کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگا رہے۔ اس لئے کہ دنیا اور آخرت کا اللہ تعالیٰ ہی اکیلا مالک ہے اور ہر طرح کی عزت اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے۔ اللہ عزّ وجل وہ ذات ہے کہ جس کی طرف ہر قسم کے نیک اعمال پہنچائے جاتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو اللہ تبارک و تعالیٰ اور مسلمانوں کو دھوکا اور فریب دینے کے لئے ریاکاری کے طور پر اعمال کرتے ہیں، ایسے اعمال اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے بلکہ یہ ان لوگوں کے منہ پر مار دیئے جاتے ہیں۔ (مزید پڑھیے اٰل عمران 3: آیت 26، النسآء 4: آیات 138 تا 139 اور یونس 10: آیت 65)

آیت 11: اللہ تعالیٰ ہر قسم کا علم غیب جانتا ہے:

اللہ ربّ العزت وہ ذات ہے جس نے انسانوں کے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا پھر انسانی

تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا
بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّ
لَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ
اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿11﴾

بیوی) بنایا۔ جو بھی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور جو بچہ جنتی ہے، اللہ کو اس کا علم ہوتا ہے اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جاتی ہے یا کسی کی عمر کم کی جاتی ہے۔ یہ سب کتاب (لوحِ محفوظ) میں لکھا ہوا ہے، بے شک یہ کام اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ ﴿11﴾

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖۗ هٰذَا عَذْبٌ
فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ
اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا
طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً
تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ
مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿12﴾

اور دو (طرح کے) سمندر (کے پانی) برابر نہیں ہیں۔ جن میں سے ایک میٹھا، پیاس بجھانے والا اور پینے میں خوشگوار ہے اور دوسرا سخت کھاری اور کڑوا ہے، تم ان دونوں میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور وہ زیورات (موتی، ہیرے وغیرہ) بھی نکالتے ہو جو تم پہنتے ہو اور اسی سمندر میں تم دیکھتے ہو کہ بڑی بڑی کشتیاں پانی کو چیرتی ہوئی چلی جا رہی ہیں (یہ) اس لئے کہ تم اللہ کا فضل (رزق) تلاش کرو اور اس کا شکر ادا کرتے رہو۔ ﴿12﴾

نسل کا سلسلہ ایک حقیر پانی (نطفہ) سے چلایا، پھر اس نے اپنی مہربانی سے کسی کو مذکر اور کسی کو مؤنث بنایا۔ اسی نے انسانوں کے سکون کے لئے جوڑے بنائے تاکہ وہ ایک دوسرے سے آرام حاصل کریں۔ اسی کو ماں کے پیٹ میں تخلیق پانے والے بچے کا مکمل علم ہے۔ اسی کو معلوم ہے کہ کون انسان کتنی عمر پائے گا۔ یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب میں محفوظ کر رکھی ہیں اور یہ تمام ریکارڈ محفوظ رکھنا اللہ عزّ وجل کے لئے کوئی مشکل نہیں کیوں کہ اس کی قدرت سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 59، الرعد 13: آیت 8، لقمان 31: آیت 34)

آیات 12 تا 14: اللہ تعالیٰ کی قدرت کی چند نشانیاں:

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے دو قسم کے سمندر پیدا کئے۔ دیکھنے میں دونوں کا پانی بالکل ایک جیسا ہے لیکن ان میں سے ایک کا پانی میٹھا اور مزیدار ہے، جو آسانی سے حلق کے نیچے اتر جاتا ہے۔ جبکہ دوسرے کا پانی نمکین اور کھاری ہے، اسے کوئی حلق سے نیچے نہیں اتار سکتا۔ ان سمندروں میں مچھلیاں بھی اسی نے پیدا کی ہیں جو کھانے میں بہت لذیذ ہوتی

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ
فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ
يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ
لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؀ 13
اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ
وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ
وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ
وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ؀ 14
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ

وہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے۔ ہر ایک مقررہ مدت تک چلے گا، یہی تو ہے اللہ، تمہارا رب۔ اسی کی بادشاہت ہے اور اس کے سوا تم جنہیں پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کی جھلی کے مالک بھی نہیں ہیں۔ 13

اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سن نہیں سکتے اور اگر وہ سن بھی لیں تو تمہاری داد رسی نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن تو وہ تمہارے شرک کا صاف انکار کر دیں گے اور آپ کو باخبر (اللہ) کی طرح کوئی (صحیح) خبر نہیں دے سکتا۔ 14

اے لوگو، تم (سب) اللہ کے محتاج ہو .....

ہیں اور انہی سمندروں سے لؤلؤ و مرجان اور دیگر زیورات نکلتے ہیں، جو عورتیں زینت کے لئے استعمال کرتی ہیں۔ ان سمندروں میں کشتیاں بھی چلتی ہیں جو ایک شہر سے دوسرے شہر لوگوں اور سامان کو منتقل کرتی ہیں، جن کے ذریعہ سے لوگ بآسانی دیگر ممالک سے تجارت کر سکتے ہیں۔ یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اس لئے عطا فرمائی ہیں تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ وہی اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ کبھی وہ رات کو چھوٹی اور دن کو بڑا اور کبھی دن کو بڑا اور رات کو چھوٹی بنا دیتا ہے۔ اسی نے سورج اور چاند کو پابند کر رکھا ہے جو اپنے اپنے دائرہ میں چلتے رہتے ہیں۔ لہٰذا تمام لوگوں اور ہر مخلوق کا رب وہی اکیلا اللہ ہے۔ اللہ کے علاوہ لوگ جن کی بھی عبادت کرتے ہیں وہ تو اس کائنات میں سے کھجور کی گٹھلی کی جھلی کے برابر بھی قدرت نہیں رکھتے۔ اگر لوگ انہیں پکاریں تو وہ پکار کو سن نہیں سکتے۔ بالفرض سن بھی لیں تو حاجت پوری نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ اپنے معبود ہونے کا بالکل انکار کر دیں گے۔ اس وقت مشرکین کو بہت زیادہ شرمندگی ہوگی۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر یونس 10: آیات 28 تا 29)

آیات 15 تا 17: تمام لوگ اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہیں:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہی سب کا رب ہے اور وہی عبادت کی تمام اقسام کا اکیلا حق دار ہے۔ اس نے

وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿15﴾
اور اللہ (ہر چیز سے) بے نیاز، خوبیوں والا ہے۔ ﴿15﴾

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿16﴾
اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور (تمہاری جگہ) کوئی نئی مخلوق پیدا کر دے۔ ﴿16﴾

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿17﴾
اور یہ کام اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ ﴿17﴾

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ
اور کوئی (انسان) بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کے (گناہ کا) بوجھ نہیں اٹھائے گا اور اگر کوئی بوجھ تلے دبا ہوا (شخص) کسی دوسرے کو اپنا بوجھ اٹھانے کیلئے بلائے گا تو کوئی بھی اس کا ذرا سا بوجھ اٹھانے نہیں آئے گا، چاہے وہ قریبی رشتہ دار ہی ہو۔ (اے نبی ﷺ) آپ تو صرف ان لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بغیر دیکھے اپنے رب سے

بنی نوع انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے لیکن اس سے کسی کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ وہ اپنے بندوں کی عبادت کا محتاج ہے۔ اللہ ربّ العزّت نے اس بات کی وضاحت فرمادی ہے ''اے لوگو، تم اپنی زندگی کے ہر لمحہ اور سانس میں اس کی رحمت اور مدد کے محتاج ہو۔ وہ سب سے بے نیاز اور ہر قسم کی تعریفوں کا حق دار ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں فنا کر کے تمہاری جگہ کسی اور مخلوق کو لے آئے۔'' اس لئے تمہیں ہر وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کا اظہار کرنا چاہئے تا کہ وہ تمہاری ہر مشکل کو دور فرمائے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر الدھر 76: آیت 28)

آیت 18: قیامت کے دن کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا:

قیامت کا دن اتنا سخت اور ہولناک ہوگا کہ ہر آدمی کو صرف اپنی نجات کی فکر ہوگی اور ہر شخص سے صرف اس کے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اس دن گناہوں کے بوجھ تلے دبا ہوا انسان تمنا کرے گا کہ کاش، کوئی اس کے گناہ لے لے، لیکن کوئی اس کی مدد کے لئے آگے نہیں بڑھے گا۔ خواہ کوئی اس کا قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس دن ہر شخص کے نیک اعمال ہی اس کے کام آئیں گے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) '' (قیامت کے دن) نہ باپ بیٹے کے کام آئے گا اور نہ ہی بیٹا باپ کے'' (لقمان 31: آیت 33)۔ البتہ جس نے دوسروں کو گمراہ کیا ہوگا وہ اپنے گناہوں کے ساتھ ساتھ ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائے گا جنہیں اس نے گمراہ کیا ہوگا۔

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿18﴾

ڈرتے ہیں، وہ نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ جو شخص اپنے آپ کو (گناہوں سے) پاک کر لیتا ہے، وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے پاک ہوتا ہے۔ اور (سب کو) اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ ﴿18﴾

وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿19﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿20﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿21﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ﴿22﴾

اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے۔ ﴿19﴾ اور نہ ہی اندھیرا اور روشنی۔ ﴿20﴾ اور نہ ہی سایہ اور دھوپ (برابر ہو سکتے ہیں)۔ ﴿21﴾ اور نہ ہی زندہ اور مردے برابر ہو سکتے ہیں۔ بے شک اللہ جسے چاہے سنا سکتا ہے اور (اے نبی ﷺ) آپ انہیں نہیں سنا سکتے جو قبروں میں دفن ہیں۔ ﴿22﴾

اسی لئے اللہ عزّ وجل نے انبیا علیہم السلام کے ذریعہ ایسے لوگوں کو متنبہ کیا ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس کے احکام بجا لاتے ہیں۔ نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں اور جو شخص بھی اس دنیا میں شرک بدعات اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے اپنے نفس کو پاک کر لیتا ہے اس کا فائدہ اسے ہی پہنچے گا اور سب کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ (مزید پڑھئے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیات 131، 164، بنی اسرائیل 17: آیت 15، المعارج 70: آیات 10 تا 14 اور عبس 80: آیات 34 تا 37)

آیات 19 تا 23: مومن اور کافر برابر نہیں ہو سکتے:

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے مومن اور کافر کے درمیان فرق کرنے کے لئے چند مثالیں ذکر کی ہیں کہ جس طرح اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں، اندھیرا اور روشنی برابر نہیں، سایہ اور دھوپ برابر نہیں، زندہ اور مردہ برابر نہیں۔ اسی طرح ایک مومن اور کافر بھی برابر نہیں۔ ایک مومن اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کو دیکھنے، سننے اور سیدھی راہ پر چلنے والا ہوتا ہے، جس کے بدلہ میں اسے آخرت میں جنت عطا کی جاتی ہے جبکہ کافر اندھا، بہرا اور اندھیروں میں چلنے والا ہوتا ہے اور وہ دن بہ دن اپنی گمراہی میں بڑھتا چلا جاتا ہے، جس کے بدلہ میں جہنم کی آگ کا ایندھن بنا دیا جاتا ہے۔ اللہ عزّ وجل وہ ذات ہے کہ جس کے اختیار میں تمام چیزیں ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے اپنی آیات کو سمجھنے اور ان سے نصیحت حاصل کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ جس طرح قبروں میں دفن مُردے سننے کی صلاحیت نہیں رکھتے اسی طرح

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿23﴾

آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ ﴿23﴾

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿24﴾

(اے نبی ﷺ) بے شک ہم نے آپ کو (دین) حق دے کر (جنت کی) خوشخبری سنانے والا اور (جہنم سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔ ﴿24﴾

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿25﴾

اور (اے نبی ﷺ) اگر یہ (کفار مکہ) آپ کو جھٹلا رہے ہیں تو (کوئی بڑی بات نہیں)، ان سے پہلے کے لوگ بھی جھٹلاتے رہے ہیں۔ ان کے رسول بھی ان کے پاس واضح دلائل، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے تھے۔ ﴿25﴾

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۡ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿26﴾

آخر کار میں نے ان لوگوں کو پکڑ لیا جنہوں نے کفر اختیار کیا پھر (دیکھو) میرا عذاب کیسا (عبرت ناک) تھا؟ ﴿26﴾

وہ مُردہ دل لوگ، جو اللہ تعالیٰ کی پہچان اور فہم قرآن کی نعمت سے محروم ہوتے ہیں کسی دلیل اور کسی نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اسی لئے اللہ عزّ وجل نے نبی کریم ﷺ کو یہ تعلیم دی ہے کہ آپ کی ذمہ داری صرف تبلیغ رسالت کی ہے۔ اگر کوئی اسے قبول کرے تو اس کا فائدہ اسی کو پہنچے گا اور اگر کوئی اس کا انکار کرے تو اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا۔ (مزید پڑھیے الانعام 6: آیت 130 اور ھود 11: آیت 24)

آیات 24 تا 26: آپ ﷺ کی بعثت کا مقصد:

اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ کو دین اسلام دے کر بھیجا تا کہ آپ ﷺ ان لوگوں کو جو ایمان لائیں اور نیک اعمال کریں جنت کی خوشخبری دیں اور ایسے لوگوں کو جو ایمان لانے سے انکار کریں جہنم سے ڈرائیں۔ ہر نبی کو اللہ عزّ وجل نے انسانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا لیکن جب بھی کوئی رسول اپنی امت کے پاس معجزات اور آسمانی کتابیں لے کر آیا، انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ناراض ہو کر ایسی قوموں کو عذاب میں مبتلا کر دیا۔ (مزید پڑھیے الرعد 13: آیت 7 اور النحل 16: آیت 36)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿27﴾

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ ہی آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے جس کے ذریعہ ہم ایسے پھل نکالتے ہیں جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور پہاڑوں میں بھی مختلف رنگ کی سفید، سرخ اور گہرے سیاہ رنگ کی دھاریاں ہوتی ہیں۔ ﴿27﴾

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿28﴾

اور اسی طرح انسانوں، جانوروں اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے (لوگ) ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ یقیناً اللہ ہر چیز پر غالب، خوب بخشنے والا ہے۔ ﴿28﴾

آیات 27 تا 28: اللہ تعالیٰ کی مختلف مخلوق کا بیان:

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے کمالات کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دیکھو تو ایک ہی قسم کی مخلوق کے مختلف نمونے نظر آتے ہیں۔ وہی آسمان سے پانی اُتارتا ہے جس کے ذریعہ مختلف قسم کے رنگوں کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ کوئی سرخ، کوئی سبز اور کوئی سفید اسی طرح ہر ایک کی خوشبو اور ذائقہ بھی الگ الگ ہوتا ہے۔ پہاڑوں کے رنگ بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اسی طرح انسانوں اور جانوروں کے رنگ بھی مختلف ہوتے ہیں بلکہ ایک ہی جانور کے جسم پر کئی قسم کے رنگ ہوتے ہیں۔ رنگوں اور زبانوں کا اختلاف بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہیں، جن میں غوروفکر صرف وہی لوگ کرتے ہیں جنہیں اللہ عزّ وجل علم جیسی دولت سے نوازتے ہیں اور یہی اہل علم حقیقی معنی میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔ لہٰذا تمام لوگوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر غوروفکر کرتے ہوئے اس کی توحید کا اعتراف کریں اور سابقہ گناہوں پر اس سے معافی مانگیں۔ وہ بڑا غفور ورحیم ہے جو ہر قسم کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الرعد 13: آیت 4 اور الروم 30: آیت 22)

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرۡجُوۡنَ تِجَارَۃً لَّنۡ تَبُوۡرَ ﴿29﴾

بے شک جو لوگ اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جس میں کبھی بھی خسارہ نہیں ہوگا۔ ﴿29﴾

لِیُوَفِّیَہُمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَ یَزِیۡدَہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ ﴿30﴾

(یہ اس لئے کرتے ہیں) تاکہ اللہ انہیں ان کا پورا پورا اجر دے گا اور اپنے فضل سے زیادہ بھی دے۔ بے شک اللہ خوب معاف کرنے والا، بڑا ہی قدردان ہے۔ ﴿30﴾

وَ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ ہُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿31﴾

اور (اے نبی ﷺ) جو کتاب ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے وہ حق ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ بلاشبہ اللہ اپنے بندوں (کے حال) سے باخبر، ہر چیز پر نگاہ رکھنے والا ہے۔ ﴿31﴾

آیات 29 تا 31: آخرت کی تجارت کرنے والوں کا بیان:

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے ایسے لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو دنیا کی تجارت کے بجائے آخرت کی تجارت کرتے ہیں۔ یہ لوگ پابندی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں، اس کے معنی کو سمجھنے کے لئے اس میں غور وفکر کرتے ہیں، نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں جو رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے کبھی ظاہراً اور کبھی پوشیدہ اللہ عزّ وجل کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور تمام عبادات سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ آخرت میں ہمیں اس کا پورا پورا بدلہ ملے۔ اللہ عزّ وجل ایسے لوگوں کی تجارت کی تعریف فرما رہے ہیں کہ یہ بہترین تاجر ہیں جنہیں فائدہ ہی فائدہ ہوگا نقصان بالکل بھی نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اللہ عزّ وجل انہیں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیں گے اور اپنے فضل وکرم سے بڑھا چڑھا کر اضافی بھی دیں گے۔ اگر ان کے کچھ گناہ بھی ہوں گے تو معاف فرما دیں گے۔ کیوں کہ یہ لوگ دنیا میں ایسی عظیم کتاب پر ایمان لائے تھے جو اللہ عزّ وجل کی طرف

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡكِتٰبَ الَّذِيۡنَ اصۡطَفَيۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا‌ ۚ فَمِنۡهُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ‌ ۚ وَمِنۡهُمۡ مُّقۡتَصِدٌ‌ ۚ وَمِنۡهُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَيۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الۡفَضۡلُ الۡكَبِيۡرُ ؕ﴿32﴾

پھر ہم نے ان لوگوں کو اس کتاب کا وارث بنایا جنہیں ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔ اب ان میں سے بعض اپنے آپ پر ظلم کرنے والے، بعض اعتدال کی راہ اختیار کرنے والے اور بعض اللہ کی توفیق سے بھلائیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔ ﴿32﴾

جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا يُحَلَّوۡنَ فِيۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّلُؤۡلُؤًا‌ ۚ وَلِبَاسُهُمۡ فِيۡهَا حَرِيۡرٌ ﴿33﴾

یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل ہوں گے جہاں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس ریشم کا ہوگا۔ ﴿33﴾

وَقَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡۤ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ‌ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَكُوۡرُ ۙ﴿34﴾

اور وہ کہہ رہے ہوں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا۔ یقیناً ہمارا رب خوب بخشنے والا، بڑا قدردان ہے۔ ﴿34﴾

سے سچی کتاب تھی جو اپنے سے پہلے نازل ہونے والی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ اسی کتاب کو اللہ عزّ وجل نے رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لئے ہدایت اور رحمت قرار دیا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر التوبہ 9: آیات 111 تا 112 اور الصّف 61: آیت 12)

آیات 32 تا 35: قرآن پر عمل کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام:

ان آیات مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے امت محمدیہ کی تین قِسموں کا ذکر فرمایا ہے جو قرآن کریم کے بارے میں مختلف طبقوں میں تقسیم ہوگئے ہیں۔ ان میں سے ایک طبقہ نے قرآن کریم میں بیان کردہ احکام پر عمل کرنے میں کوتاہی کی اور بعض بڑے گناہوں کا ارتکاب کیا۔ دوسرے طبقہ نے واجبات ادا کئے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے پرہیز کیا لیکن مکروہ چیزوں کا ارتکاب کیا اور بعض مستحب چیزوں کی ادائیگی میں سستی کی اور تیسرے طبقہ نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے فرائض و نوافل ادا کئے اور چھوٹے اور بڑے گناہوں سے پرہیز کیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان (تینوں طبقوں کے لوگوں) پر اپنا فضل وکرم فرماتے ہوئے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ جہاں انہیں

الَّذِیۡۤ اَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَۃِ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیۡہَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیۡہَا لُغُوۡبٌ ﴿35﴾

جس نے ہمیں اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام (جنت) میں لا اتارا۔ جہاں ہمیں نہ تو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی کوئی تھکاوٹ محسوس ہوگی۔ ﴿35﴾

وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَہُمۡ نَارُ جَہَنَّمَ ۚ لَا یُقۡضٰی عَلَیۡہِمۡ فَیَمُوۡتُوۡا وَ لَا یُخَفَّفُ عَنۡہُمۡ مِّنۡ عَذَابِہَا ؕ کَذٰلِکَ نَجۡزِیۡ کُلَّ کَفُوۡرٍ ﴿36﴾

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا، ان کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ وہاں نہ تو ان کا کام تمام کر دیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ ہی ان پر جہنم کا عذاب ہلکا کیا جائے گا۔ ہم ہر ناشکرے انسان کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ ﴿36﴾

سونے، موتی کے زیورات اور ریشمی لباس پہنائے جائیں گے۔ اس وقت یہ اپنے رب کی نعمتوں کا شکر ادا کریں گے کہ جس نے ان کے دل سے ہمیشہ کیلئے ہر قسم کے غم و فکر کو دور کردیا اور یہ زبان سے کہیں گے کہ ہمارا رب، خوب معاف کرنے والا اور نیک اعمال کا بہت ہی اچھا بدلہ دینے والا ہے۔ اسی لئے تو اس نے ہم میں سے گناہ کرنے والوں کو بھی معاف فرما دیا اور کم نیکیاں کرنے والوں کی نیکیوں کو بھی قبول فرما کر سب کو جنت میں داخل کردیا ہے۔ وہ رب کتنا مہربان ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہمیشہ باقی رہنے والی جنت میں داخل کردیا، جہاں ہمیں کبھی بھی تھکن اور کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی۔

آیات 36 تا 37: جہنم میں آہ و بکا:

جو لوگ اس دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی آیات اور آخرت کا انکار کرتے ہیں، انہیں جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا، جہاں انہیں نہ موت آئے گی اور نہ ہی غم اور پریشانی سے چھٹکارا نصیب ہوگا۔ جہنم کے عذاب کو ایک لمحہ کے لئے بھی ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ شدت عذاب کی وجہ سے وہ جہنم میں چیخ و پکار کر رہے ہونگے اور جہنم کے داروغہ کو بار بار آوازیں دے رہے ہونگے اور اللہ تعالیٰ سے بھی درخواست کر رہے ہونگے کہ ہمیں یہاں سے نکال کر دنیا میں بھیج دیجئے تاکہ ہم اپنی آخرت کو سنوار لیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جواب دیں گے، کیا میں نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی کہ تم میں سے جو چاہتا غور و فکر سے کام لیتا اور سیدھی راہ کو اختیار کرلیتا۔ کیا تمہارے پاس میرے پیغمبر میرا پیغام لیکر نہیں آئے تھے اور انہوں نے تمہیں میرے عذاب سے ڈرایا نہیں تھا؟ تم

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿37﴾

وہاں (جہنم میں) وہ چیخ چیخ کر کہیں گے: اے ہمارے رب، ہمیں یہاں سے نکال لیجئے تا کہ ہم نیک اعمال کریں، ان اعمال سے مختلف جو پہلے کیا کرتے تھے۔ (اللہ فرمائے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی کہ جس میں کوئی نصیحت حاصل کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا اور تمہارے پاس تو ڈرانے والا رسول بھی آیا تھا۔ اس لئے اب تم (جہنم کے عذاب کا) مزہ چکھو۔ پس (ایسے) ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔ ﴿37﴾

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿38﴾

بے شک اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز سے واقف ہے، وہ تو سینوں کے راز کو بھی خوب جاننے والا ہے۔ ﴿38﴾

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ

(اللہ) وہی تو ہے جس نے تمہیں زمین میں خلیفہ (جانشین) بنایا۔ پھر جس نے کفر کی راہ

اس کے باجود بھی گناہوں والی زندگی گزارتے رہے۔ اس لئے آج اپنے کئے کا انجام پاؤ اور آج تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ”جسے اللہ نے 60 یا 70 سال کی عمر دی (قیامت کے دن) اس کا کوئی عذر قابلِ قبول نہیں ہوگا۔“ (بخاری)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 28، بنی اسرائیل 17: آیت 15، لزخرف 43: آیت 77)

آیات 38 تا 39: کفر کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں اضافہ کرتا ہے:

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جسے زمین و آسمان کی ہر چیز کے بارے میں مکمل علم ہے اور وہ لوگوں کے دلوں کے راز کو بھی جانتے ہیں، وہی دنیا میں لوگوں کو ایک دوسرے کا جانشین بناتے ہیں یعنی جب پہلے لوگ فوت ہوجاتے ہیں تو ان کی جگہ دوسرے لوگ پیدا ہوجاتے ہیں۔ جو لوگ بھی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی ناشکری کرتے ہوئے کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے

وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿39﴾

اختیار کی تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور کفار کا کفر ان کے رب کے ہاں غصہ کو ہی بڑھاتا ہے اور ان کا کفر ان کے خسارہ میں اضافہ ہی کرتا ہے۔ ﴿39﴾

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿40﴾

(اے نبی ﷺ) آپ ان (مشرکین) سے پوچھئے کیا تم نے اپنے ان معبودوں کے بارے میں غور کیا جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو؟ ذرا مجھے دکھاؤ تو سہی کہ انہوں نے زمین کا کون سا حصہ پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں ان کی کچھ شرکت ہے یا ہم نے انہیں ایسی کوئی کتاب دی ہے جس کی بنا پر وہ (شرک کے لئے) کوئی واضح دلیل رکھتے ہیں۔(نہیں) بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے کو دھوکا اور فریب کے وعدے ہی دیتے رہتے ہیں۔ ﴿40﴾

ناراض ہوجاتے ہیں اور جیسے جیسے یہ کفر میں بڑھتے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے، اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں ، بلکہ اس میں انسان کا اپنا خسارہ ہے۔ یہ خسارہ انسان کی بربادی کا سبب بن جاتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 59، الزمر 39: آیت 15، النمل 27: آیت 62)

آیات 40 تا 41: ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے:

قرآن کریم میں کئی مقامات پر اللہ عزّ وجل نے مشرکین کو توحید سمجھانے کے لئے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ ان سے کئی سوالات کئے ہیں مثلاً:- ذرا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو انہوں نے زمین کی کون سی چیز پیدا کی ہے یا آسمان کا کون سا حصہ بنایا ہے کہ جس کی وجہ سے تمہاری نظر میں وہ عبادت کے مستحق بن گئے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے: (ترجمہ) ''اللہ کے

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ
اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ
اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿41﴾

حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو (اپنی جگہ سے) گرنے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ (آسمان و زمین) اپنی جگہ سے گر جائیں تو اس (اللہ) کے علاوہ انہیں کوئی بھی اپنی جگہ پر برقرار نہیں رکھ سکتا، بلاشبہ وہ بڑا ہی بردبار، خوب معاف کرنے والا ہے۔ ﴿41﴾

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

اور یہ (کفارِ مکہ) اللہ کی پختہ قسم کھا کر کہا کرتے

علاوہ تم جنہیں پکارتے ہو وہ تو ایک ذرّہ برابر چیز کے بھی مالک نہیں ہیں''۔ (فاطر 35: آیت 13) یا اللہ تعالیٰ کی کوئی تحریر تمہارے پاس ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک بنانا بھی جائز ہے، حقیقت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''کیا ہم نے انہیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جسے یہ تھامے ہوئے ہیں''۔ (الزخرف 43: آیت 21)۔ بلکہ یہ ظالم لوگ ایک دوسرے کو دھوکا دے رہے ہیں اور اپنے خود ساختہ معبودوں سے ایسی امیدیں لگائے ہوئے ہیں جو کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ اگر یہ مشرک لوگ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں پر غور کرتے تو یقیناً انہیں یہ بات سمجھ میں آ جاتی کہ اللہ تعالیٰ وہ عظیم ذات ہے جس نے آسمان و زمین کو بغیر کسی سہارے کے قائم کر رکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنی جگہ پر ٹھہرا ہوا ہے۔ اگر اللہ انہیں نہ ٹھہراتا تو آسمان انسانوں کے سر پر گر کر انہیں ہلاک کر دیتا یا زمین ہل کر انہیں تباہ و برباد کر دیتی اور ان کا جینا مشکل ہو جاتا یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کے سہارے قائم ہیں جو بڑا ہی بردبار اور ہر قسم کے گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے۔ اس لئے تمام قسم کی عبادات اسی کے لئے کی جائیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اللہ کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہیں کہ زمین اور آسمان اسی کے حکم سے قائم ہیں'' (الروم 30: آیت 26) ﴿مزید پڑھیے البقرہ 2: آیت 255 اور الحج 22: آیت 65﴾

آیات 42 تا 43: رسول اکرم ﷺ کی آمد کے متمنی لوگوں کا رویہ:

رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے جب کفار قریش کو معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیا موسیٰ، عیسیٰ علیہما السلام اور دیگر انبیا علیہم السلام جو ان کے بعد آئے، جھٹلا دیا تھا تو انہوں نے انہیں بُرا بھلا کہا اور قسم

لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ۙ﴿42﴾

تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا رسول آئے گا تو وہ دوسری تمام امتوں سے زیادہ سیدھی راہ پر چلنے والے ہوں گے مگر جب ان کے پاس ڈرانے والا (رسول) آیا تو (اس کی آمد نے) انکے فرار اور نفرت کے سوا اور کسی چیز میں اضافہ نہیں کیا۔ ﴿42﴾

اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿43﴾

جس کی وجہ زمین میں ان کا بڑا بن کر رہنا اور بُری چالیں چلنا تھا حالانکہ بُری چال تو چال چلنے والے ہی کو لے ڈوبتی ہے پھر کیا یہ (اللہ کے) اس عذاب کا انتظار کر رہے ہیں جو پہلے لوگوں کو ملا۔ پس آپ اللہ کے طریقہ میں کبھی بھی کوئی تبدیلی یا اسے ٹلنے والا نہیں پائیں گے۔ ﴿43﴾

کھائی کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے پاس اپنا کوئی رسول بھیجے گا تو وہ اہل کتاب سے بہتر ثابت ہوں گے۔ اس نبی پر ایمان لے آئیں گے، ان کی خوب عزت کریں گے اور تمام قوموں سے زیادہ سیدھی راہ پر چلنے والے ہوں گے۔ مگر جب آپ ﷺ کو ان کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ سے بہت زیادہ نفرت اور دشمنی کی، تکبر اور غرور کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ پر ایمان نہ لائے اور لوگوں کو اللہ کے دین سے متنفر کرنے کے لئے مختلف سازشیں کرنے لگے۔ اللہ ربّ العزّت نے ایسے لوگوں کے بارے میں وضاحت فرمائی کہ یہ جو بھی سازش کر رہے ہیں اس کا وبال انہیں پر پڑے گا۔ کیا یہ لوگ پہلی قوموں کی طرح رسولوں کو جھٹلا کر عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں اگر ان کا یہی رویہ رہا تو ان کا حشر بھی وہی ہوگا جو ان سے پہلے نافرمان قوموں کا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون کبھی نہیں بدلتا۔ اس لئے کفار قریش کے لئے اسی میں بھلائی ہے کہ وہ عذابِ الٰہی آنے سے پہلے توبہ کر لیں اور اللہ عزّ وجل کے آخری نبی محمد ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ (مزید پڑھیے ابراہیم 14: آیات 46 تا 47، الرعد 13: آیت 11 اور الانعام 6: آیات 155 تا 156)

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا
کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ
وَکَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً ؕ وَمَا کَانَ
اللّٰہُ لِیُعۡجِزَہٗ مِنۡ شَیۡءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ
لَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَلِیۡمًا قَدِیۡرًا ﴿44﴾

کیا یہ لوگ زمین پر چل پھر کر دیکھتے نہیں کہ ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں، حالانکہ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے؟ اور آسمانوں اور زمین کی کوئی بھی چیز اللہ کو عاجز نہیں کر سکتی۔ بلاشبہ وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ ﴿44﴾

وَلَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا
کَسَبُوۡا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہۡرِہَا مِنۡ
دَآبَّۃٍ وَّلٰکِنۡ یُّؤَخِّرُہُمۡ اِلٰۤی
اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُہُمۡ
فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ بَصِیۡرًا ﴿45﴾

اور اگر اللہ لوگوں کے (بُرے) اعمال پر ان کا (فوراً) مواخذہ کرتا تو زمین پر کوئی بھی جاندار (زندہ) نہ چھوڑتا لیکن اس نے تو انہیں ایک مقررہ وقت تک مہلت دے رکھی ہے پھر جب ان کا وہ مقررہ وقت آ جائے گا (تو انہیں سزا دے گا)۔ بلاشبہ اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے۔ ﴿45﴾

آیات 44 تا 45: عذابِ الٰہی فوراً نازل نہ ہونے کی حکمت:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل رسول اکرم ﷺ کو جھٹلانے والوں کو تنبیہ فرما رہے ہیں کہ تم ذرا زمین پر چل پھر کر تو دیکھو جن لوگوں نے بھی انبیا علیہم السلام کو جھٹلایا وہ کس طرح ہلاک ہوئے؟ ان کے گھر ویران اور ان کے عیش و آرام کو چھین لیا گیا۔ حالانکہ وہ تم لوگوں سے زیادہ طاقتور تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کی کوئی طاقت کام نہ آ سکی کیونکہ اللہ عزّ وجل ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتے ہیں۔ لوگوں کی اس قدر بغاوت کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اتنے مہربان ہیں کہ ان کے گناہوں پر فوراً ان کا مواخذہ نہیں کرتے بلکہ انہیں مہلت دے دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی اصلاح کر لیں، اللہ عزّ وجل نے انسانوں کے لئے حساب و کتاب کا دن مقرر کر رکھا ہے۔ جب وہ وقت آ جائے گا تو ہر ایک کو اس کے حضور پیش ہونا ہوگا اور وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیں گے۔ اگر اللہ عزّ وجل فوراً مواخذہ کرتے تو روئے زمین پر کوئی چلتا ہوا نظر نہ آتا اور آسمان و زمین کی مخلوق اور ان کے مملوکہ جانور اور اسبابِ رزق سب تباہ ہو جاتے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انسان کے گناہوں کی وجہ سے بلوں میں موجود کیڑے مکوڑوں کو بھی عذاب میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت (فاطر 35: آیت 45) پڑھ کر سنائی۔ (مزید پڑھیے الکہف 18: آیت 58، ابراہیم 14: آیت 10 اور الشوریٰ 42: آیت 14)

سُوْرَةُ یٰسٓ

سورۂ یٰس مکی ہے، اس میں 83 آیات اور 5 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

یٰسٓ ﴿1﴾

یاسین۔ ﴿1﴾

وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿2﴾

قسم ہے قرآن کی جو حکمتوں کا خزانہ ہے۔ ﴿2﴾

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿3﴾

بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں۔ ﴿3﴾

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿4﴾

سیدھی راہ پر ہیں۔ ﴿4﴾

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿5﴾

(یہ قرآن) نہایت غالب اور خوب مہربان (اللہ) کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ ﴿5﴾

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿6﴾

تاکہ آپ ایسی قوم کو ڈرائیں جس کے آباء و اجداد ڈرائے نہیں گئے تھے، اسی لئے یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ﴿6﴾

آیات 1 تا 5: رسول اکرم ﷺ کی نبوت کی گواہی:

جب کفار اور مشرکین نے آپ ﷺ کو جھٹلا دیا اور یہ کہنے لگے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نہیں ہیں تو اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ کو تسلی دینے کے لئے قسم کھا کر آپ کو یقین دلایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی، سیدھی راہ پر چلنے والے اور اللہ مہربان کی طرف سے بھیجے گئے رسول ہیں۔ اسی اللہ نے آپ پر حکمت بھری کتاب، قرآن کریم نازل فرمائی ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر ھود 11: آیت 1، آل عمران 3: آیت 85، الرعد 13: آیت 43 اور حمٓ السجدہ 41: آیات 52 تا 53)

آیات 6 تا 9: رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد:

اللہ ربّ العزّت نے آپ ﷺ کو قوم عرب کی طرف رسول بنا کر بھیجا کیونکہ آپ سے پہلے اس قوم کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ اسماعیل علیہ السلام سے لے کر آپ ﷺ کے درمیانی عرصہ میں ان کے پاس کوئی نبی نہیں بھیجا گیا۔ اسی لئے وہ خالق اور مخلوق کے حقوق کو بھول چکے تھے اور کفر، فساد اور آخرت کا انکار جیسی برائیوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت پیش کی تو وہ ایمان نہیں لائے۔ اللہ عزّ وجل نے نبی کریم ﷺ کو

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿7﴾

بلاشبہ ان کے اکثر لوگ فیصلہ عذاب کے مستحق بن چکے ہیں، اس لئے یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ﴿7﴾

اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿8﴾

بے شک ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں جو ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچ چکے ہیں جس کی وجہ سے وہ سر اوپر اٹھائے رہتے ہیں۔ ﴿8﴾

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿9﴾

اور ہم نے ایک ان کے آگے اور ایک ان کے پیچھے دیوار کھڑی کر دی ہے۔ پس ہم نے انہیں (ہر طرف سے) ڈھانپ دیا ہے اس لئے اب وہ (حق کو بھی) دیکھ نہیں پاتے۔ ﴿9﴾

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿10﴾

اور آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں ان کے لئے برابر ہے، یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ ﴿10﴾

بذریعہ وحی آگاہ کر دیا کہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کے بارے میں یہ لکھا جا چکا ہے کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے اور اسی حالت میں ان کی موت آئے گی۔ حق کا انکار کرنے میں ان کا حال ان لوگوں جیسا ہے جن کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر ان کی گردنوں سے باندھ دیا گیا ہو اور ان کے ہاتھ ٹھوڑی کے نیچے اس طرح اٹک گئے ہوں کہ ان کے سر بالکل اوپر کی طرف اٹھ گئے ہوں اور وہ نہ نیچے کی طرف اور نہ ہی اِدھر اُدھر دیکھ پاتے ہوں۔ جس طرح ایسے لوگ کبھی بھی نیچے کی طرف دیکھ کر سیدھی راہ پر نہیں چل سکتے اسی طرح مشرکین بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایت سے بہت دور ہیں اور کبھی بھی حق کی طرف مائل نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الحج 22: آیت 46 اور المدثر 74: آیات 50 تا 51)

آیات 10 تا 12: کفار کو ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں:

وہ لوگ جو کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں اور اللہ عزّ وجل کو ناراض کر لیتے ہیں ایسے لوگوں کے دلوں پر اللہ تعالیٰ مہر لگا دیتے ہیں پھر انبیا علیہم السلام کا انہیں ڈرانا یا نہ ڈرانا کوئی فائدہ نہیں دیتا۔ ان کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جن کے آگے اور پیچھے رکاوٹیں کھڑی کر دی گئی ہوں اور وہ کچھ بھی نہ دیکھ پاتے ہوں یعنی رسول کے آنے کے بعد بھی ہدایت نہ ماننے کی وجہ سے اللہ ربّ العزّت ایسے لوگوں کے ایمان کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر دیتے ہیں اور پھر وہ پوری زندگی کفر میں مبتلا رہتے

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّ اَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿11﴾

آپ کا ڈرانا اسی کے لئے مفید ہے جو ذکر (قرآن) کی پیروی کرتا ہے اور بغیر دیکھے رحمٰن سے ڈرتا ہے، ایسے لوگوں کو آپ مغفرت اور بہت ہی عمدہ اجر کی خوشخبری سنا دیجئے۔ ﴿11﴾

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ؕ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿12﴾

بلاشبہ ہم ہی (ایک دن) مُردوں کو زندہ کرنے والے ہیں اور ہم ان تمام اعمال کو لکھتے جاتے ہیں جو وہ آگے بھیج چکے ہیں اور ان اعمال کو بھی جن کو وہ پیچھے چھوڑ چکے ہیں اور ہم نے ایک واضح کتاب میں ہر چیز کو درج کیا ہوا ہے۔ ﴿12﴾

وَ اضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿13﴾

اور (اے نبی ﷺ) آپ بطورِ مثال انہیں (ایک) بستی والوں کا قصہ سنا دیجئے کہ جب ان کے پاس رسول آئے۔ ﴿13﴾

ہیں۔ انہیں ایمان لانا نصیب نہیں ہوتا۔ وہ آخرت کا انکار کر دیتے ہیں اسی لئے انہیں توبہ کی توفیق بھی نہیں ملتی۔ اس کے برعکس جو لوگ قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اس کی آیات میں غور وفکر اور ان پر عمل کرتے ہیں اور دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دیکھے ڈرتے ہیں، ایسے لوگوں کو انبیا علیہم السلام کا ڈرانا فائدہ دیتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ عزّ وجل نے گناہوں سے مغفرت اور باعزت رزق یعنی جنت کی خوشخبری دی ہے۔ جو لوگ آخرت کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا ہیں اللہ عزّ وجل نے انہیں یہ یقین دلایا ہے کہ ہم مُردوں کو ضرور زندہ کریں گے اور یہ بات ذہن نشین کر لو کہ ہم تمام لوگوں کے اعمال کو باقاعدہ لکھوا رہے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے ایک محفوظ کتاب کے اندر لکھ رکھا ہے، انسان نیکی کے لئے جو بھی قدم اٹھاتا ہے اسے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ جب بنوسلمہ کے لوگوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اپنے پرانے گھروں میں ہی رہو کیونکہ تمہارے (نماز کے لئے مسجد کی طرف اٹھنے والے) قدم لکھے جاتے ہیں۔ (مسلم) ﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر یونس 10: آیات 96 تا 97، الحدید 57: آیت 17، فاطر 35: آیت 18، قٓ 50: آیت 37 اور الملک 67: آیت 12﴾

آیات 13 تا 17: ایک بستی والوں کا واقعہ:

ایک انطاکیہ نامی بستی والوں کی راہ نمائی کے لئے اللہ عزّ وجل نے پہلے دو نبی بھیجے جنہیں ان

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿14﴾

ہم نے ان کی طرف پہلے دو رسول بھیجے اور انہوں نے دونوں کو جھٹلا دیا پھر ہم نے تیسرے (رسول) سے ان کو تقویت دی۔ تینوں نے (مل کر) کہا ہم تمہاری طرف (رسول بنا کر) بھیجے گئے ہیں۔ ﴿14﴾

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿15﴾

انہوں (بستی والوں) نے کہا: تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو اور رحمٰن نے کوئی چیز نازل نہیں کی، تم محض جھوٹ بول رہے ہو۔ ﴿15﴾

قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿16﴾

انہوں (رسولوں) نے جواب دیا کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ ﴿16﴾

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿17﴾

اور ہماری ذمہ داری تو صرف واضح طور پر (اللہ کا) پیغام پہنچا دینا ہے۔ ﴿17﴾

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ

انہوں (بستی والوں) نے کہا کہ ہم تو تمہیں منحوس سمجھتے ہیں۔ اگر تم (اپنی اس دعوت سے)

لوگوں نے جھٹلا دیا تو پھر ان کی تائید کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک تیسرا نبی بھیجا۔ ان تینوں نے اس بستی والوں کو یقین دلایا کہ ہم واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے باوجود انہوں نے انبیا علیہم السلام کو جھٹلا دیا اور کہا کہ تم نبی کیسے ہو سکتے ہو۔ تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو اور اللہ نے تم میں سے کسی کو بھی نبی بنا کر اس پر کچھ نازل نہیں کیا۔ تم تو اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھ رہے ہو۔ انبیا علیہم السلام نے کہا کہ ہمارا رب خوب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ہمارا کام صرف یہ ہے کہ مکمل وضاحت کے ساتھ تمہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں۔ ایمان لانا یا نہ لانا تمہاری مرضی ہے۔ جو اعتراض اس بستی والوں نے انبیا علیہم السلام پر کیا اسی طرح کا اعتراض کفار مکہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کہ آپ بھی تو ہمارے ہی جیسے انسان ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر ابراہیم 14: آیت 11)

آیات 18 تا 19: بستی والوں کا بدشگونی لینا اور انبیا علیہم السلام کا جواب:

جب انبیا علیہم السلام نے قوم کو وعظ ونصیحت کی تو قوم کے لوگوں نے کہا: ہم تو تمہاری آمد کو اپنے لئے نحوست سمجھ رہے ہیں۔ جب سے تم نے اس شہر میں قدم رکھا ہے، بارش رُک گئی ہے اور کوئی خیر و

تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿18﴾

باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور ہمارے ہاتھوں تمہیں دردناک سزا ملے گی۔ ﴿18﴾

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿19﴾

رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تمہارے اپنے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے، کیا (یہ باتیں تم اس لئے کرتے ہو کہ) تمہیں نصیحت کی گئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہو۔ ﴿19﴾

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿20﴾

اور (اتنے میں) شہر کے آخری حصہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ اے میری قوم، ان رسولوں کی پیروی کرو۔ ﴿20﴾

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿21﴾

ان کی پیروی کرو جو تم سے (اس دعوت پر) کوئی اُجرت نہیں مانگتے اور وہ خود بھی ہدایت یافتہ ہیں۔ ﴿21﴾

برکت نہیں مل رہی۔ تم جہاں بھی جاؤ گے اسی طرح آفات نازل ہوں گی اور یاد رکھو، اگر تم اپنی اس دعوت و تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور تمہیں بہت ہی سخت سزا دیں گے۔ رسولوں نے جواب دیا کہ تمہاری نحوست اور پریشانی تمہارے کفر اور رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے ہے۔ بارش اور قحط سالی تمہارے گناہوں کا نتیجہ ہے، کیا تم ہمارے وجود سے صرف اس لئے بدشگونی لے رہے ہو کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں حد سے آگے نکل چکے ہو۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بدشگونی لینا شرک ہے“۔ (مسند احمد)۔ ﴿مزید پڑھیے الاعراف 7: آیت 131، النمل 27: آیت 47 اور النسآء 4: آیت 78﴾

آیات 20 تا 21: ایک نیک انسان کی اپنی قوم کو نصیحت:

جب بستی کے لوگ بہت زیادہ سرکش ہو گئے اور انہوں نے انبیا علیہم السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تو ایک مسلمان جو بڑا ہی نیک اور دین دار تھا، جس کا نام حبیب نجّار تھا، وہ دوڑتا ہوا آیا اور آ کر اس نے اپنی قوم کو سمجھانا شروع کیا کہ اے لوگو، تم ان رسولوں کی پیروی کرو، ان کا کہنا مانو، ان کی راہ پر چلو، دیکھو یہ تم سے اپنا کوئی مفاد حاصل نہیں کر رہے۔ دعوت و تبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کر رہے وہ تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور سیدھے راستہ پر چلنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ لہٰذا یہ بڑے ہی ہدایت یافتہ، بااخلاق اور باکمال لوگ ہیں ان کی ضرور اطاعت کرو لیکن قوم نے اس کی ایک نہ سنی بلکہ اسے بھی شہید کر دیا۔

وَمَا لِيَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِيۡ فَطَرَنِيۡ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿22﴾

اور میں اس ذات (اللہ) کی عبادت کیوں نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور تم سب نے اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ ﴿22﴾

ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ يُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّيۡ شَفَاعَتُهُمۡ شَيۡـًٔا وَّلَا يُنۡقِذُوۡنِ ﴿23﴾

کیا میں اسے (اللہ کو) چھوڑ کر ایسوں کو معبود بنالوں کہ اگر رحمٰن (اللہ) مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے اور نہ ہی وہ مجھے بچا سکیں۔ ﴿23﴾

اِنِّيۡۤ اِذًا لَّفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿24﴾

(اگر میں ایسا کروں) تو بلاشبہ میں کھلی گمراہی میں مبتلا ہوجاؤں گا۔ ﴿24﴾

اِنِّيۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّكُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ ﴿25﴾

بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لا چکا ہوں۔ لہٰذا تم میری بات (کو غور سے) سنو۔ ﴿25﴾

آیات 22 تا 25: مردِ مومن کا اپنی قوم کے سامنے توحید کا اقرار:

جب انطاکیہ بستی والوں نے انبیا علیہم السلام کو جھٹلایا تو انہی میں سے ایک مردِ مومن نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی اور نہایت ہی حکیمانہ انداز اختیار کرتے ہوئے دوسروں کی بجائے اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: آخر کیا وجہ ہے کہ میں اس حقیقی معبود کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ کیا میں اس خالق و مالک کو چھوڑ کر ایسے بے جان بتوں کی پوجا کروں جو اللہ عزّ وجل کے مقابلہ میں میرے کسی کام بھی نہیں آسکتے۔ اگر میں یہ ساری باتیں جاننے کے باوجود بھی اللہ ربّ العزّت کے علاوہ کسی اور کی عبادت کروں تو میں کھلم کھلا گمراہی میں مبتلا ہوجاؤں گا۔ لہٰذا اے میری قوم، تم اچھی طرح جان لو کہ میں تمہارے حقیقی معبود پر ایمان لے آیا ہوں، جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا، رزق دینے والا اور ہر چیز کا مالک ہے اور میں ان خودساختہ معبودوں کا انکار کرتا ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ وہ مردِ مومن صرف یہی کہہ پایا تھا کہ تمام کفار اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار مار کر شہید کردیا۔ وہ اللہ کا نیک بندہ پتھر کھانے کے باوجود بھی زبان سے یہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ، میری قوم کو ہدایت دے، یہ صحیح بات کو نہیں جانتے۔ جب طائف بستی کے رہنے والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مار کر لہولہان کردیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے لئے یہ دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ''اے اللہ، میری قوم کو ہدایت عطا فرما یہ لوگ مجھے نہیں جانتے۔'' (بخاری) ﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر یونس 10: آیت 107﴾

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۙ﴿26﴾

(آخر کار لوگوں نے اسے قتل کردیا اور اس سے) کہا گیا: ''جنت میں داخل ہو جاؤ'' اس نے کہا: کاش، میری قوم کو بھی یہ معلوم ہو جاتا۔ ﴿26﴾

بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿27﴾

کہ میرے رب نے کس (دعوتِ توحید) کی بدولت میری مغفرت فرمادی اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کر دیا۔ ﴿27﴾

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿28﴾

اس کے بعد ہم نے اس کی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہی ہمیں لشکر اتارنے کی ضرورت تھی۔ ﴿28﴾

آیات 26 تا 27: مردِ مومن کے لئے جنت کی خوشخبری:

جب لوگوں نے مردِ مومن حبیب بن موسیٰ نجار رحمۃ اللہ علیہ کو پتھر مار مار کر شہید کردیا تو اللہ عزّ وجل نے اس کے لئے اعلان فرمایا کہ اے میرے بندہ، میری نعمتوں والی جنت میں داخل ہوجاؤ۔ جب اس نے جنت کی نعمتوں کو دیکھا تو فوراً یہ آرزو کی کہ کاش، میری قوم کو یہ معلوم ہوجائے کہ مجھے میرے رب نے بخش دیا ہے اور باعزّت لوگوں میں شامل فرمادیا ہے تاکہ وہ بھی ایمان اور توحید کو اپنا کر اللہ عزّ وجل کی مغفرت اور جنت کے مستحق بن جائیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مومن مرد نے اپنی قوم کے لئے زندگی میں بھی اخلاص و محبت کا ثبوت دیا، انہیں اللہ عزّ وجل کے رسولوں پر ایمان لانے کی نصیحت کی اور مرنے کے بعد بھی یہ تمنا کی کہ کاش، وہ لوگ مسلمان ہوجاتے تاکہ اللہ عزّ وجل کے عذاب سے بچ کر جنت کے مستحق بن جاتے۔

آیات 28 تا 29: مردِ مومن کو قتل کرنے پر عذاب الٰہی:

جب قوم نے اس نیک آدمی حبیب بن موسیٰ نجار رحمۃ اللہ علیہ کو قتل کردیا تو اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو عذاب میں مبتلا کر کے انہیں سزا دی۔ انہیں عذاب میں مبتلا کرنے کے لئے آسمان سے فرشتوں کا لشکر نہیں اتارا کہ وہ انہیں آکر ہلاک کرے اور نہ ہی اللہ عزّ وجل کو کسی کو تباہ کرنے کے لئے آسمانی لشکر اتارنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ اللہ عزّ وجل کا حکم ہی کافی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس قوم کو ایک گرج دار آواز کے ذریعہ ہلاک کردیا گیا۔ انہوں نے دنیا میں بھی اپنے گناہوں کے بدلہ میں عذاب کا مزا چکھ لیا اور آخرت میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے انتقام سے نہیں بچ سکیں گے۔

اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ خٰمِدُوۡنَ ﴿29﴾

وہ تو صرف ایک (خوف ناک) چیخ تھی جس سے وہ سب فوراً بجھ کر (راکھ کا ڈھیر) رہ گئے۔ ﴿29﴾

يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿30﴾

افسوس ہے ایسے بندوں پر کہ ان کے پاس جب بھی رسول آتا وہ اس کا مذاق ہی اڑاتے۔ ﴿30﴾

اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّهُمۡ اِلَيۡهِمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿31﴾

کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم ان سے پہلے، بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان کے پاس کبھی واپس لوٹ کر نہیں آئیں گی۔ ﴿31﴾

وَ اِنۡ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿32﴾

اور تمام لوگوں کو (قیامت کے دن) ہمارے ہی سامنے حاضر ہونا ہے۔ ﴿32﴾

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الۡاَرۡضُ الۡمَيۡتَةُ ۚۖ اَحۡيَيۡنٰهَا وَاَخۡرَجۡنَا مِنۡهَا حَبًّا فَمِنۡهُ يَاۡكُلُوۡنَ ﴿33﴾

اور لوگوں کے لئے مُردہ (خشک) زمین (بھی) ایک نشانی ہے، جسے ہم نے زندہ کیا اور اس سے اناج نکالا، جس میں سے لوگ کھاتے ہیں۔ ﴿33﴾

آیات 30 تا 32: مجرمین کا قیامت کے دن اظہارِ افسوس:

دنیا میں اللہ عزّ وجل، اس کے رسولوں اور دین کا مذاق اڑانے والے مجرموں کو قیامت کے دن سخت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ عزّ وجل سب کے سامنے انہیں ذلیل ورسوا کرنے کے لئے ان سے سوال و جواب کریں گے۔ سوالوں کا صحیح جواب نہ آنے پر انہیں بہت زیادہ حسرت ہوگی۔ اللہ عزّ وجل نے ایسے لوگوں کو سمجھانے کے لئے ان کے سامنے سابقہ ہلاک ہونے والی قوموں کا ذکر کیا ہے کہ جس قوم نے بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا، وہ صفحہ ہستی سے مٹ گئی۔ پھر ان میں سے کوئی بھی قوم دوبارہ دنیا میں نہیں پائی گئی۔ کیا یہ بات عبرت حاصل کرنے کے لئے کافی نہیں ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیت 87، ہود 11: آیت 111 ، الانبیاء 21: آیت 41، مریم 19: آیات 93 تا 95 ، المومنون 23: آیت 37 اور الواقعہ 56: آیات 49 تا 50)

آیات 33 تا 36: وجودِ باری تعالیٰ کی چند نشانیاں:

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے اپنے وجود اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر چند دلائل ذکر کئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے جب زمین مُردہ ہوجاتی

وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ
اَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ۙ (34)

اور ہم نے اس (زمین) میں کھجوروں اور انگور کے باغات پیدا کئے اور اس کے اندر سے چشمے بھی جاری کر دیئے۔ (34)

لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ
اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ (35)

تاکہ لوگ اس کے پھل کھائیں حالانکہ یہ سب ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا۔ کیا پھر بھی لوگ (اللہ کا) شکر ادا نہیں کرتے؟ (35)

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ
كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ
اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ (36)

پاک ہے وہ ذات جس نے تمام (چیزوں کے) جوڑے پیدا کئے، ان چیزوں کے بھی جنہیں زمین اُگاتی ہے اور خود ان (انسانوں) کے بھی اور ان چیزوں کے بھی جنہیں یہ جانتے تک نہیں۔ (36)

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ
النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۙ (37)

اور ان کے لئے رات بھی ایک نشانی ہے۔ ہم اس سے دن کو الگ کر دیتے ہیں۔ پس اچانک ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے۔ (37)

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ
ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ؕ (38)

اور سورج اپنی مقررہ گزر گاہ پر چل رہا ہے۔ یہ نظام اسی (اللہ) کا مقرر کیا ہوا ہے جو بڑا زبردست، سب کچھ جاننے والا ہے۔ (38)

ہے۔ اس میں کوئی پودا نہیں اگتا تو اللہ تعالیٰ بارش بھیج کر پھر اسے زندہ کردیتے ہیں اور اس سے مختلف قسم کے اناج، پھل اور باغات پیدا کردیتے ہیں۔ اپنی قدرت سے اس پانی کو چشموں کی صورت میں زمین پر بہاتے ہیں، جس سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔ یہ تمام نعمتیں اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ انسانوں کو چاہئے کہ وہ اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کریں اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ مُردہ زمین کو زندہ کردیتے ہیں اسی طرح مُردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر پائی جانے والی اشیا کو جوڑا جوڑا (نر اور مادہ) پیدا کیا۔ جیسے انسانوں کے جوڑے، نباتات کے جوڑے اور کچھ مخلوقات ایسی ہیں جن کا انسان کو علم بھی نہیں۔

(مزید تفصیل کیلئے الواقعہ 56: آیات 63 تا 64، الذّٰریٰت 51: آیت 49 اور النسآء 4: آیت 1)

آیات 37 تا 40: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں:

اللہ عزّ وجل ہی کے اختیار میں تمام چیزیں ہیں۔ وہی دن کو رات میں اور رات کو دن میں تبدیل کرتا ہے۔ جب دن رخصت ہوجاتا ہے تو رات اپنی تاریکی سمیت آجاتی ہے اور ہر طرف اندھیرا

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿39﴾

اور ہم نے چاند کی منزلیں مقرر کر رکھی ہیں (جن سے وہ گزرتا ہے) یہاں تک کہ وہ لوٹ کر (کھجور کی پرانی) خشک ٹہنی کی طرح (باریک) ہوجاتا ہے۔ ﴿39﴾

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿40﴾

نہ سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ ہی رات دن سے پہلے آ سکتی ہے۔ ہر ایک اپنے اپنے دائرہ میں تیزی سے رواں دواں ہے۔ ﴿40﴾

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿41﴾

اور لوگوں کے لئے ایک نشانی یہ (بھی) ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ ﴿41﴾

ہی اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اللہ عزّ وجل کا ہر کام بڑی ترتیب اور حکمت کے ساتھ ہے۔ اس میں کوئی بھی خلل واقع نہیں ہوتا۔ اسی نے سورج اور چاند کو پابند کر رکھا ہے جو اپنے دائرہ میں رہ کر چلتے ہیں۔ اسی طرح چاند اپنی مقررہ منزلیں پوری پابندی کے ساتھ طے کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہفتہ، مہینہ اور سال کا حساب معلوم ہوتا رہتا ہے۔ ابتدا میں چاند پتلا ہوتا ہے، پھر آہستہ آہستہ بڑا ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ چودھویں رات کو بدرِ کامل یعنی مکمل چاند بن جاتا ہے۔ اس کے بعد پھر چھوٹا ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ یہاں تک کہ مہینہ کے آخر میں کھجور کی پتلی، سوکھی زرد شاخ کی طرح ہوجاتا ہے۔ پھر دو راتیں غائب رہ کر تیسری رات کو نکل آتا ہے۔ چاند اور سورج، دونوں اس طرح چلتے ہیں کہ ایک دوسرے میں دخل انداز نہیں ہوتے۔ یہ ناممکن ہے کہ رات اپنے مقررہ وقت سے پہلے آجائے یا دن اپنے وقت سے پہلے آجائے۔ بلکہ دونوں اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور حکمت کے مطابق ہمیشہ ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں اور ہر ایک اپنے دائرہ میں چلتا ہے۔ جو اللہ چاند اور سورج کو اس طرح پابند کرنے پر قادر ہے وہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر دوبارہ زندہ کرنے پر بھی مکمل قدرت رکھتا ہے۔ (مزید پڑھیے یونس 10 : آیات 5 تا 6، الاعراف 7 : آیت 54 اور القصص 28 : آیات 71 تا 73)

آیات 41 تا 44: کشتیاں بھی اللہ کی قدرت کی نشانی ہیں:

اللہ عزّ وجل کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے سمندروں کو اس قابل بنایا ہے کہ ان میں ساز و سامان اور افراد سے بھری ہوئی کشتیاں تیرتی ہوئی ایک شہر سے دوسرے شہر جاتی ہیں۔ اگر اللہ عزّ وجل چاہیں تو ان کشتیوں کو سمندر میں ڈبو دیں اور کوئی بھی ان کی چیخ و پکار کو نہ سن سکے اور نہ ہی ان کی مدد کر سکے۔ یہ اللہ عزّ وجل کا فضل و کرم ہے کہ وہ لوگوں کو سلامتی کے ساتھ

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿42﴾

اور ان کے لئے اس جیسی اور چیزیں (کشتیاں، بحری جہاز) بھی پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں۔ ﴿42﴾

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿43﴾

اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پھر نہ تو ان کی کوئی فریاد سننے والا ہو اور نہ ہی وہ چھڑائے جاسکیں گے۔ ﴿43﴾

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿44﴾

سوائے اس کے کہ ہماری رحمت ان کے شاملِ حال ہو جائے اور ایک مدت تک کیلئے انہیں (دنیا سے) فائدہ اٹھانے دیتے ہیں۔ ﴿44﴾

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿45﴾

اور جب ان (کفار) سے کہا جاتا ہے کہ اس (انجام) سے ڈرو جو تمہارے سامنے (آنے والا) ہے اور جو تمہارے پیچھے (گزر چکا) ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے (تو وہ اس پر کوئی توجہ نہیں دیتے)۔ ﴿45﴾

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿46﴾

اور جب بھی ان کے پاس ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی آتی ہے تو وہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ ﴿46﴾

ساحل تک پہنچا دیتا ہے تاکہ لوگ اپنی باقی عمر خشکی پر گزار کر دنیا سے رخصت ہوں۔ سب سے پہلی کشتی نوح علیہ السلام نے تیار کی تھی جس پر سوار ہو کر خود انہوں نے اور ان کے مومن ساتھیوں نے عذاب الٰہی سے نجات پائی تھی۔ اس کے بعد باقاعدہ کشتیاں تیار ہوئیں اور بحری جہاز بنے جن پر لوگ دور دراز ممالک کا سفر آرام وسکون سے طے کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر سواریاں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار ہیں۔ (مزید پڑھیے النحل 16: آیات 8، 14 اور بنی اسرائیل 17: آیت 70)

آیات 45 تا 47: مشرکین کی گمراہی اور سرکشی کا بیان:

ایسے لوگ انتہائی بدنصیب ہیں جنہیں کہا جاتا ہے کہ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلو اور آئندہ گناہوں سے پاک زندگی گزارو، اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں گے اور تمہیں عذاب سے نجات دے دیں گے اور اس طرح کی اور اچھی نصیحتیں کی جاتی ہیں تو یہ قبول کرنے کے بجائے اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ انہیں جب یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مال میں سے اس کی راہ میں خرچ کرو، فقرا، مساکین اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤ تو وہ جواب

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ
اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا
اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖ
اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿47﴾

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو تمہیں رزق دیا ہے، اس میں سے کچھ (اللہ کی راہ میں بھی) خرچ کرو تو کافر لوگ ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ کیا ہم انہیں کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو خود ہی کھلا دیتا۔ تم لوگ تو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ ﴿47﴾

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿48﴾

اور وہ (کفار) کہتے ہیں: اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ وعدہ (قیامت) کب پورا ہوگا۔ ﴿48﴾

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿49﴾

وہ تو صرف ایک (ہولناک) چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جو انہیں آ پکڑے گی اور وہ اس وقت آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے۔ ﴿49﴾

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَاۤ اِلٰۤى
اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿50﴾ ع

اس وقت وہ نہ تو کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ ہی اپنے اہل وعیال کی طرف واپس جا سکیں گے۔ ﴿50﴾

دیتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ان غریبوں کو کھلانے کا ہوتا تو وہ خود ہی انہیں کھلا دیتا۔ جب اس کا ارادہ ہی نہیں ہے تو ہم کیوں غریبوں پر خرچ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بری عادت کی مذمت کی ہے کہ ایسے لوگ حقیقت میں گمراہی میں مبتلا ہیں جنہیں حق نظر ہی نہیں آتا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 156)

آیات 48 تا 50: منکرینِ قیامت کا قیامت کے بارے میں سوال:

کفار اور مشرکین قیامت واقع ہونے کے قائل نہیں تھے۔ اس لئے وہ مسلمانوں اور آپ ﷺ سے بار بار قیامت کے متعلق سوال کیا کرتے تھے کہ وہ کب آئے گی؟ اللہ عزّ وجل انہیں جواب دے رہے ہیں کہ قیامت کو لانے کے لئے ہمیں کوئی محنت نہیں کرنا پڑے گی کہ اس میں زیادہ وقت لگے۔ وہ تو صرف ایک مرتبہ صور پھونکنے سے ہی واقع ہوجائے گی۔ دنیا کے لوگ اپنے روز مرہ کاموں میں مصروف ہوں گے۔ اچانک اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دیں گے۔ ان کی آواز سے لوگ ادھر ادھر گرنے شروع ہوجائیں گے اور پھر سب کے سب محشر میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع کردیئے جائیں گے۔ اس آواز کے بعد کسی کو اتنی بھی فرصت نہیں ملے گی کہ کسی کو

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿51﴾

اور (جب) صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً ہی اپنی قبروں سے (نکل کر) اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔ ﴿51﴾

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿52﴾

وہ (گھبرا کر) کہیں گے: ہائے افسوس، ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھا دیا؟ (جواب ملے گا) یہی تو ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ ﴿52﴾

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿53﴾

وہ تو صرف ایک (ہولناک) چیخ ہو گی جس کے ساتھ ہی تمام لوگ ایک دم ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔ ﴿53﴾

کوئی وصیت یا نصیحت کر سکے اور نہ ہی وہ اپنے گھر والوں میں واپس جا سکیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ''قیامت اچانک برپا ہوگی، اس حال میں کہ دو آدمی کپڑا پھیلا کر خرید و فروخت کرنا چاہتے ہوں گے وہ خرید و فروخت نہ کر پائیں گے اور نہ ہی اسے لپیٹ پائیں گے قیامت قائم ہو جائے گی''۔ (بخاری، مسلم) ﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر الاعراف 7: آیت 187﴾

آیات 51 تا 54: دوسرا صور پھونکے جانے کا بیان:

جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو تمام لوگ زندہ ہو کر اپنی قبروں سے میدانِ حشر کی طرف دوڑیں گے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''پہلے صور اور دوسرے صور کے درمیان 40 سال کا وقفہ ہوگا'' (بخاری)۔ جو لوگ دنیا میں قیامت اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر یقین نہیں رکھتے جب وہ اپنے آپ کو دوبارہ زندہ پائیں گے اور جس عذاب کو وہ جھٹلایا کرتے تھے، اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو ان کے حواس کھو جائیں گے اور وہ خوف کے مارے کہیں گے: اے ہماری بدنصیبی، ہمیں ہماری قبروں میں سے کس نے نکالا ہے کہ جہنم کا خطرناک عذاب ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ فرشتے انہیں جواب دیں گے: یہی تو ہے وہ دن جس کا اللہ عزّ وجل نے تم سے وعدہ کیا تھا اور جس کے بارے میں انبیائے کرام علیہم السلام نے تمہیں تفصیل سے بتایا تھا لیکن تم انہیں جھٹلا دیا کرتے تھے۔ جب تمام لوگ محشر کے میدان میں جمع ہو جائیں گے تو ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر بنی اسرائیل 17: آیت 52، النحل 16: آیت 77، الزمر 39: آیت 68، المعارج 70: آیت 43، القمر 54: آیات 6 تا 8 اور النّازعات 79: آیات 13 تا 14)

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّ لَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿54﴾

پس اس دن کسی شخص پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا اور تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے تم عمل کرتے رہے۔ ﴿54﴾

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿55﴾

بے شک اہل جنت آج کے دن (دلچسپ) مشغلوں میں ہشاش بشاش ہونگے۔ ﴿55﴾

هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿56﴾

وہ اور ان کی بیویاں گھنے سایوں میں تختوں (مسہریوں) پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ﴿56﴾

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿57﴾

وہاں انہیں ہر قسم کے میوے بھی ملیں گے اور ہر وہ چیز جس کی وہ خواہش کریں گے۔ ﴿57﴾

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿58﴾

(انہیں ان کے) بے حد مہربان رب کی طرف سے سلام پہنچایا جائے گا۔ ﴿58﴾

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿59﴾

اور (کہا جائے گا) اے مجرمو، آج تم (اہل جنت سے) الگ ہو جاؤ۔ ﴿59﴾

آیات 55 تا 58: اہلِ جنت کے عیش وعشرت کا بیان:

قیامت کے دن جب جنتی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ سدا بہار نعمتوں سے مستفید ہونگے تو وہ کفار سے بالکل غافل ہوجائیں گے۔ خواہ وہ کفار ان کے عزیز و اقارب ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ جنت کے درختوں کے سائے تلے تختوں پر ٹیک لگائے آرام کر رہے ہوں گے، جہاں انہیں مختلف اقسام کے پھل اور جنت کی ہر وہ نعمت ملے گی جس کی وہ خواہش کریں گے اور ان کی سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہوگی کہ بے حد رحم کرنے والے اللہ عزّ وجل کی طرف سے انہیں سلام پہنچایا جائے گا۔ اسی طرح اللہ عزّ وجل کے فرشتے بھی انہیں سلام پیش کر رہے ہوں گے اور مومن آپس میں بھی ایک دوسرے کو سلامتی کا پیغام دے رہے ہوں گے۔ (مزید پڑھیے الفرقان 25: آیت 16، الرعد 13: آیات 23 تا 24، الزمر 39: آیت 73، الدھر 76: آیات 11 تا 14 اور حمٓ السجدہ 41: آیات 31 تا 32)

آیات 59 تا 64: قیامت کے دن کفار کی مومنوں سے علیحدگی:

جب اللہ عزّ وجل اہلِ جنت کے لئے جنت میں جانے کا اور اہلِ جہنم کے لئے جہنم میں جانے کا حکم دے دیں گے تو کفار سے کہا جائے گا: اے مجرمو، تم نے کفر اور گناہوں کا ارتکاب کر کے اپنے اوپر ظلم

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿60﴾

اے اولادِ آدم، کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا؟ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ ﴿60﴾

وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿61﴾

اور یہ کہ صرف میری ہی عبادت کرنا۔ یہی سیدھی راہ ہے۔ ﴿61﴾

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿62﴾

اور بلاشبہ شیطان نے تم میں سے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر دیا، کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے تھے؟ ﴿62﴾

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿63﴾

یہی وہ جہنم ہے جس سے تم کو ڈرایا جاتا تھا۔ ﴿63﴾

اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿64﴾

آج تم اپنے کفر کا بدلہ پانے کے لئے اس (جہنم) میں داخل ہو جاؤ۔ ﴿64﴾

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓي اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿65﴾

آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں ان کے کاموں کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ ﴿65﴾

کیا تھا۔ لہٰذا آج تم جنت والوں سے الگ ہوجاؤ اور پھر انہیں ذلیل و رسوا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ان سے سوال کریں گے۔ کیا میں نے اپنے رسولوں کے ذریعہ تمہیں یہ نصیحت نہیں کی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا کیوں کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تمہارا دوست کیسے ہوسکتا ہے۔ اس مَردود نے تو دشمنی کی انتہا کرتے ہوئے بے شمار لوگوں کو گمراہ کردیا ہے۔ لہٰذا تم صرف میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھی راہ ہے جو جنت میں پہنچانے والی ہے اور پھر ان مجرموں کو جانوروں کی طرح ہانک کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا اور کنارہ پر لے جا کر انہیں اندر دھکیل دیا جائے گا اور کہا جائے گا: اب اپنے کئے کا انجام بھگتو کیونکہ تم نے دنیا میں سمجھداری سے کام نہیں لیا عقل استعمال نہیں کی تھی اور تم مجھے اور میرے انبیا علیہم السلام کو جھٹلایا کرتے تھے۔ (مزید پڑھیے یونس 10: آیت 28، الحجر 15: آیات 42 تا 43، بنی اسرائیل 17: آیت 63، روم 30: آیات 14 اور 43، الصّٰفّٰت 37: آیت 22 اور جاثیہ 45: آیت 28)

آیت 65: قیامت کے دن مجرمین کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی:

جب کفار رب کے حضور پیش کئے جائیں گے تو وہ عذاب سے بچنے کے لئے اپنے گناہوں کا انکار کرنے لگیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو بولنے کی

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿66﴾

اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو بے نور کردیں۔ پھر وہ راستہ کی طرف بڑھیں تو کیسے دیکھ پائیں گے۔ ﴿66﴾

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿67﴾

اور اگر ہم چاہیں تو ان کی جگہ میں ہی ان کی صورتیں بدل دیں پھر نہ تو وہ آگے بڑھ پائیں گے اور نہ ہی پیچھے لوٹ سکیں گے۔ ﴿67﴾

صلاحیت عطا فرمائیں گے تو ہاتھ اور پاؤں اور جسم کے دیگر اعضا ہر آدمی کے اعمال کے بارے میں گواہی دیں گے۔ فرمانِ الٰہی ہے :۔ (ترجمہ) ''اور وہ (کفار) اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی۔ وہ کہیں گی کہ ہمیں اس اللہ نے بولنے کی طاقت عطا فرمائی ہے جس نے ہر ایک کو بولنے کی طاقت بخشی ہے۔'' (حٰمٓ السجدہ 41: آیت 21)۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''قیامت کے دن انسان کہے گا: اے میرے رب، کیا آپ نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: بے شک، آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ انسان عرض کرے گا کہ آج میں اپنے بدن کے علاوہ کسی اور کی گواہی نہیں مانوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ آج تیرا نفس ہی تجھ پر گواہی دے گا اور لکھنے والے معزز فرشتے بھی گواہی دیں گے۔ پھر اس کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے اعضا کو حکم ہوگا کہ اس کے بارے میں گواہی دو۔ چنانچہ ہر عضو اپنے کئے ہوئے کاموں کا اقرار کرے گا۔ پھر اس کے منہ سے مہر ہٹالی جائے گی تو یہ انسان اپنے اعضا سے کہے گا۔ اے میرے اعضا، تم پر لعنت ہو اور تم پر ہلاکت ہو، میں تو تمہاری ہی طرف سے جھگڑ رہا تھا۔'' (مسلم، نسائی) ﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 23 اور النور 24: آیت 24﴾

آیات 66 تا 67: اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کا بیان:

دنیا میں اللہ عزّ وجل کی رحمت کافر و مومن سب کے لئے عام ہے۔ کفار کے کفر وشرک کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ انہیں روزی دیتے ہیں اور دنیا میں رہنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ اگر اللہ عزّ وجل کفار اور نافرمان لوگوں کی دنیا میں ہی گرفت کرتے تو ان کی آنکھیں چھین لیتے اور وہ اپنے جانے پہچانے راستہ پر بھی نہ چل سکتے یا ان کی صورتوں کو مسخ (تبدیل) کردیتے پھر وہ نہ آگے جا پاتے اور نہ پیچھے لوٹ پاتے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی رحمت کا نتیجہ ہے کہ اس نے کفار کے ساتھ بھی اچھا رویّہ رکھا ہوا ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے اللہ عزّ وجل کی تعلیمات پر مکمل عمل پیرا ہوجانا چاہئے۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 156)

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۭ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿68﴾

اور جسے ہم لمبی عمر (انتہائی بوڑھا کر) دیتے ہیں، اسے اس کی حالت پیدائش کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔کیا پھر بھی وہ نہیں سمجھتے؟ ﴿68﴾

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿69﴾

اور ہم نے اپنے نبی کو شعر نہیں سکھائے اور نہ ہی یہ (شعر و شاعری) اس کے لائق ہے۔ یہ تو سراسر نصیحت اور واضح قرآن ہے۔ ﴿69﴾

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿70﴾

تاکہ یہ (قرآن) ہر اس شخص کو ڈرائے جو زندہ ہو اور کفار پر (عذاب الٰہی کی) حجت قائم ہو جائے۔ ﴿70﴾

آیت 68: بڑھاپے میں انسان کی حالت:

جس انسان کی عمر جتنی لمبی ہوتی جاتی ہے اس کی حالت دن بہ دن کمزور ہوتی جاتی ہے اور اس کی ذہنی اور عقلی کیفیت بھی بدلتی جاتی ہے یہاں تک کہ انتہائی بڑھاپے کی حالت میں وہ بچوں جیسی حرکات کرنے لگتا ہے۔ جو اللہ عزّ وجل انسان کو پیدائش، بچپن، جوانی اور بڑھاپے کے مراحل سے گزار کر موت کے گھاٹ اتارنے کی قدرت رکھتا ہے۔ کیا وہ اسے دوبارہ زندہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا؟ یقیناً اللہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: (ترجمہ) ”اور کسی کو بدترین عمر (بڑھاپے) تک پہنچا دیا جاتا ہے تاکہ وہ سب کچھ جاننے کے بعد پھر ایسا ہو جائے کہ کچھ بھی نہ جانتا ہو۔“ (الحج 22: آیت 5)۔ یعنی دنیا فانی ہے۔ یہاں کی ہر چیز زوال پذیر ہے یہاں کسی چیز کو پائیداری اور بقا نہیں ہے۔ اس لئے انسان کو عقل سے کام لیتے ہوئے اس جہاں کے لئے نیک اعمال کرنے چاہئیں کہ جہاں پائیداری بقا اور دوام ہے اور وہ آخرت کا جہاں ہے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر الروم 30: آیت 54، الاعلیٰ 87: آیات 16 تا 17 اور النجم 53: آیت 42)

آیات 69 تا 70: رسول اکرم ﷺ شاعر نہیں تھے:

مشرکینِ مکہ کہا کرتے تھے کہ محمد ﷺ شاعر ہیں اور قرآن ان کی شاعری کا مجموعہ ہے۔ اللہ عزّ وجل نے ان کی تردید فرمائی کہ نہ تو محمد ﷺ شاعر ہیں اور نہ ہی قرآن کریم شاعری ہے۔ کیوں کہ ہم نے انہیں شاعری سکھائی ہی نہیں اور نہ ہی شاعری مقامِ نبوت کے لئے مناسب ہے۔ قرآن کریم تو وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ لوگوں کو اللہ عزّ وجل کی بندگی کی طرف بلایا جاتا ہے اور انہیں ان کے کفر اور سرکشی کے برے انجام سے ڈرایا جاتا ہے۔ جبکہ اکثر شاعری تو محض باطل خیالات ہوتے ہیں۔

(مزید پڑھیے الانبیآء 21: آیت 5، الصّٰفّٰت 37: آیت 36، الطّور 52: آیت 30، قٓ 50: آیت 37)

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا خَلَقۡنَا لَهُمۡ مِّمَّا عَمِلَتۡ اَیۡدِیۡنَاۤ اَنۡعَامًا فَهُمۡ لَهَا مٰلِكُوۡنَ ﴿71﴾

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے جانور بھی پیدا کئے جن کے اب یہ مالک ہو گئے ہیں۔ ﴿71﴾

وَ ذَلَّلۡنٰهَا لَهُمۡ فَمِنۡهَا رَكُوۡبُهُمۡ وَ مِنۡهَا یَاۡكُلُوۡنَ ﴿72﴾

اور ان مویشیوں کو ہم نے ان کا (اس طرح) فرمانبردار بنا دیا ہے کہ ان میں سے بعض پر وہ سوار ہوتے اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں۔ ﴿72﴾

وَ لَهُمۡ فِیۡهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا یَشۡكُرُوۡنَ ﴿73﴾

اور (اس کے علاوہ) انہیں ان مویشیوں سے اور بھی بہت سے فوائد اور مشروبات ملتے ہیں۔ کیا پھر بھی یہ (اللہ کا) شکر ادا نہیں کریں گے؟ ﴿73﴾

وَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمۡ یُنۡصَرُوۡنَ ﴿74﴾

اور (یہ تمام نعمتیں ہوتے ہوئے بھی) انہوں نے اللہ کے علاوہ دوسرے معبود بنالئے ہیں اور یہ امید رکھتے ہیں کہ ان کی مدد کی جائے گی۔ ﴿74﴾

لَا یَسۡتَطِیۡعُوۡنَ نَصۡرَهُمۡ ۙ وَ هُمۡ لَهُمۡ جُنۡدٌ مُّحۡضَرُوۡنَ ﴿75﴾

حالانکہ وہ (خود ساختہ معبود) ان کی مدد نہیں کرسکتے ۔(پھر بھی) مشرکین ان (بتوں) کے لئے حاضر رہنے والے لشکر ہیں۔ ﴿75﴾

آیات 71 تا 73: جانوروں کے فوائد:

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں یہ بھی ہے کہ اس نے جانوروں کو پیدا کیا اور انہیں انسان کا مطیع اور فرمانبردار بنادیا۔ ان میں سے بعض جانوروں کو انسان سواری کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ جیسے اونٹ، گھوڑا، خچر اور گدھا وغیرہ، اور بعض کا گوشت کھاتا ہے۔ جیسے گائے، بکری اور اونٹ وغیرہ اور اسی طرح ان جانوروں کی اون اور بال بھی انسان کے لئے بہت مفید ہیں جن سے انسان اپنے لئے لباس اور لحاف تیار کرتا ہے اور کچھ جانور ایسے بھی ہیں کہ جن سے دودھ نکال کر پیتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا انسان پر انعام ہے، جس کے بدلہ میں اسے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النحل 16: آیت 8)

آیات 74 تا 76: خود ساختہ معبود مدد نہیں کرسکتے:

مشرکین اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر ایسے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے اور ان کے بارے میں یہ سمجھتے تھے کہ وہ ان کی مدد کریں گے، ان کی روزی میں برکت پیدا کریں گے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب کریں گے۔ اللہ ربّ العزّت فرما رہے ہیں کہ ان معبودوں کا ان (مشرکین) کی مدد کرنا تو درکنار وہ تو خود اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے۔ اس کے باوجود بھی مشرکین انہی معبودوں کی پوجا کے

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿76﴾

(اے نبی ﷺ) پس آپ کو ان (مشرکین) کی بات غم زدہ نہ کرے۔ ہم ان کی ان باتوں کو جانتے ہیں جنہیں یہ چھپاتے ہیں اور ان کو بھی جن کا یہ اظہار کرتے ہیں۔ ﴿76﴾

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿77﴾

کیا انسان اس بات پر غور نہیں کرتا کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا؟ پھر وہ کھلم کھلا جھگڑالو بن گیا۔ ﴿77﴾

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿78﴾

اور (اب) وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول بیٹھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو کون زندہ کرسکتا ہے جب یہ گل سڑ چکی ہوں گی؟ ﴿78﴾

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ۙ ﴿79﴾

آپ جواب دیجئے کہ انہیں وہی (اللہ) زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر تخلیق کے بارے میں مکمل علم رکھتا ہے۔ ﴿79﴾

لئے حاضر ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ آپ ان کے رویّہ سے پریشان نہ ہوں۔ کیوں کہ ان کا ظاہر اور باطن ہمارے سامنے ہے۔ وہ وقت بہت ہی قریب آرہا ہے کہ جب ہم انہیں ان کے برے اعمال کا مزہ چکھائیں گے۔

آیات 77 تا 80: کفار کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں مثال بیان کرنا:

عاص بن وائل سہمی (ایک مشرک) ایک گلی سڑی ہڈی لے کر رسول اکرم ﷺ کے پاس آیا اور اسے اپنی چٹکی سے مسل کر پھینک دیا اور کہا: اے محمد ﷺ، کیا اللہ اب اس ہڈی کو دوبارہ زندہ کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جی ہاں، اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اللہ عزّ وجل تمہیں بھی موت دے گا پھر زندہ کرے گا۔ اسی کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں“۔ (ابن ابی حاتم)

اللہ عزّ وجل نے انسان کو آخرت کی حقیقت سمجھانے کے لئے اسے اپنی تخلیق پر غور کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو ایک حقیر نطفہ سے پیدا کرتا ہے پھر اسے بڑا کرتا ہے یہاں تک کہ وہ جوان ہوجاتا ہے اور اپنے غرور اور تکبر کے نشہ میں اپنی حقیقت کو ہی بھول جاتا ہے۔ اللہ عزّ وجل کے ساتھ غیروں کو شریک بنانے لگتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ مرجانے کے بعد لوگ قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جائیں۔ حالانکہ اسے سوچنا چاہئے کہ جس رب نے اسے پہلی مرتبہ ایک نطفہ سے پیدا کیا۔ وہ یقیناً اس بات پر قادر ہے کہ اسے دوبارہ بھی پیدا کردے۔ وہ تو ایسی عظیم ذات ہے کہ اس نے لوگوں کے فائدہ کے لئے سرسبز وشاداب درخت سے آگ پیدا کی جس سے لوگ آگ سلگاتے۔ جب

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿80﴾

وہی (اللہ) تو ہے جس نے تمہارے لئے سبز درخت سے آگ پیدا کر دی، جس سے تم آگ سلگاتے ہو۔ ﴿80﴾

اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؕ بَلٰی ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿81﴾

کیا وہ (اللہ) جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اس بات پر قادر نہیں کہ وہ ان جیسے (انسان) دوبارہ پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں، وہ تو پیدا کرنے میں ماہر، ہر بات کو جاننے والا ہے۔ ﴿81﴾

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿82﴾

وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے ''ہو جا'' وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔ ﴿82﴾

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿83﴾

پس پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہت (مکمل اقتدار) ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ ﴿83﴾

ناممکن چیزیں اللہ تعالیٰ وجود میں لا سکتے ہیں تو انسان کو دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔
(مزید تفصیل کے لئے ترجمہ وتفسیر الروم 30: آیت 27 اور المرسلات 77: آیات 20 تا 22)

آیات 81 تا 83: کیا انسان کو دوبارہ پیدا کرنا مشکل ہے؟

اللہ عزّ وجل انسان کو دوبارہ زندہ ہونے کا یقین دلانے کے لئے مختلف مثالیں ذکر کر رہے ہیں کہ اللہ عزّ وجل وہ ذات ہے کہ جس نے آسمان و زمین کو بغیر ستونوں کے پیدا کر دیا ہے۔ جب وہ اتنی بڑی مخلوق کو پیدا کرنے پر قادر ہے تو انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کون سا مشکل ہے؟ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''آسمان و زمین کی پیدائش انسان کی پیدائش سے بہت ہی بڑی ہے لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں۔ (المومن 40: آیت 57)۔ اللہ عزّ وجل وہ واحد ذات ہے جس کے لئے کوئی بھی کام مشکل نہیں۔ وہ تو لفظ ''کن'' کے ذریعہ ہر کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ ہر قسم کے عیوب اور نقائص سے پاک ہے۔ وہی قیامت برپا کرے گا اور سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ پھر وہ ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہوں تو اسے صرف حکم دیتا ہوں کہ ''ہو جا'' تو وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ (ترمذی) ﴿مزید تفصیل کے لئے ترجمہ وتفسیر بنی اسرائیل 17: آیات 49 تا 51، الاحقاف 46: آیت 33، قٓ 50: آیت 51، النّٰزعٰت 79: آیات 27 تا 32 اور الملک 67: آیت 1﴾

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ

سورۂ صافّات مکی ہے، اس میں 182 آیات اور 5 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿1﴾

قطار باندھ کر صف بستہ ہونے والوں (فرشتوں) کی قسم۔ ﴿1﴾

فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿2﴾

پھر جھڑک کر ڈانٹنے والوں کی۔ ﴿2﴾

فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿3﴾

پھر ذکر (قرآن) کی تلاوت کرنے والوں کی۔ ﴿3﴾

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿4﴾

یقیناً تمہارا معبود بس ایک ہی ہے۔ ﴿4﴾

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿5﴾

وہی آسمانوں، زمین، ان کے درمیان کی (تمام) چیزوں اور مشرقوں کا رب ہے۔ ﴿3﴾

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ﴿6﴾

بے شک ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں سے خوب صورت بنایا ہے۔ ﴿6﴾

آیات 1 تا 5: اللہ عزّ وجل کے سامنے فرشتوں کی صف بندی:

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے فرشتوں کی ایسی صفات ذکر کی ہیں جن سے ان کے معبود ہونے کی نفی ہورہی ہے۔ جب فرشتوں کے معبود ہونے کی نفی ہوگئی تو دوسری مخلوقات کی بدرجہ اولیٰ نفی ہوتی ہے۔

الصّٰفّٰت سے مراد وہ فرشتے ہیں جو آسمان میں اپنے رب کے سامنے صفیں باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ الزّٰجِرٰتِ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو بادلوں کو ہانک کر لے جاتے ہیں اور التّٰلِيٰتِ سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انبیا علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے قسمیں کھا کر یہ یقین دلایا ہے کہ پوری کائنات میں صرف ایک اللہ عزّ وجل ہی کی ذات ہے جو ہر قسم کی عبادات کی مستحق ہے، وہی آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام مخلوقات کا پروردگار ہے اور وہی مشرق اور مغرب کا رب ہے۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ”(فرشتے کہتے ہیں) ہم (اللہ کے سامنے) صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں“ (الصّٰفّٰت 37: آیت 165)۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کی صفت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ پہلے اگلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے سے اچھی طرح مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔“ (مسلم) ﴿مزید پڑھیے المرسلات 77: آیت 5، المعارج 70: آیت 40 اور الرحمٰن 55: آیت 17﴾

آیات 6 تا 10: ستاروں کی تخلیق کا مقصد:

فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ”ہم نے آسمانِ دنیا کو ستاروں کے ذریعہ مزیّن کیا ہے“ (الملک 67: آیت 5)

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ (7)

اور اسے (آسمان کو) ہر سرکش شیطان سے محفوظ (بھی) بنا دیا۔ (7)

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۖ (8)

وہ (شیاطین) عالم بالا (آسمانی فرشتوں) کی باتیں سن ہی نہیں سکتے اور ہر طرف سے ان پر انگارے برسائے جاتے ہیں۔ (8)

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ (9)

تاکہ وہ بھاگ کھڑے ہوں اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔ (9)

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ (10)

مگر جو کوئی (شیطان) جھٹ سے کوئی بات اُچک کر لے بھاگے تو ایک دہکتا ہوا انگارہ اس کا پیچھا کرتا ہے۔ (10)

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ (11)

(اے نبی ﷺ) آپ ان سے پوچھئے کیا ان (انسانوں) کا پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا (ان کے علاوہ دوسری چیزوں کا) جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے؟ بے شک ہم نے انہیں (انسانوں کو) لیس دار مٹی سے پیدا کیا ہے۔ (11)

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ستاروں کی تخلیق کے تین مقاصد ہیں۔ ❶ ان کے ذریعہ آسمانِ دنیا کو خوبصورت بنایا گیا ہے۔ ❷ جب شیاطین آسمان والوں کی باتیں سننے کے لئے جاتے ہیں تو انہیں ستاروں کے ذریعہ مار بھگایا جاتا ہے۔ ❸ ستاروں کو لوگوں کے راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ جو ان مقاصد کے علاوہ اور مقاصد تلاش کرے وہ غلطی پر ہے۔ (بخاری، باب بدء الخلق)

(مزید پڑھیے الانعام 6: آیت 97، النحل 16: آیت 16، الحجر 15: آیات 17 تا 18، الشعراء 26: آیت 212)

آیات 11 تا 15: انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنے کا حکم:

وہ لوگ جو دنیاوی زندگی کی لذتوں سے لطف اندوز ہوکر آخرت کو بھول جاتے ہیں، اللہ عزّ وجل انہیں اپنی تخلیق پر غور کرنے کا حکم دے رہے ہیں کہ تم آخرت کی زندگی کو محال کیوں سمجھ رہے ہو۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ تمہیں پیدا کرنا مشکل ہے یا تمہارے علاوہ دوسری مخلوق کو جیسے آسمان و زمین، پہاڑ؟ یاد رکھو، تمہیں دوبارہ پیدا کرنا بہت ہی آسان ہے، کیوں کہ تمہارا جب وجود ہی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی نمونہ (سابقہ مثال) کے تمہیں پیدا کردیا۔ اب اس کے لئے دوبارہ پیدا کرنا زیادہ آسان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان چکنی مٹی سے بنایا گیا ہے جو ہاتھ سے چپک کر رہ جاتی ہے۔ پھر بھی یہ انسان

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿12﴾

بلکہ آپ تو (اللہ کے کرشموں پر) تعجب فرما رہے ہیں اور یہ اس کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ ﴿12﴾

وَ اِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿13﴾

اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو یہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔ ﴿13﴾

وَ اِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿14﴾

اور جب یہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ﴿14﴾

وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿15﴾

اور کہتے ہیں کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ ﴿15﴾

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿16﴾

(یہ کہتے ہیں) جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں بن جائیں تو کیا ہم پھر دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟ ﴿16﴾

اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿17﴾

کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی (اٹھائے جائینگے)؟ ﴿17﴾

قُلْ نَعَمْ وَ اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿18﴾

آپ فرما دیجئے کہ جی ہاں اور تم (اس وقت) ذلیل و بے بس ہو گے۔ ﴿18﴾

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿19﴾

وہ (قیامت) تو بس ایک چنگھاڑ (خوفناک آواز) ہوگی اور اچانک وہ (دوبارہ زندہ ہوکر) دیکھ رہے ہوں گے۔ ﴿19﴾

دوبارہ زندہ کئے جانے کو جھٹلاتا ہے اور اسے مذاق سمجھتا ہے جب اسے نصیحت کی جاتی ہے تو اسے تسلیم نہیں کرتا اور یہ الزام لگاتا ہے کہ یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نہیں بلکہ یہ ایک جادو ہے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر الرعد 13: آیت 5، سبا 34: آیات 7 تا 8 اور حٰمٓ السجدہ 41: آیت 26)

آیات 16 تا 19: قیامت کے دن انسان بے بس ہوگا:

کفار اور مشرکین موت کے بعد زندہ کئے جانے کا انکار کرتے تھے۔ اللہ عزّ وجل مختلف دلائل کے ساتھ انہیں اس بات کا یقین دلا رہے ہیں کہ جس دن تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا وہ بڑا سخت دن ہوگا۔ اس دن ہر انسان بے بس ہوکر رب کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اللہ عزّ وجل کی طرف سے ایک آواز آئے گی جس کے بعد تمام لوگ اللہ عزّ وجل کے حضور پیش ہو کر قیامت کی ہولناکیوں کو دیکھ رہے ہوں گے۔ جو لوگ بھی دنیا میں تکبر کا مظاہرہ کیا کرتے تھے انہیں ذلیل و خوار کر کے جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے گا۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النمل 27: آیت 87، الزمر 39: آیت 68، المومن 40: آیت 60 اور النّٰزعٰت 79: آیات 10 تا 14)

وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿20﴾

اور (اس وقت) وہ کہیں گے کہ ہائے ہماری بربادی، یہ تو جزا (وسزا) کا دن ہے۔ ﴿20﴾

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿21﴾

(ان سے کہا جائے گا) یہی وہ فیصلے کا دن ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ ﴿21﴾

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿22﴾

(فرشتوں کو حکم ہوگا) اکٹھا کرو ان ظالموں اور ان کے (دنیا کے) ساتھیوں کو اور انہیں بھی جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ ﴿22﴾

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿23﴾

اللہ کے علاوہ۔ پھر ان سب کو جہنم کی راہ پر (ہانک کر) لے جاؤ۔ ﴿23﴾

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿24﴾

(حکم ہوگا) انہیں ذرا روک لو، ان سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔ ﴿24﴾

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿25﴾

تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ اب تم آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے؟ ﴿25﴾

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿26﴾

بلکہ آج کے دن وہ گردن جھکائے کھڑے ہوں گے۔ ﴿26﴾

آیات 20 تا 26: قیامت کا انکار کرنے والوں کا اعتراف:

دنیا میں قیامت کا انکار کرنے والے جب قیامت کے دن اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھ لیں گے اور انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہوجائے گا تو وہ زندگی بعدالموت کا اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے کہ یہی ہے بدلہ کا وہ دن جس کا ہم دنیا میں انکار کیا کرتے تھے۔ اللہ عزّ وجل کے فرشتے انہیں ڈانٹ کر کہیں گے، ہاں، یہی ہے وہ دن جسے تم جھٹلایا کرتے تھے، پھر اللہ ربّ العزّت کی طرف سے حکم ہوگا کہ اے فرشتو، ان ظالموں اور ان جیسے تمام مجرمین اور ان کے خود ساختہ معبودوں کو جہنم کی راہ پر ڈال دو، جس پر چلتے ہوئے یہ جہنم کے گڑھے میں گر جائیں۔ جب وہ تھوڑا سا آگے چلیں گے تو اللہ عزّ وجل فرشتوں سے کہیں گے کہ انہیں تھوڑا سا روک لو تا کہ ان سے کچھ سوال و جواب کئے جائیں۔ انہیں وہیں روک لیا جائے گا پھر انہیں ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ان سے پوچھا جائے گا کہ تم لوگ دنیا کی طرح یہاں ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کررہے

وَ اَقۡبَلَ بَعۡضُهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ يَّتَسَآءَلُوۡنَ ﴿27﴾

اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں تکرار شروع کردیں گے۔ ﴿27﴾

قَالُوۡۤا اِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ تَاۡتُوۡنَنَا عَنِ الۡيَمِيۡنِ ﴿28﴾

وہ (پیروی کرنے والے اپنے سرداروں سے) کہیں گے: تم ہی تو تھے جو ہمارے پاس دائیں (اور بائیں) طرف سے آتے تھے۔ ﴿28﴾

قَالُوۡا بَلۡ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿29﴾

وہ جواب دیں گے (نہیں) بلکہ تم خود ایمان لانے والے نہیں تھے۔ ﴿29﴾

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ ۚ بَلۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا طٰغِيۡنَ ﴿30﴾

اور ہمارا تم پر کوئی زور نہیں تھا بلکہ تم خود ہی سرکش لوگ تھے۔ ﴿30﴾

فَحَقَّ عَلَيۡنَا قَوۡلُ رَبِّنَاۤ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوۡنَ ﴿31﴾

پس اب ہمارے رب کی بات ہم پر صادق آگئی ہے ہم سب کو یقیناً عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ ﴿31﴾

ہو۔ اس وقت ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔ ذلت و رسوائی کی وجہ سے ان کی گردنیں جھکی ہوئی ہوں گی اور وہ اس وقت اللہ عزّ وجل کے دربار میں فرمانبرداری کا اظہار کریں گے جس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 38، بنی اسرائیل 17: آیت 97، النحل 16: آیت 87 اور الانبیآء 21: آیات 98 تا 100)

آیات 27 تا 32: جہنم میں مشرکین کا آپس میں جھگڑا:

جہنم میں مشرکین آپس میں جھگڑا کریں گے۔ دنیا میں جو کمزور لوگ اپنے بڑوں کی پیروی کرتے تھے وہ اپنے سرداروں سے کہیں گے: ہم دنیا میں تمہارے مجبور کرنے پر تمہاری پیروی کیا کرتے تھے۔ کیا آج تم ہم سے جہنم کا عذاب دور کر سکتے ہو؟ وہ سردار جواب دیں گے: کیا تمہارے پاس ہدایت آجانے کے بعد ہم نے تمہیں اس سے روک دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ تم خود ہی گناہ گار تھے۔ یہ سن کر کمزور لوگ سرداروں سے کہیں گے: تم دن رات ہمیں دھوکا دیا کرتے تھے۔ تم ہی ہمیں یہ حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا انکار کریں اور اس کا شریک ٹھہرائیں۔ وہ سردار جواب دیں گے کہ تم اہلِ توحید کب تھے کہ ہم نے تمہیں شرک کرنے پر مجبور کیا۔ تم لوگ ہمارے ماتحت تھے ہی نہیں کہ ہم تمہیں طاقت کے بل بوتے پر ایمان سے نکال کر کفر میں داخل کردیتے۔ تم تو خود ہی کفر وشرک میں حد سے آگے بڑھ چکے تھے۔ اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿32﴾

پس ہم نے تمہیں بھی گمراہ کیا کیونکہ ہم خود بھی گمراہی میں مبتلا تھے۔ ﴿32﴾

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿33﴾

پس (اس طرح) اس دن وہ سب عذاب میں (برابر کے) شریک ہوں گے۔ ﴿33﴾

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿34﴾

بے شک ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ ﴿34﴾

اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿35﴾

انہیں (کفار اور مشرکین کو) جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی معبود برحق نہیں تو وہ سرکشی کرتے تھے۔ ﴿35﴾

وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿36﴾

اور کہتے تھے: کیا ہم ایک دیوانے شاعر کی باتوں میں آ کر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ ﴿36﴾

عذاب ہم سب پر ثابت ہوگیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''(اے ابلیس) میں تجھ سے اور تیری پیروی کرنے والوں سے جہنم کو ضرور بھر دونگا۔'' (صٓ 38 : آیت 85)

لہٰذا اب ہم سب عذاب الٰہی کا شکار ہیں۔ آخر میں وہ اپنی مجرمانہ حرکتوں کا اعتراف کرتے ہوئے کہیں گے کہ ہاں۔ ہم نے ہی تمہیں گمراہ کیا تھا۔ ہم چونکہ پہلے گمراہ ہو چکے تھے اس لئے ہم نے چاہا کہ تم بھی ہمارے جیسے ہو جاؤ۔ لیکن ہم نے تمہیں مجبور نہیں کیا تھا۔ صرف کفر و شرک کو تمہارے لئے خوبصورت بنا کر پیش کیا تھا جسے تم نے فوراً قبول کرلیا تھا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر ابراہیم 14: آیت 22، الاعراف 7: آیات 38 تا 39، سبا 34، آیات 31 تا 33، المومن 40: آیات 47 تا 48 اور الاحزاب 33: آیات 67 تا 68)

آیات 33 تا 36: کفار کا غرور اور تکبر:

کفر کے سردار اور ان کی پیروی کرنے والے لوگ جس طرح دنیا میں گمراہی میں شریک ہوں گے، اسی طرح عذاب الٰہی میں بھی شریک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا اصول یہی ہے کہ جو جیسے اعمال کرتا ہے اسے ویسی ہی سزا دی جاتی ہے۔ جس طرح پہلے دور کے مشرکین غرور اور تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے حق کا انکار کرتے رہے، اسی طرح آپ ﷺ کے دور میں بھی کفار اور مشرکین نے غرور اور تکبر کا مظاہرہ کیا۔ جب آپ ﷺ نے انہیں یہ دعوت دی کہ اس بات کا اقرار کرلو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں تو غرور اور تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہوں نے

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿37﴾ حالانکہ وہ (نبی ﷺ) تو حق لے کر آئے اور انہوں نے پہلے رسولوں کی تصدیق بھی کی۔ ﴿37﴾

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿38﴾ (پھر انہیں کہا جائے گا) تم ضرور دردناک عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو۔ ﴿38﴾

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿39﴾ اور تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا جیسے تم اعمال کیا کرتے تھے۔ ﴿39﴾

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿40﴾ مگر اللہ کے مخلص بندے (عذاب سے محفوظ رہیں گے)۔ ﴿40﴾

اس دعوت کا انکار کردیا اور آپس میں کہنے لگے: یہ تو ایک مجنون شخص ہے۔ کیا ہم اس مجنون اور شاعر کی باتوں میں آکر اپنے معبودوں کی عبادت کو چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس بُرے رویہ کی مذمت فرمائی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی تکبر ہوگا، وہ جنت میں نہیں جائے گا۔'' ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ، ہر آدمی چاہتا ہے کہ اس کا لباس اور جوتے اچھے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- ''بے شک اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ تکبر تو یہ ہے کہ انسان حق کو تسلیم نہ کرے اور لوگوں کو حقیر سمجھے'' (مسلم)

آیات 37 تا 39: کفار کے باطل گمان کی تردید:

کفار اور مشرکین رسول اکرم ﷺ کو شاعر اور مجنون خیال کیا کرتے تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار کے باطل گمان کی تردید اور اپنے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے نبی کریم ﷺ جو کچھ بھی تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں وہ شاعری نہیں بلکہ سچی کتاب ہے اور آپ ﷺ جو شریعت لے کر آئے ہیں وہ بہت ہی عمدہ شریعت ہے۔ سابقہ انبیا علیہم السلام جو توحید لے کر آئے تھے وہی آپ بھی پیش کررہے ہیں۔ مگر آپ ﷺ کے بارے میں بھی وہی باتیں کہی جارہی ہیں، جو آپ سے پہلے انبیا علیہم السلام کے بارے میں کہی جاتی تھیں۔ جو لوگ بھی آپ ﷺ کی شریعت کا انکار کرتے ہیں قیامت کے روز انہیں دردناک عذاب کا سامنا کرنا ہوگا اور انہیں جو بھی عذاب دیا جائے گا وہ ان کے برے اعمال کا بدلہ ہوگا۔ (مزید پڑھیے الحجر 15: آیت 6، حٰمٓ السجدہ 41: آیت 43)

آیات 40 تا 44: اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے لئے انعام:

اللہ عزّ وجل نے اپنے ان مومن بندوں کو عذاب سے مستثنیٰ قرار دیا ہے جو خالصتاً اسی کی عبادت

أُولَٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿41﴾
فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿42﴾

انہی کے لئے مقررہ رزق ہے۔ ﴿41﴾
(یعنی جنت کے) لذیذ میوے اور وہاں وہ بڑے باعزّت رکھے جائیں گے۔ ﴿42﴾

فِي جَنَّٰتِ النَّعِيمِ ﴿43﴾

نعمتوں والے باغات میں۔ ﴿43﴾

عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَٰبِلِينَ ﴿44﴾

آمنے سامنے تختوں پر (بیٹھے) ہوں گے۔ ﴿44﴾

يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿45﴾
بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ ﴿46﴾

انہیں بہتی شراب کے جام پیش کئے جائیں گے۔ ﴿45﴾
جو صاف شفاف اور پینے میں لذیذ ہوگی۔ ﴿46﴾

لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا
يُنزَفُونَ ﴿47﴾

جس سے نہ تو ان کا سر چکرائے گا اور نہ ہی وہ مدہوش ہونگے۔ ﴿47﴾

وَعِندَهُمْ قَٰصِرَٰتُ الطَّرْفِ
عِينٌ ﴿48﴾

اور ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی۔ ﴿48﴾

كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿49﴾

وہ حوریں (شتر مرغ کے پروں کے نیچے) چھپائے ہوئے انڈوں کی طرح (نہایت خوب صورت) ہوں گی۔ ﴿49﴾

کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عبادات سے خوش ہوکر انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے اور بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں گے۔ وہ آمنے سامنے آرام دہ تختوں (مسہریوں) پر بیٹھے ہوں گے۔ انہیں صبح و شام پاکیزہ رزق ملتا رہے گا اور وہاں وہ بڑی باعزت زندگی گزاریں گے۔

آیات 45 تا 50: اہل جنت کی پرسکون زندگی:

جنتی جنت میں بڑی پرسکون زندگی گزاریں گے۔ خدام انہیں بہتی شراب کے جام پیش کریں گے جو ایسی عمدہ شراب ہوگی جس سے انہیں نہ تو کوئی بیماری لاحق ہوگی اور نہ ہی ان کی عقل ماری جائے گی۔ جنتی اتنے زیادہ خوبصورت ہوں گے کہ ان کی بیویاں ان کے سوا کسی دوسرے مرد پر نگاہ بھی نہ ڈالیں گی۔ ان کی بیویاں بھی بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی اور ایسی گوری ہوں گی جیسے شتر مرغ کے صاف ستھرے انڈے ہوتے ہیں۔

(مزید پڑھئے محمد 47: آیت 15، الدھر 76: آیات 10 تا 22 اور الواقعة 56: آیات 10 تا 26)

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿50﴾

جنتی آپس میں متوجہ ہو کر ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ ﴿50﴾

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿51﴾

ان میں سے ایک کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک ساتھی تھا۔ ﴿51﴾

يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿52﴾

جو (مجھ سے) کہا کرتا تھا: کیا تو بھی (قیامت کی) تصدیق کرنے والوں میں سے ہے۔ ﴿52﴾

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿53﴾

کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈی ہو جائیں گے تو کیا واقعی ہمیں جزا و سزا دی جائے گی۔ ﴿53﴾

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿54﴾

وہ کہے گا: کیا تم (اس ساتھی کو) جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو۔ ﴿54﴾

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿55﴾

پھر وہ جھانکے گا تو اسے جہنم کی گہرائی میں (جلتا ہوا) دیکھے گا۔ ﴿55﴾

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿56﴾

وہ (جہنمی سے) کہے گا: اللہ کی قسم، قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر ڈالتا۔ ﴿56﴾

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿57﴾

اور اگر مجھ پر میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی (جہنم میں) حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا۔ ﴿57﴾

آیات 51 تا 57: جنتی کو اپنے دنیا کے ساتھی کی یاد:

جب جنتی ایک دوسرے کے سامنے دنیا کی باتیں کر رہے ہوں گے تو ان میں سے ایک جنتی کہے گا کہ دنیا میں ایک مشرک میرے ساتھ کبھی کبھار بیٹھا کرتا تھا۔ وہ آخرت کو جھٹلاتے ہوئے کہتا تھا کہ کیا تم اس بات کو مانتے ہو کہ جب ہم مر کر مٹی میں مل جائیں گے تو ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور ہمیں ہمارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟ جنتی جہنم میں جھانکے گا تو وہ اس مشرک کو جہنم میں عذاب میں مبتلا پائے گا اور وہ حیرت سے اس جہنمی کو آواز دے گا اور کہے گا کہ اللہ کی قسم، اگر مجھ پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو آج میں بھی تیرے ساتھ جہنم کے گڑھے میں نظر آتا۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر الاعراف 7: آیت 44)

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿58﴾ لا

(پھر وہ اپنے جنتی ساتھیوں سے پوچھے گا:) کیا اب ہمیں موت نہیں آئے گی؟ ﴿58﴾

اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿59﴾

سوائے پہلی موت کے جو آ چکی ہے اور اب ہمیں کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا۔ ﴿59﴾

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿60﴾

یقیناً یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ ﴿60﴾

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿61﴾

ایسی (اچھی) کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو (نیک) اعمال کرنے چاہئیں۔ ﴿61﴾

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿62﴾

کیا یہ مہمانی بہتر ہے یا تھوہر کے درخت کی۔ ﴿62﴾

اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿63﴾

بے شک اسے ہم نے ظالموں کے لئے فتنہ بنادیا ہے۔ ﴿63﴾

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿64﴾ لا

وہ ایسا درخت ہے جو جہنم کی تہہ سے نکلتا (پیدا ہوتا) ہے۔ ﴿64﴾

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿65﴾

اس کا خوشہ (پھل) شیاطین کے سروں کے مانند ہوتا ہے۔ ﴿65﴾

آیات 58 تا 61: ایک جنتی کا اپنے جنتی ساتھیوں سے مکالمہ:

پھر وہ جنتی اپنے جنتی ساتھیوں سے مخاطب ہوکر بڑی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہے گا: اے میرے ساتھیو، ہم نے جو موت کا مزا چکھنا تھا وہ دنیا میں چکھ لیا۔ اب اس کے بعد موت نہیں آئے گی۔ یہاں کی زندگی ہمیشہ کی ہے۔ یہاں کی نعمتیں لازوال ہیں۔ مومن کی یہ سب سے بڑی کامیابی ہے جسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا اور لوگوں کو اسی کے حصول کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر اٰل عمران 3: آیت 185)

آیات 62 تا 65: زقّوم (تھوہر) کے درخت کا بیان:

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزّ وجل جنت کی نعمتوں اور جہنم کے بدترین کڑوے زقوم کے درخت کا تقابل پیش کر رہے ہیں کہ جنت کی نعمتیں بہتر ہیں یا تھوہر کا بدترین درخت۔ جسے ہم نے کفار کے لئے فتنہ بنایا ہے۔ مشرکینِ مکہ یہ کہا کرتے تھے کہ محمد ﷺ تمہیں یہ خبر دیتے ہیں کہ آگ میں درخت ہوگا۔ حالانکہ آگ تو درخت کو جلا دیتی ہے۔ اللہ عزّ وجل نے اس کی وضاحت فرمادی کہ

فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿66﴾

وہ (اہلِ جہنم) یقیناً اس سے کھائیں گے اور اسی سے اپنا پیٹ بھریں گے۔ ﴿66﴾

ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿67﴾

پھر اس کے بعد انہیں پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی ملے گا۔ ﴿67﴾

ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاۡ اِلَى الْجَحِيْمِ ﴿68﴾

پھر ان کا ٹھکانا یقیناً جہنم ہو گا۔ ﴿68﴾

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿69﴾

بے شک انہوں (کفار اور مشرکین) نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا تھا۔ ﴿69﴾

فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿70﴾

پھر بھی یہ انہی کے نقش قدم پر دوڑے چلے جارہے ہیں۔ ﴿70﴾

جی ہاں، زقوم ایسا درخت ہے جو جہنم کی تہہ میں پیدا ہوتا ہے۔ اس کی شاخیں آگ میں لہلہاتی ہیں اور اس کے پھل شیطانوں کے سروں کی طرح بڑے اور بہت ہی بری شکل والے ہوتے ہیں۔ جب کسی کی برائی مقصود ہو تو اسے شیطان کے سر سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ یہاں بھی زقوم کو شیطان کے سر سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی جس طرح شیطان بہت ہی زیادہ برا ہے۔ اسی طرح اہل جہنم کیلئے زقوم بھی بہت ہی برا ثابت ہوگا۔ جیسے اچھے انسان کے بارے میں کہتے ہیں گویا کہ یہ فرشتہ ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الدخان 44: آیات 43 تا 46 اور الغاشیۃ 88: آیات 1 تا 7)

آیات 66 تا 70: اہل جہنم کا کھانا:

جہنمی جب بھوک کی شدت کی وجہ سے کھانا مانگیں گے تو انہیں کھانے کے لئے زقوم کا درخت پیش کیا جائے گا۔ جو حلق میں اٹکنے والا، انتہائی کڑوا، بدشکل اور بدبودار ہوگا۔ مجبوری کی حالت میں وہ اسے کھائیں گے اور کھانے کے بعد انہیں شدید پیاس لگے گی تو پینے کے لئے کھولتا ہوا پانی دیا جائے گا جو پیتے ہی ان کی آنتیں کاٹ کر باہر نکال دے گا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''سوائے ایک خاردار جھاڑی کے انہیں (جہنمیوں کو) کوئی اور کھانا نصیب نہیں ہو گا جو نہ تو انہیں موٹا کرے گا اور نہ ہی ان کی بھوک مٹائے گا۔'' (الغاشیہ 88: آیات 6 تا 7) انہیں شدید عذاب سے دوچار اس لئے ہونا پڑے گا کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا، اس کے باوجود انہی کے نقشِ قدم پر چلتے رہے جس کی سزا انہیں عذاب الٰہی کی صورت میں ملے گی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الرحمٰن 55: آیات 43 تا 44)

وَلَقَدۡ ضَلَّ قَبۡلَهُمۡ اَكۡثَرُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿71﴾ لا

حالانکہ ان سے پہلے (بھی) بہت سے (پہلی قوموں کے) لوگ گمراہ ہو چکے ہیں۔ ﴿71﴾

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا فِيۡهِمۡ مُّنۡذِرِيۡنَ ﴿72﴾

بلاشبہ ہم نے ان میں بھی ڈرانے والے رسول بھیجے تھے۔ ﴿72﴾

فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ ﴿73﴾ لا

پس آپ دیکھ لو کہ ان تنبیہ کئے جانے والوں کا انجام کیا ہوا۔ ﴿73﴾

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿74﴾ ع

سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔ ﴿74﴾

وَلَقَدۡ نَادٰىنَا نُوۡحٌ فَلَنِعۡمَ الۡمُجِيۡبُوۡنَ ﴿75﴾ زصلے

اور تحقیق نوح (علیہ السلام) نے ہمیں پکارا تو (دیکھ لو) ہم کیسے اچھے دعا قبول کرنے والے ہیں۔ ﴿75﴾

وَنَجَّيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗ مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ﴿76﴾ زصلے

ہم نے انہیں اور ان کے گھر والوں کو بڑی مصیبت (کربِ عظیم) سے بچا لیا۔ ﴿76﴾

آیات 71 تا 74: سابقہ مشرکین کا انجام:

مشرکین مکہ سے پہلے بھی بہت سی قومیں گمراہی میں مبتلا ہوئیں اور انہوں نے اللہ عزّ وجل کے علاوہ کئی خودساختہ معبودوں کی پوجا کرنا شروع کردی۔ اللہ عزّ وجل نے انہیں برے انجام سے ڈرانے کے لئے اپنے نبی اور رسول بھیجے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی اور کفروشرک سے دور رہنے کا حکم دیا۔ لیکن اس کے باوجود بہت سے لوگوں نے ان کی مخالفت کی اور انبیا علیہم السلام کو جھٹلا دیا۔ آخرکار اللہ سبحانہٗ وعزّ وجل نے ان نافرمان لوگوں کو تباہ و برباد کردیا اور ان میں سے جو لوگ اللہ عزّ وجل کے فرمانبردار بن گئے ان پر اپنا رحم فرماتے ہوئے انہیں عذاب سے بچالیا۔

آیات 75 تا 79: نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کے لئے بددعا:

نوح علیہ السلام اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک اللہ عزّ وجل کی توحید کی دعوت دیتے رہے مگر قوم اس کے باوجود گمراہی پر قائم رہی۔ سوائے چند لوگوں کے ان پر کوئی ایمان نہ لایا۔ آخرکار انہوں نے تنگ آکر اللہ عزّ وجل سے دعا مانگی: اے اللہ، میں عاجز آگیا ہوں، آپ میری مدد فرمائیے۔ تو اللہ عزّ وجل نے ان کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے ان کی مدد فرمائی اور انہیں اور ان کے خاندان والوں کو سوائے ان کی بیوی اور بیٹے کنعان کے طوفانِ عظیم سے بچالیا۔ ان کی نسل کو دنیا میں باقی رکھا۔ نوح علیہ السلام کی قوم کی

وَ جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿77﴾ اور ہم نے ان ہی کی نسل کو باقی رکھا۔ ﴿77﴾

وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿78﴾ اور ہم نے بعد میں آنے والی نسلوں میں ان کا ذکر خیر (تعریف و توصیف) باقی رکھا۔ ﴿78﴾

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿79﴾ سارے عالم میں نوح (علیہ السلام) پر سلام ہو۔ ﴿79﴾

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿80﴾ تحقیق، ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ﴿80﴾

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿81﴾ درحقیقت وہ (نوح علیہ السلام) ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ ﴿81﴾

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿82﴾ پھر ہم نے دوسروں (کفار) کو غرق دیا۔ ﴿82﴾

وَ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿83﴾ بے شک انہی (نوح علیہ السلام) کی جماعت میں سے (اہلِ توحید) ابراہیم (علیہ السلام) بھی تھے۔ ﴿83﴾

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿84﴾ جب وہ اپنے رب کے پاس صاف دل (قلب سلیم) لے کر آئے۔ ﴿84﴾

ہلاکت کے بعد دنیا نوح علیہ السلام کے بیٹوں سام، حام اور یافث کی اولاد سے آباد ہوئی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر المومنون 23: آیات 26 اور 39، القمر 54: آیت 10)

آیات 80 تا 82: نیکی کرنے والوں کا بدلہ:

جس طرح اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے بعد آنے والی قوموں میں نوح علیہ السلام کا ذکر خیر باقی رکھا کہ تمام لوگ ان کا نام عزت و احترام کے ساتھ لیتے ہیں اور ان کے لئے سلامتی و رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر نیک عمل کرنے والے کو بہترین بدلہ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کے علاوہ باقی پوری قوم کو تباہ و برباد کردیا۔ یہاں تک کہ ان کا نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔

آیات 83 تا 87: ابراہیم علیہ السلام کا قوم کو وعظ:

جس طرح نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا سبق سکھانے کی بھرپور کوشش کی اسی طرح ابراہیم علیہ السلام بھی اپنی قوم کو ایمان اور توحید کی طرف بلاتے رہے۔ ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کی طرف ایسے دل سے متوجہ ہوئے جو شرک وکفر سے بالکل پاک اور فطری طور پر توحید کی طرف مائل تھا۔ اسی لئے انہوں نے اپنے باپ اور قوم کو بت پرستی سے روکتے ہوئے کہا: تم پر بڑا تعجب ہے کہ تم خود اپنے ہاتھ

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿85﴾

جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کن چیزوں کی عبادت کر رہے ہو؟ ﴿85﴾

اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿86﴾

کیا تم اللہ کو چھوڑ کر خود ساختہ معبود چاہتے ہو؟ ﴿86﴾

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿87﴾

اچھا بتاؤ، (اللہ) ربّ العالمین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ ﴿87﴾

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿88﴾

پس ابراہیم (علیہ السلام) نے ایک نظر ستاروں کی طرف دیکھا۔ ﴿88﴾

فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿89﴾

پھر کہا کہ میری طبیعت خراب ہے۔ ﴿89﴾

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿90﴾

(اس جواب پر قوم کے) لوگ ابراہیم (علیہ السلام) کو چھوڑ کر (اپنے قومی تہوار میں) چلے گئے۔ ﴿90﴾

فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿91﴾

پھر ابراہیم (علیہ السلام چپکے سے) ان کے معبودوں کے پاس گئے اور کہا: تم کھاتے کیوں نہیں؟ ﴿91﴾

مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿92﴾

تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم بولتے کیوں نہیں؟ ﴿92﴾

سے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے ہو۔ یہ کام تمہیں زیب نہیں دیتا۔ اس طرح تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہو۔ کیا تمہیں اللہ عزّ وجل کے عذاب سے ڈر نہیں لگتا؟ کہ تم اس کی شان میں اتنی بڑی گستاخی کر رہے ہو۔ تم عقل سے کام لو اور اس معبودِ برحق کی عبادت کرو جو ہر چیز کا رب ہے۔

آیات 88 تا 92: قوم کو سمجھانے کے لئے ابراہیم علیہ السلام کی ترکیب:

ابراہیم علیہ السلام قوم کو توحید کا سبق سکھانے کے لئے موقع کی تلاش میں تھے۔ لہٰذا جب قوم اپنے معمول کے مطابق عید منانے کے لئے شہر سے باہر جانے لگی تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی۔ چونکہ اس دور میں علم نجوم بڑا عام تھا۔ آپ علیہ السلام نے قوم کو مطمئن کرنے کے لئے ستارہ کی طرف دیکھ کر کہا: میری طبیعت ناساز ہے تاکہ قوم کو یقین آجائے اور وہ آپ علیہ السلام کو ساتھ لے جانے پر اصرار نہ کرے۔ پھر جب قوم چلی گئی تو آپ علیہ السلام قوم کے بت خانہ میں تشریف لے گئے اور ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا: اگر تم عبادت کے مستحق ہو تو تمہارے سامنے اتنے کھانے رکھے ہیں۔ تم انہیں کھاتے کیوں نہیں؟ بتوں کی طرف سے جب کوئی جواب نہ ملا تو آپ علیہ السلام نے پھر سوال کیا، تم بولتے کیوں نہیں؟

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿93﴾

پھر آپ (اپنی پوری قوت کے ساتھ) اپنے سیدھے ہاتھ سے انہیں توڑنے لگے۔ ﴿93﴾

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿94﴾

(واپس آکر) وہ لوگ دوڑتے ہوئے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئے۔ ﴿94﴾

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿95﴾

ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا: کیا تم اپنے ہی (ہاتھوں سے) تراشے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے ہو؟ ﴿95﴾

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿96﴾

حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں بھی پیدا کیا اور ان کو بھی جنہیں تم بناتے ہو۔ ﴿96﴾

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿97﴾

وہ آپس میں کہنے لگے: ابراہیم (علیہ السلام) کے لئے ایک الاؤ (آگ کا ڈھیر) بناؤ، پھر اسے اس دھکتی ہوئی آگ میں ڈال دو۔ ﴿97﴾

آیات 93 تا 96: ابراہیم علیہ السلام کا بتوں کو توڑنا اور قوم کا آپ علیہ السلام سے مکالمہ:

ابراہیم علیہ السلام نے جب بتوں سے سوال کئے اور جواب نہ ملا تو اپنے دائیں ہاتھ میں کلہاڑی لے کر انہیں مار مار کر ان کے ٹکڑے کر دیئے پھر بڑے بت کے کندھے پر کلہاڑی لٹکا کر واپس تشریف لے آئے۔ مشرکین جب واپس آئے تو وہ سب سے پہلے اپنے بُت خانہ میں گئے۔ جب انہوں نے بتوں کی حالت دیکھی تو فوراً ابراہیم علیہ السلام کو بلوا لیا اور آپ علیہ السلام سے سوال وجواب کرنے لگے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں سمجھانے کے لئے کہا کہ تمہاری عقل کام نہیں کرتی تم ایسے بتوں کی عبادت کرتے ہو جنہیں اپنے ہاتھوں سے خود بناتے ہو۔ حالانکہ تمہارا اور تمہارے معبودوں کا خالق تو اللہ تعالیٰ ہے، وہی ہر قسم کی عبادات کا مستحق ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانبیآء 21: آیات 57 تا 67 اور الفاطر 35: آیت 3)

آیات 97 تا 98: ابراہیم علیہ السلام کے خلاف قوم کی سازش:

ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے لوگوں نے جب آپ علیہ السلام سے بتوں کے بارے میں سوال و جواب کئے اور وہ آپ علیہ السلام کے سوالوں کا جواب نہ دے پائے تو انہوں نے ظلم کی راہ اختیار کی اور حق کی آواز کو دبانے کے لئے طاقت استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا کہ آپ علیہ السلام کو ایک بہت بڑے آتش کدہ کی

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿98﴾

انہوں نے ابراہیم (علیہ السلام) کے خلاف سازش کرنا چاہی تھی مگر ہم نے انہی کو نیچا دکھادیا۔ ﴿98﴾

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿99﴾

اور ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: میں (ہجرت کرکے) اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں وہ ضرور میری راہ نمائی فرمائے گا۔ ﴿99﴾

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿100﴾

(پھر ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا مانگی:) اے میرے رب، مجھے نیک بیٹا عطا فرما۔ ﴿100﴾

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿101﴾

پس (جواباً) ہم نے انہیں بردبار بیٹے کی خوشخبری دی۔ ﴿101﴾

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ

پھر جب وہ (بیٹا) ان کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو

آگ میں ڈال کر جلادیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے ایک بہت بڑا آلاؤ بنایا۔ اس میں خوب آگ بھڑکائی اور آپ علیہ السلام کو منجنیق (آگ میں ڈالنے کا آلہ) کے ذریعہ اس میں ڈال دیا۔ انہوں نے آپ علیہ السلام کے خلاف سازش تیار کی لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ سلامتی والی بن جا۔ لہٰذا وہ آگ سلامتی والی بن گئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں نیچا کردکھایا اور ذلیل و رسوا کردیا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانبیآء 21: آیات 68 تا 71)

آیات 99 تا 101: ابراہیم علیہ السلام کی بیٹے کے لئے دعا:

جب اللہ عزّ وجل نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے بچا لیا تو آپ علیہ السلام اللہ عزّ وجل کی خاطر اپنے وطن (عراق) سے ہجرت کر کے شام کے علاقہ حران چلے گئے اور جاتے ہوئے اس امید کا اظہار بھی کیا کہ میرا رب مجھے اس مقصد میں ضرور کامیاب کرے گا اور ایمان اور توحید پر ثابت قدم رکھے گا۔ جب آپ علیہ السلام شام کی مقدس سرزمین پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی: اے میرے رب، مجھے نیک بیٹا عطا فرما جو میری قوم اور خاندان کا بدل ہو اور میری اجنبیت میں مجھے مانوس کرنے کا سبب بنے۔ اللہ عزّ وجل نے فوراً دعا قبول فرمائی اور آپ علیہ السلام کو ایک بردبار اور سنجیدہ بیٹے کی خوشخبری دی۔

آیات 102 تا 104: اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کا حکم:

جب ابراہیم علیہ السلام نے اللہ عزّ وجل سے بیٹے کے لئے دعا مانگی تو اللہ ربّ العزّت نے آپ علیہ السلام کو

اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُکَ فَانۡظُرۡ مَا ذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿102﴾

پہنچا تو ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا: اے میرے بیٹے، میں نے خواب میں تمہیں ذبح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اب تم بتاؤ، تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا: اے ابّا جان، آپ کو جو حکم ملا ہے اس کی تعمیل کیجئے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ ﴿102﴾

فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا وَ تَلَّہٗ لِلۡجَبِیۡنِ ﴿103﴾

آخر جب دونوں نے اللہ کا حکم مان لیا اور ابراہیم (علیہ السلام) نے بیٹے کو (ذبح کرنے کے لئے) پیشانی کے بل لٹا دیا۔ ﴿103﴾

وَ نَادَیۡنٰہُ اَنۡ یّٰۤاِبۡرٰہِیۡمُ ﴿104﴾ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا ۚ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿105﴾

تو ہم نے انہیں آواز دی کہ اے ابراہیم: ﴿104﴾ تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا: بیشک ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی (اچھا) صلہ دیا کرتے ہیں۔ ﴿105﴾

حاجرہ علیہا السلام کے بطن سے اسماعیل علیہ السلام عطا فرمائے۔ پھر آپ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم پر ماں اور بیٹے کو مکہ کی ایسی وادی میں چھوڑ آئے جہاں کوئی سبزہ نہ تھا۔ وہاں اللہ عزّ وجل نے اپنے فضل و کرم سے آب زم زم کا چشمہ جاری کر دیا اور قبیلہ جرہم کو لاکر بسا دیا۔ جب اسماعیل علیہ السلام چلنے پھرنے کے قابل ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا کہ آپ علیہ السلام اپنے بیٹے کو قربان (ذبح) کر رہے ہیں۔ لہٰذا آپ علیہ السلام نے یہ خواب اپنے بیٹے کے سامنے ذکر کیا اور ان سے مشورہ طلب کیا۔ اس سعادت مند بیٹے نے فوراً جواب دیا: اے ابّا جان، آپ کو جو حکم ہوا اس پر عمل کیجئے۔ ان شآء اللہ، آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ساتھ لے کر منیٰ کی طرف چل پڑے اور جمرات کے قریب پہنچ کر انہیں پیشانی کے بل لٹا دیا اور چھری ان کی گردن پر رکھ دی۔

آیات 105 تا 109: ابراہیم علیہ السلام نے اپنا خواب سچ کر دکھایا:

پھر ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا تو ان کے سامنے مینڈھا کھڑا ہوا تھا اور انہیں آواز آئی کہ آپ اپنے بیٹے

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿106﴾ بلا شبہ یہ ایک بہت بڑا امتحان تھا۔ ﴿106﴾

وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿107﴾ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس (اسماعیل علیہ السلام) کے فدیہ میں بھیج دیا (اور اسماعیل کو چھڑا لیا)۔ ﴿107﴾

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿108﴾ اور ہم نے ان کا ذکر خیر (تعریف و توصیف) آئندہ آنے والی نسلوں میں باقی رکھا۔ ﴿108﴾

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿109﴾ ابراہیم (علیہ السلام) پر (اللہ کا) سلام ہو۔ ﴿109﴾

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿110﴾ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح (اچھا) بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ﴿110﴾

کو چھوڑ دیجئے اور مینڈھا کو ذبح کر دیجئے۔ آپ علیہ السلام نے اپنا خواب سچ کر دکھایا اور اطاعت و فرمانبرداری کی عظیم مثال قائم کر دی۔ ہم احسان اور نیک عمل کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ بہت بڑی آزمائش تھی جس کے ذریعہ مخلص اور غیر مخلص بندوں کا امتحان لیا جاتا ہے۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کا امتحان تھا۔ تاکہ وہ اپنے عزیز ترین بیٹے کی قربانی دے کر اللہ تعالیٰ سے اپنی انتہائی محبت اور اطاعت و بندگی کا ثبوت پیش کریں۔ چنانچہ جب آپ علیہ السلام اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ایک مینڈھا بھیج دیا تاکہ آپ علیہ السلام اسے ذبح کریں اور آپ علیہ السلام کا بعد میں آنے والی قوموں میں ذکر خیر (اور قربانی کا عمل) باقی رکھا۔ یہودی، عیسائی اور مسلمان سب ہی آپ علیہ السلام کا نام عزت و احترام سے لیتے اور آپ علیہ السلام کے لئے سلامتی اور رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کا نام قیامت تک باقی رہے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ (مسند احمد)

آیات 110 تا 113: قربانی کے صلہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام:

جب ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے جو ایک بہت بڑی آزمائش تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام پر انعام فرماتے ہوئے آپ کے بیٹے کو قربان ہونے سے بچا لیا اور ان کی جگہ ایک مینڈھا ذبح کروا کر آپ علیہ السلام کی سنت کو قیامت تک جاری کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے نیک اعمال

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿111﴾
بلاشبہ وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ ﴿111﴾

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿112﴾
ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اسحاق (علیہ السلام) کی خوشخبری دی جو نیک لوگوں میں سے نبی بننے والے تھے۔ ﴿112﴾

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿113﴾
اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق (علیہما السلام) پر برکتیں نازل فرمائیں اور (اب) ان دونوں کی اولاد میں کچھ لوگ نیک ہیں اور کچھ اپنے آپ پر کھلم کھلا ظلم کرنے والے ہیں۔ ﴿113﴾

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿114﴾
اور یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر بھی بڑا احسان کیا۔ ﴿114﴾

وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿115﴾
اور ہم نے ان دونوں اور ان کی قوم (بنی اسرائیل) کو بڑی مصیبت سے نجات دی۔ ﴿115﴾

کرتا ہے، اسے اس کا بہترین بدلہ دیتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے انتہائی فرمانبرداری کی وجہ سے ابراہیم علیہ السلام کو اپنے خاص بندوں میں شامل فرما لیا اور پھر انہیں ایک اور بیٹے اسحٰق علیہ السلام کی خوشخبری سنائی اور ساتھ ساتھ یہ بھی خوشخبری دی کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے نبی ہوں گے۔ بڑھاپے کی حالت میں سارہ علیہا السلام کے بطن سے اللہ تعالیٰ نے اسحاق علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان پر اور ابراہیم علیہما السلام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی خوب برکات نازل فرمائیں یعنی ان کی اولاد میں انبیا علیہم السلام کا سلسلہ جاری کیا۔ جس کا اختتام ہمارے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ بھی وضاحت فرما دی کہ ان دونوں کی اولاد میں سے کچھ تو پکے سچے مومن اور نیک لوگ ہوں گے اور کچھ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور اپنے آپ پر ظلم کرنے والے بھی ہوں گے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر ھود 11: آیت 72)

آیات 114 تا 118: موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر اللہ تعالیٰ کے انعامات:

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور اسحٰق علیہما السلام پر خوب احسانات فرمائے، اسی طرح موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر بھی بہت احسان کئے۔ ان میں سے یہ احسان بھی تھا کہ انہیں اور ان کی قوم کو فرعون

وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿116﴾ اور ہم نے ان کی مدد کی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے۔ ﴿116﴾

وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿117﴾ اور ہم نے انہیں نہایت واضح کتاب دی۔ ﴿117﴾

وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿118﴾ اور انہیں سیدھی راہ پر چلایا۔ ﴿118﴾

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿119﴾ اور آنے والی نسلوں میں ان دونوں کا ذکرِ خیر باقی رکھا۔ ﴿119﴾

سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿120﴾ موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر سلام ہو۔ ﴿120﴾

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿121﴾ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی اچھا صلہ دیا کرتے ہیں۔ ﴿121﴾

اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿122﴾ وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ ﴿122﴾

کے ظلم وستم سے نجات عطا فرمائی۔ جو بنی اسرائیل کی نرینہ اولاد کو قتل کروا دیتا تھا اور بچیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ وہ بنی اسرائیل سے حقیر کام لیتا تھا اور ان پر مختلف قسم کے مظالم ڈھاتا تھا۔ اللہ عزّ وجل نے بنی اسرائیل کی مدد کرتے ہوئے فرعون اور اس کی قوم کو ہلاک کر دیا اور ان کی تمام جائیدادوں کا وارث بنی اسرائیل کو بنا دیا اور اللہ عزّ وجل نے بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے بڑی واضح کتاب تورات عطا فرمائی اور انہیں سیدھی راہ پر چلا دیا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیت 49، الانعام 6: آیت 154، الانبیآء 21: آیت 48)

آیات 119 تا 122: موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا ذکرِ خیر:

اللہ عزّ وجل نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو بھی اپنے نیک بندوں میں شامل فرما لیا۔ اس کے علاوہ جہاں اللہ عزّ وجل نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر دیگر احسان کئے وہاں یہ بھی کیا کہ ان دونوں کا ذکر خیر بھی بعد میں آنے والی قوموں میں باقی رکھا۔ یہودی، عیسائی اور مسلمان۔ سب ہی ان کا نام بڑی عزت و احترام سے لیتے ہیں اور ان کے لئے سلامتی و رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اسی طرح بہترین بدلہ دیا کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخلص بندوں کی محبت عام لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں اور رہتی دنیا تک ان لوگوں کا ذکر خیر ہوتا رہتا ہے۔

وَ اِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿123﴾

اور بے شک الیاس (علیہ السلام) بھی رسولوں میں سے تھے۔ ﴿123﴾

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿124﴾

(یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم (اللہ کے عذاب سے) ڈرتے نہیں ہو؟ ﴿124﴾

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿125﴾

کیا تم بعل (بت) کو پکارتے ہو؟ اور سب سے بہتر پیدا کرنے والے (احسن الخالقین) کو چھوڑے بیٹھے ہو؟ ﴿125﴾

اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿126﴾

اس اللہ کو جو تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔ ﴿126﴾

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿127﴾

لیکن قوم نے انہیں جھٹلا دیا، اب وہ ضرور (جہنم میں) حاضر کئے جائیں گے۔ ﴿127﴾

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿128﴾

سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔ ﴿128﴾

آیات 123 تا 127: الیاس علیہ السلام کا اپنی قوم کو وعظ:

الیاس علیہ السلام حزقیل علیہ السلام کے بعد بعلبک شہر اور اس کے آس پاس کے رہنے والے بنی اسرائیلیوں کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے۔ اس قوم میں بت پرستی عام ہو گئی تھی۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بعل نامی بت کی پوجا کرنے لگ گئے تھے اور ہر قسم کی نذر و نیاز اور قربانی اسی کے نام دیا کرتے تھے۔ الیاس علیہ السلام نے انہیں وعظ کرتے ہوئے کہا: کیا تم اللہ عزّ وجل کے عذاب سے نہیں ڈرتے؟ کہ تم تمام کائنات کے خالق و مالک اور تمہارے اور تمہارے آباء و اجداد کے رب اللہ کو چھوڑ کو بعل بت کی پوجا کرتے ہو جو خود بے بس اور تمہاری مدد کا محتاج ہے۔ آپ علیہ السلام کے وعظ و نصیحت کا قوم پر کوئی اثر نہیں ہوا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کر دیا اور حالت کفر میں ہی مر گئے۔ آخر کار حساب کے دن عذاب کے لئے انہیں حاضر کیا جائے گا۔ وہاں ان کا بہت بُرا انجام ہو گا۔

آیات 128 تا 132: الیاس علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کا انعام:

جب الیاس علیہ السلام نے قوم کو اللہ عزّ وجل کی توحید کی دعوت دی تو سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں

وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿129﴾

اور ہم نے الیاس (علیہ السلام) کا ذکرِ خیر (بھی) بعد میں آنے والی نسلوں میں باقی رکھا۔ ﴿129﴾

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿130﴾

الیاس (علیہ السلام) پر سلام ہو۔ ﴿130﴾

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿131﴾

ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ﴿131﴾

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿132﴾

واقعی وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ ﴿132﴾

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿133﴾

یقیناً لوط (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ ﴿133﴾

اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿134﴾

(یاد کرو) جب ہم نے انہیں اور ان کے تمام گھر والوں کو نجات عطا فرمائی۔ ﴿134﴾

اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿135﴾

سوائے ایک بڑھیا (ان کی بیوی) کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔ ﴿135﴾

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿136﴾

اس کے بعد باقی لوگوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ ﴿136﴾

کے سب نے انہیں جھٹلا دیا۔ اللہ عزّ وجل نے تمام جھٹلانے والوں کو ہلاک کر دیا۔ الیاس علیہ السلام نے چونکہ اپنی ذمہ داری پوری کردی تھی، اللہ ربّ العزّت نے ان پر انعام فرماتے ہوئے ان کا ذکر خیر بھی بعد میں آنے والی قوموں میں باقی رکھا کہ ہر مومن ان کا نام بڑی عزت و احترام سے لیتا ہے اور ان کے لئے اور ان کے پیروکاروں کے لئے دعا کرتا ہے۔ اللہ عزّ وجل ہمیشہ نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یہ انعام اللہ عزّ وجل نے ان پر اس لئے فرمایا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں میں شامل کرلیا تھا۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ

آیات 133 تا 138: لوط علیہ السلام کی قوم کی ہلاکت باعث عبرت ہے:

اللہ عزّ وجل نے لوط علیہ السلام کو بھی ان کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا اور انہوں نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی اور بدترین عمل بدفعلی (اغلام بازی) سے روکا۔ لیکن قوم پر ان کی دعوت کا کوئی اثر نہ ہوا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم میں سے بُرے لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ لیکن لوط علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا۔ ان کی بیوی جو کفار کا ساتھ دیتی تھی وہ بھی انہی کفار کے ساتھ ہلاک ہوگئی۔ بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے اللہ عزّ وجل نے اس واقعہ کو باعثِ عبرت بنا دیا جو صبح و شام

وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۙ (137)

(اے اہل مکہ) تم تو ان کی (تباہ شدہ) بستیوں کے پاس سے صبح (کے وقت) بھی گزرتے ہو۔ (137)

وَ بِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ع (138)

اور رات کو بھی۔ کیا پھر بھی تم عقل سے (بالکل) کام نہیں لیتے ہو؟ (138)

وَ اِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ؕ (139)

اور بلا شبہ یونس (علیہ السلام) بھی رسولوں میں سے تھے۔ (139)

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۙ (140)

(یاد کرو) جب وہ بھاگ کر ایک بھری ہوئی کشتی پر پہنچے۔ (140)

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ج (141)

پھر قرعہ اندازی ہوئی تو وہ (یونس علیہ السلام) مغلوب ہو گئے۔ (141)

وہاں سے گزرتے ہیں اور عذاب الٰہی کے آثار کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ انہیں عقل استعمال کرنی چاہئے اور کفر و شرک سے باز آ جانا چاہئے ورنہ ان کا انجام بھی ان ہی جیسا ہو سکتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر الحجر 15: آیات 73 تا 77 اور العنکبوت 29: آیت 35)

آیات 139 تا 144: یونس علیہ السلام کا واقعہ:

یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عراق کے شہر نینویٰ والوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا۔ جہاں ایک لاکھ سے زیادہ بنی اسرائیل کے لوگ رہتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں ایمان کی دعوت دی لیکن انہوں نے قبول نہیں کی۔ پھر آپ علیہ السلام نے انہیں عذاب کی دھمکی دی اور جب عذاب آنے میں تاخیر ہوئی تو وہ قوم سے ناراض ہو کر اپنے رب کی اجازت کے بغیر ہی سمندر کی طرف چل دیئے۔ جب بندرگاہ پہنچے تو وہاں ایک کشتی روانہ ہونے کے لئے تیار تھی وہ اس پر سوار ہو گئے۔ جب وہ کشتی سمندر کے بیچ میں پہنچی تو لڑکھڑانے لگی۔ ملاح نے اعلان کیا کہ کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہے۔ اسے سمندر میں ڈالنے کے لئے قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ میں یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ تین مرتبہ قرعہ اندازی کی گئی۔ جب تینوں مرتبہ آپ علیہ السلام کا نام ہی نکلا تو آپ علیہ السلام نے خود ہی سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ اللہ عزّ وجل کے حکم سے ایک مچھلی پانی کو چیرتی ہوئی موقع پر پہنچ گئی

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿142﴾

آخرکار (ایک) مچھلی نے انہیں نگل لیا، اس وقت وہ (اپنے کئے پر) بڑے شرمسار ہوئے۔ ﴿142﴾

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿143﴾

پس اگر وہ (اللہ کی) پاکی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔ ﴿143﴾

لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿144﴾

تو (لوگوں کے) اٹھائے جانے کے دن (قیامت) تک اس مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔ ﴿144﴾

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿145﴾

آخرکار ہم نے انہیں ایک چٹیل میدان میں ڈال دیا اور اس وقت وہ بیمار تھے۔ ﴿145﴾

اور اس نے یونس علیہ السلام کو نگل لیا۔ اللہ عزّ وجل نے اس مچھلی کو حکم دیا کہ اسے احتیاط سے اپنے پیٹ میں رکھنا۔ یہ کچلنے نہ پائے۔ جیسے ہی یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں گئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوب تسبیح بیان کی اور یہ تسبیح پڑھنے لگے: ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ'' (ترجمہ) ''اے اللہ، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہیں یقیناً میں نے ہی اپنے آپ پر ظلم کیا ہے'' (الانبیآء 21: آیت 87)۔ جب آپ علیہ السلام نے اس تسبیح کا وِرد کیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مچھلی نے آپ علیہ السلام کو سمندر کے کنارہ پر لا کر اُگل دیا۔ اللہ عزّ وجل نے یہاں یہ بھی وضاحت فرما دی ہے کہ اگر یونس علیہ السلام تسبیح بیان نہ کرتے تو قیامت تک اسی مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس تسبیح کو پڑھ کر کوئی دعا اللہ تعالیٰ سے مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا ضرور قبول فرمائیں گے''۔ (ترمذی، نسائی۔ عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

آیات 145 تا 148: یونس علیہ السلام کی حفاظت کے لئے انتظامات:

یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے زندہ واپس آنا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ تھا۔ آپ علیہ السلام مچھلی کے کے پیٹ میں رہنے کی وجہ سے بہت زیادہ کمزور ہو گئے تھے اور آپ کا جسم نرم (پلپلا) ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے لئے وہاں پر کدّو کی بیل اُگا دی۔ اس بیل کے پتے چوڑے ہونے کی وجہ سے سایہ گھنا ہوتا ہے اور اس کے قریب مکھی نہیں آتی۔ اس کا پھل غذا کا کام دیتا ہے۔ کچا اور پکا کھایا جاتا ہے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کدّو بہت زیادہ پسند تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے

وَ اَنۡۢبَتۡنَا عَلَيۡهِ شَجَرَةً مِّنۡ يَّقۡطِيۡنٍ ۚ﴿146﴾

اور ان پر (سایہ کرنے کے لئے کدّو کی) بیل اُگا دی۔ ﴿146﴾

وَ اَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلۡفٍ اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ ۚ﴿147﴾

اور (اس کے بعد) ہم نے انہیں ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی زائد لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ ﴿147﴾

فَاٰمَنُوۡا فَمَتَّعۡنٰهُمۡ اِلٰى حِيۡنٍ ؕ﴿148﴾

پس وہ لوگ ایمان لے آئے اور ہم نے انہیں ایک مدت تک (دنیا کی زندگی سے) فائدہ اٹھانے کا موقع دیا۔ ﴿148﴾

فَاسۡتَفۡتِهِمۡ اَلِرَبِّكَ الۡبَنَاتُ وَلَهُمُ الۡبَنُوۡنَ ۙ﴿149﴾

(اے نبی ﷺ) آپ ان (اہل مکہ) سے پوچھئے: کیا آپ کے رب کے لئے تو بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے ہیں؟ ﴿149﴾

کے برتن میں اسے تلاش کر کے کھایا کرتے تھے۔ (بخاری)۔ آپ علیہ السلام کے لئے ایک دودھ دینے والی ہرنی کو پابند کر دیا۔ جو صبح و شام آپ علیہ السلام کو دودھ پلانے آیا کرتی تھی یہاں تک کہ آپ بالکل تندرست ہو گئے۔ پھر جب اپنی قوم کے پاس واپس گئے تو دیکھا کہ وہ تمام لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی تھی۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب کو ٹال دیا تھا۔ آپ علیہ السلام کو جس قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا تھا ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی۔ جب وہ اللہ عزّ وجل کی توحید اور یونس علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان لے آئے اور شرک و کفر سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے بن گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک مقررہ وقت تک دنیا کی نعمتوں سے مستفید ہونے کا موقع دیا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانبیآء 21: آیات 87 تا 88 اور یونس 10: آیت 98)

آیات 149 تا 153: مشرکین کا اللہ تعالیٰ پر الزام:

عرب کے چند قبائل اللہ تعالیٰ پر یہ الزام لگایا کرتے تھے کہ اللہ عزّ وجل نے جنوں کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کر لیا ہے، جس کے نتیجہ میں فرشتے پیدا ہوئے ہیں، جو اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿150﴾

کیا یہ اس وقت موجود تھے جب ہم نے فرشتوں کو مؤنث پیدا کیا؟ ﴿150﴾

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿151﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿152﴾

خبردار، یہ اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ کر کہتے ہیں۔ ﴿151﴾ ”کہ اللہ کی اولاد ہے“ اور یہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ ﴿152﴾

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿153﴾

کیا اللہ نے اپنے لئے بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دی ہے؟ ﴿153﴾

مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿154﴾

تمہیں کیا ہوگیا ہے، تم (لوگ) کیسے (برے) فیصلے کرتے ہو؟ ﴿154﴾

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿155﴾

کیا تم (بالکل) غور وفکر نہیں کرتے ؟ ﴿155﴾

مشرکین کی یہ بہت بڑی گمراہی تھی، جس میں یقیناً شیطان نے انہیں مبتلا کر دیا تھا۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ان کے باطل خیالات پر انہیں ڈانٹتے ہوئے اپنے رسول کے ذریعہ فرما رہے ہیں کہ آپ ذرا ان سے پوچھئے کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں۔ کیا جب ہم نے فرشتوں کو پیدا کیا تھا، تم اس وقت موجود تھے یا تمہارے پاس کہیں سے یہ علم پہنچا ہے کہ فرشتے مؤنث ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ سراسر اللہ تعالیٰ پر الزام ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: (ترجمہ) ”اور وہ (مشرکین) کہتے ہیں کہ رحمٰن نے بھی اپنی اولاد بنا رکھی ہے۔ یقیناً تم نے (یہ کہہ کر) بہت بھاری گناہ کیا ہے۔ قریب ہے کہ ان کی اس بات کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں کہ وہ رحمٰن کیلئے اولاد ہونے کو دعویٰ کرتے ہیں۔ حالانکہ رحمٰن کے لائق نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے۔“ (مریم 19: آیات 88 تا 92)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاخلاص 112، النحل 16: آیات 57 تا 59، الزخرف 43: آیت 19)

آیات 154 تا 160: مشرکین کا بلا دلیل دعویٰ:

مشرکین فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں خیال کرتے تھے اور اپنے لئے بیٹوں کو پسند کرتے تھے۔ اللہ عزّ وجل انہیں فرما رہے ہیں کہ یہ تمہارا کیسا فیصلہ ہے۔ اگر تمہارے پاس اس دعویٰ پر کوئی واضح دلیل ہے تو پیش کرو۔ کیونکہ عقلی طور پر یہ بات محال ہے۔ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ کیا یہ بات تمہارے پاس موجود کسی آسمانی کتاب میں ہے۔ یہ بات یقیناً صحیح نہیں۔ تم اپنے اس دعویٰ میں بھی سراسر

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿156﴾

کیا تمہارے پاس اس (فیصلہ) کی کوئی واضح دلیل ہے؟ ﴿156﴾

فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿157﴾

اگر تم سچے ہو تو اپنی کتاب لا کر دکھاؤ۔ ﴿157﴾

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿158﴾

اور ان لوگوں (مشرکین) نے تو اللہ اور جنات کے درمیان بھی رشتہ داری بنا ڈالی ہے۔ حالانکہ جن خوب جانتے ہیں کہ وہ (حساب و کتاب کے لئے) حاضر کئے جائیں گے۔ ﴿158﴾

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿159﴾

اللہ ان تمام باتوں سے بالکل پاک ہے جو یہ (مشرکین) لوگ بیان کرتے ہیں۔ ﴿159﴾

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿160﴾

سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے۔ ﴿160﴾

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿161﴾

پس تم اور تمہارے خود ساختہ معبودان (باطل)۔ ﴿161﴾

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿162﴾

کسی ایک کو بھی (اللہ کی عبادت سے) گمراہ نہیں کر سکتے۔ ﴿162﴾

جھوٹے ہو جو تم نے جنوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رشتہ داری کے متعلق قائم کیا ہوا ہے۔ اگر اللہ ربّ العزّت نے جنوں کے ساتھ رشتہ ازدواج قائم کیا ہوتا تو پھر اللہ عزّ وجل جنوں کو آگ کا عذاب کیوں دیتا۔ کیونکہ رشتہ داری کا تقاضا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے۔ اللہ جلّ شانہٗ تمہاری ان تمام باتوں سے پاک ہے جو تم اس کے بارے میں کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے جو نیک بندے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی صفات اور عظمت بیان کرتے ہیں وہی اس کی ذات کے لائق ہے۔ پس تمہیں چاہئے کہ تم اپنی اس بہتان بازی سے پرہیز کرو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر بنی اسرائیل 17: آیت 40)

آیات 161 تا 163: مشرکین کی باتیں صرف گمراہ لوگ ہی مانتے ہیں:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل مشرکین اور کفار سے فرما رہے ہیں کہ تم اور تمہارے خود ساختہ

اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿163﴾
سوائے اس کے جو جہنم میں جانے والا ہے۔ ﴿163﴾

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿164﴾
اور (فرشتے کہتے ہیں) ہم میں سے تو ہر ایک کی جگہ (عبادت کے لئے) مقرر ہے۔ ﴿164﴾

وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿165﴾
اور بے شک ہم تو (اللہ کی بندگی کے لئے) صف باندھے رہتے ہیں۔ ﴿165﴾

وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿166﴾
اور اس کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں۔ ﴿166﴾

معبود میرے نیک بندوں کو ہرگز گمراہ نہیں کر سکتے۔ تمہاری گمراہ کن باتیں صرف وہی مانے گا جو تم سے بھی زیادہ گمراہ ہوگا اور جس کی قسمت میں جہنمی ہونا لکھ دیا ہوگا۔ لہٰذا ایسے لوگ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''ہم نے جہنم کے لئے بہت سے ایسے لوگوں اور جنات (کفار اور مشرکین) کو پیدا کیا ہے جن کے دل تو ہیں لیکن سمجھ سے خالی، جن کی آنکھیں تو ہیں لیکن (حق) دیکھنے سے محروم، جن کے کان تو ہیں مگر (حق) سننے سے دور، یہ تو جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔ یہی غافل لوگ ہیں۔ (الاعراف 7: آیت 179)

آیات 164 تا 166: فرشتوں کی زبانی ان کی عبودیت کا اعتراف:

کفار اور مشرکین فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے کر انہیں معبود سمجھتے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے فرشتوں کی زبانی ان کی عبودیت کا اعتراف کروا دیا تاکہ وہ لوگ جو فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں یہ سمجھ جائیں کہ جب یہ فرشتے خود اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں تو ہمارے لئے معبود کیسے بن سکتے ہیں۔ فرمانِ الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''اور اگر کوئی فرشتہ یہ دعویٰ کرنے کی جسارت کرے کہ وہ اللہ کے سوا معبود ہے تو ہم اسے بھی جہنم کی سزا دینگے، ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔'' (الانبیآء 21: آیت 29)۔ فرشتوں نے خود اس بات کا اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی میں ہم میں سے ہر فرشتے کی ایک حد مقرر ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتا اور ہم تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے صف باندھے کھڑے ہوتے ہیں اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''ہمیں دوسری امتوں پر تین باتوں کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے:- ❶ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح ہیں ❷ پوری زمین ہمارے لئے مسجد بنا دی گئی ہے ❸ زمین کی مٹی ہمارے لئے پاکی حاصل (تیمّم) کرنے کا ذریعہ بنا دی گئی ہے۔'' (مسلم)

وَ اِنۡ كَانُوۡا لَيَقُوۡلُوۡنَ ﴿167﴾ اور کفار (مکہ) کہا کرتے تھے: ﴿167﴾

لَوۡ اَنَّ عِنۡدَنَا ذِكۡرًا مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿168﴾ اگر ہمارے پاس بھی پہلے لوگوں کی طرح کوئی نصیحت (کتاب) آئی ہوتی۔ ﴿168﴾

لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿169﴾ تو ہم بھی ضرور اللہ کے مخلص بندے ہوتے۔ ﴿169﴾

فَكَفَرُوۡا بِهٖ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿170﴾ پھر (جب اللہ کی کتاب آ گئی تو) انہوں نے اس (کتاب) کا انکار کر دیا۔ اب جلد ہی انہیں (اپنا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ ﴿170﴾

وَ لَقَدۡ سَبَقَتۡ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿171﴾ اور البتہ ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے لئے صادر ہو چکا ہے۔ ﴿171﴾

اِنَّهُمۡ لَهُمُ الۡمَنۡصُوۡرُوۡنَ ﴿172﴾ کہ ان کی ضرور مدد کی جائے گی۔ ﴿172﴾

آیات 167 تا 170: آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے قریش مکہ کی تمنا:

رسول اکرم ﷺ کی نبوت سے پہلے قریش مکہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر تورات اور انجیل کی طرح ہمیں بھی کوئی کتاب ملی ہوتی اور ہمارے پاس کوئی رسول آ کر ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکام یاد دلاتا تو ان پر عمل کر کے ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے بن جاتے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناتے۔ لیکن جب اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ کو نبی بنا کر ان کی طرف بھیجا اور ان کی ہدایت کے لئے قرآن کریم نازل فرمایا تو انہوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ تمنا بالکل جھوٹی تھی اور انہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ ایمان نہ لانے والوں کا انجام کیا ہوتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر فاطر 35: آیات 42 تا 44 اور الانعام 6: آیات 156 تا 158)

آیات 171 تا 173: رسولوں اور مسلمانوں کی مدد کا وعدہ:

اللہ عزّ وجل کا یہ اصول گذشتہ کتابوں میں بھی موجود ہے کہ بہترین انجام انبیا علیہم السلام اور ان کے ماننے والوں کا ہی ہوا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور اہل ایمان کی ضرور مدد فرماتے ہیں۔ جن قوموں نے بھی انبیا علیہم السلام کو جھٹلایا اور ان کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ”اللہ نے یہ لکھ رکھا ہے کہ یقیناً میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے۔ یاد رکھو اللہ بڑی قوت والا، بڑی عزّت والا ہے۔“ (المجادلہ 58: آیت 21)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر آل عمران 3: آیت 139 اور المؤمن 40: آیت 51)

وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿173﴾ اور بے شک ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔ ﴿173﴾

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿174﴾ اب آپ ایک مدت تک انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ ﴿174﴾

وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿175﴾ اور انہیں دیکھتے رہئے۔ بہت جلد یہ بھی (اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔ ﴿175﴾

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿176﴾ کیا انہیں ہمارے عذاب کی جلدی ہے؟ ﴿176﴾

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿177﴾ سنو، جب وہ عذاب ان کے آنگن میں اتر پڑے گا تو ڈرائے جانے والے لوگوں کی صبح بہت ہی بُری ہوگی۔ ﴿177﴾

وَ تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿178﴾ اور آپ کچھ عرصہ کیلئے ان سے توجہ ہٹائے رکھئے۔ ﴿178﴾

آیات 174 تا 175: رسول اکرم ﷺ کو کفار کی باتوں پر صبر کرنے کی تلقین:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نبی کریم ﷺ کو یہ تلقین فرما رہے ہیں کہ آپ ابھی مشرکین سے توجہ ہٹا لیجئے، ان کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیجئے اور صبر سے کام لیجئے۔ یہاں تک کہ حالات آپ ﷺ کے لئے سازگار ہو جائیں یا ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نازل ہو جائے یا اللہ عزّ وجل انہیں کسی آزمائش میں مبتلا کر دے۔ لہٰذا آپ انہیں بتا دیجئے کہ کفر و سرکشی کا انجام بہت بُرا ہوتا ہے۔ بہت ہی جلد آپ ﷺ کا غلبہ ہونے والا ہے۔ فتح و کامیابی آپ کے قدم چومے گی اور آپ ہی کا اقتدار ہوگا۔ یہ مقررہ وقت فتح مکہ تھا۔ فتح مکہ کے بعد رسول اکرم ﷺ کا غلبہ تسلیم کر لیا گیا۔

آیات 176 تا 179: کفار کا عذابِ الٰہی کو جلدی طلب کرنا:

کفارِ مکہ اپنے غرور کے نشہ میں آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہا کرتے تھے کہ جس عذاب کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو وہ کب آئے گا؟ اللہ عزّ وجل نے ان کے جواب میں فرمایا کہ یہ نادان لوگ ہمارے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ عذاب تو اتنا سخت ہے کہ جب وہ کسی قوم پر آتا ہے تو اس قوم کی صبح بہت بُری ثابت ہوتی ہے۔ ہلاکت اور بربادی اس قوم کا مقدر بن جاتی ہے۔ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم ﷺ نے خیبر کا محاصرہ کیا تو یہود مسلمانوں کی فوج کو دیکھ کر چیخ و پکار کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:- ”آج خیبر کی بربادی کا دن آ گیا ہے۔

وَّ اَبۡصِرۡ فَسَوۡفَ یُبۡصِرُوۡنَ ﴿179﴾ اور انہیں دیکھتے رہئے۔ بہت جلد یہ بھی (اپنا انجام) دیکھ لیں گے۔ ﴿179﴾

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿180﴾ آپ کا رب جو بڑی عزت والا ہے ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ ﴿180﴾

وَ سَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿181﴾ اور سلام ہو رسولوں پر۔ ﴿181﴾

وَ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿182﴾ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ ﴿182﴾

جب ہم کسی قوم کے میدان میں پہنچ جاتے ہیں تو اس قوم کی صبح بہت ہی بُری ہوتی ہے۔'' (بخاری)
آپ ﷺ کو کامیابی کی خوشخبری دینے کے بعد ایک بار پھر اللہ عزّ وجل آپ ﷺ کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ مشرکین سے ابھی آپ اعراض کیجئے اور انہیں کفر اور سرکشی کا انجام بتا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید آپ ہی کو حاصل ہوگی اور وہ اپنے بُرے انجام کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر ص 38: آیت 16)

آیات 180 تا 182: اللہ تعالیٰ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہیں:

مشرکین اور کفار جو باتیں بھی اللہ ربّ العزّت کی طرف منسوب کرتے ہیں، اللہ عزّ وجل نے اپنی ذات کو ان تمام باتوں سے پاک قرار دیا ہے۔ اپنے نبی کریم ﷺ کو بھی یہ تعلیم دی ہے کہ آپ اپنے عزّت والے رب کی خوب پاکی بیان کریں۔ انبیا علیہم السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلامتی کا اعلان فرمایا جنہیں اللہ عزّ وجل نے اپنے بندوں کی راہ نمائی کے لئے مبعوث کیا تھا۔ جس طرح دیگر انبیا علیہم السلام پر اللہ عزّ وجل کا سلام ہے، اسی طرح آپ ﷺ پر بھی، سلام ہے اور ہر قسم کی تعریف کا حقدار وہی اللہ ہے جو پوری کائنات کو پالنے والا، اپنے نیک بندوں کی مدد کرنے والا اور اپنے دشمنوں کو تباہ و برباد کرنے والا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''❶ جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو دیگر انبیا علیہم السلام پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں بھی انبیا علیہم السلام کی جماعت میں سے ایک نبی ہوں''۔ (ابن ابی حاتم)
❷ جو شخص یہ پسند فرمائے کہ قیامت کے دن اسے ترازو بھر کر اجر ملے تو جب بھی وہ کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ کرے تو یہی تینوں آیات (الصّٰفّٰت 37: آیات 180 تا 182) پڑھ لے۔'' (ابن ابی حاتم)

مزید تفصیل کے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانبیآء 21: آیات 21 تا 22 اور الطّور 52: آیت 43)

صٓ مَكِّيَّةٌ

سورۂ صٓ مکی ہے، اس میں 88 آیات اور 5 رکوع ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

صٓ وَ الۡقُرۡاٰنِ ذِی الذِّکۡرِ ؕ﴿1﴾

صآد۔ نصیحت والے قرآن کی قسم۔ ﴿1﴾

بَلِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِیۡ عِزَّۃٍ وَّ شِقَاقٍ ﴿2﴾

بلکہ یہ کفار تو تکبر اور مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ﴿2﴾

کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ فَنَادَوۡا وَّ لَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ ﴿3﴾

ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ (عذاب کے وقت) وہ چیخنے چلانے لگے لیکن وہ رہائی کا وقت نہ تھا۔ ﴿3﴾

وَ عَجِبُوۡۤا اَنۡ جَآءَہُمۡ مُّنۡذِرٌ مِّنۡہُمۡ ۫

اور کفار کو اس بات پر تعجب ہوا کہ انہی میں سے ایک (عذابِ الٰہی سے) ڈرانے والا آ گیا

آیات 1 تا 3: قرآن کریم سے فائدہ اٹھانے والے لوگ:

ایک دن آپ ﷺ ابو طالب کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اس وقت قریش کے چند لوگ بھی ان کی عیادت کے لئے آئے۔ انہوں نے ابوطالب سے آپ ﷺ کی شکایت کی۔ ابوطالب نے کہا: اے میرے بھتیجے تم اپنی قوم سے کیا چاہتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ''میں ان سے صرف ایک کلمہ چاہتا ہوں۔ اگر یہ اسے قبول کرلیں تو یہ عرب پر حکومت کریں گے اور غیر عرب انہیں جزیہ دیں گے۔'' ابوطالب نے کہا: بس ایک ہی کلمہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ''جی ہاں'' ایک ہی کلمہ۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے چچا ابوطالب سے کہا:۔ ''اے چچا جان، تم کہو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ'' انہوں نے کہا: ''بس ایک ہی معبود۔'' ہم نے پچھلے مذہب میں تو یہ بات نہیں سنی۔ یہ تو گھڑی ہوئی بات ہے۔ اس موقع پر یہ آیات (صٓ38: آیات 1 تا 7) نازل ہوئیں۔ (ترمذی)۔ اللہ عزّ وجل نے قرآن کریم کی قسم کھا کر اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ قرآن مجید اپنے اندر بے شمار نصیحتیں سمیٹے ہوئے ہے لیکن اس سے ایسے لوگ فائدہ نہیں اٹھا سکتے جو تکبر کرتے ہوئے اس سے دور رہتے ہیں۔ ان سے پہلے بہت سی قوموں پر، ان کی نافرمانی کی وجہ سے، جب ہلاکت کا وقت آیا تو وہ چیخنے چلاتے اور دعائیں مانگتے ہی رہ گئے، جس کا انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ (مزید پڑھیے الانبیآ21: آیات 11 تا 15)

آیات 4 تا 8: رسول اکرم ﷺ کی بعثت پر کفار کو حیرت:

جب آپ ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا گیا تو کفار اور مشرکین کو اس پر بڑا تعجب ہوا اور وہ آپس میں

وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۚ﴿4﴾ اور وہ کہنے لگے: یہ تو جادوگر اور بڑا جھوٹا ہے۔ ﴿4﴾

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿5﴾ کیا اس نے تمام معبودوں کی جگہ بس ایک ہی معبود بنا ڈالا ہے، یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ ﴿5﴾

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۚ﴿6﴾ ان کے کافر سردار یہ کہتے ہوئے چل دیئے کہ چلو اور اپنے معبودوں (کی عبادت) پر جمے رہو۔ یقیناً یہ بات تو کسی اور ہی غرض سے کہی جا رہی ہے۔ ﴿6﴾

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۚ﴿7﴾ ہم نے تو یہ بات سابقہ دین (دین نصاریٰ) میں بھی نہیں سنی۔ یہ من گھڑت بات ہے۔ ﴿7﴾

ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ﴿8﴾ کیا ہمارے درمیان صرف یہی شخص رہ گیا تھا جس پر ذکر (قرآن) اتارا گیا؟ دراصل یہ لوگ میری نصیحت کے بارے میں شک میں ہیں کیونکہ انہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔ ﴿8﴾

کہنے لگے کہ دیکھیں ہم ہی میں سے ایک آدمی اللہ کا رسول ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ بہت سے معبودوں کے بجائے صرف ایک ہی معبود ہو؟۔ محمد (ﷺ) ہمارے اور ہمارے معبودوں کے بارے میں جو کہتا ہے ہمیں ان باتوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے اور اپنے معبودوں کی عبادت نہیں چھوڑنی چاہئے۔ محمد (ﷺ) کی کوشش یہی ہے کہ ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں۔ ہمیں جس توحید کی دعوت دی جا رہی ہے وہ تو عیسائیوں کے ہاں بھی موجود نہیں ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ یہ محمد (ﷺ) کی اپنی طرف سے گھڑی ہوئی بات ہے اور یہ بھی بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہمارے درمیان اس سے زیادہ مالدار اور صاحب حیثیت لوگ موجود ہیں۔ پھر ان کو چھوڑ کر اسے نبی کیوں بنایا گیا؟ وہ یہ بات اس لئے کہہ رہے تھے کہ وہ شرک کے عادی بن چکے تھے اور انہوں نے اپنے باپ دادا کو بھی اسی عقیدہ پر پایا تھا۔ اللہ عزّ وجل نے کفار کے متعلق وضاحت فرما دی کہ یہ لوگ قرآن کریم کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ میری طرف سے نازل کردہ کتاب ہے۔ جب انہیں سخت ترین عذاب دیا جائے گا تو ان کا یہ شک و شبہ دور ہو جائے گا۔ (مزید پڑھیے یونس 10: آیت 2)

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ﴿9﴾

کیا ان کے پاس آپ کے رب کی رحمت کے خزانے ہیں جو ہر چیز پر غالب اور خوب عطا کرنے والا ہے۔ ﴿9﴾

اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ﴿10﴾

یا یہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز کے مالک ہیں (اگر یہ واقعی مالک ہیں) تو پھر یہ سیڑھیاں لگا کر اوپر چڑھ جائیں۔ ﴿10﴾

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ﴿11﴾

یہ تو یہاں کے شکست خوردہ لشکروں میں سے ایک معمولی سا لشکر ہے۔ ﴿11﴾

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿12﴾

ان سے پہلے بھی قومِ نوح، قومِ عاد اور میخوں والے (ظالم) فرعون نے (اللہ اور اس کے رسولوں کو) جھٹلایا تھا۔ ﴿12﴾

آیات 9 تا 11: رسول اکرم ﷺ کی نبوت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا جواب:

جب کفار اور مشرکین نے آپ ﷺ کی نبوت پر تعجب کا اظہار کیا اور مختلف قسم کے اعتراضات کئے تو اللہ عزّ وجل نے سوال کیا: کیا کفار آپ کے رب کے خزانوں کے مالک ہیں کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق جسے چاہیں دے دیں اور جسے چاہیں نہ دیں، انہی خزانوں میں سے نبوت بھی ہے۔ جب ایسی بات نہیں ہے تو انہیں کہاں سے یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے منصب نبوت پر فائز ہونے پر اعتراض کریں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ وہ اپنی رسالت کا منصب کس کو سونپیں۔ اگر یہ کفار آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کے مالک ہیں تو پھر انہیں سیڑھیاں لگا کر آسمان پر پہنچ جانا چاہئے اور آپ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کو روک دینا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے یہ بالکل عاجز اور بے بس ہیں اور عنقریب انہیں ایسی شکست ہو گی کہ ہمیشہ کے لئے ان کا زور ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے آپ ان کی پرواہ نہ کیجئے اور تبلیغ جاری رکھئے۔

(مزید پڑھیے النسآء 4: آیات 53 تا 55، الانعام 6: آیت 124، سبا 34: آیت 45)

آیات 12 تا 16: سرکشی کرنے والے لوگوں کا انجام:

کچھ قومیں سرکشی میں مبتلا ہو گئیں تھیں۔ جن میں قومِ نوح، قومِ عاد، فرعون اور اس کی قوم، قوم ثمود، قومِ لوط اور ایکہ کے رہنے والے لوگ بھی تھے۔ جب انہوں نے اللہ ربّ العزّت کے بھیجے ہوئے

وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ
لْـَٔیْكَةِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الْاَحْزَابُ ﴿13﴾

اور ثمود، قومِ لوط اور ایکہ کے رہنے والوں نے بھی (جھٹلایا)۔ یہ بڑے بڑے لشکر تھے۔ ﴿13﴾

اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ
فَحَقَّ عِقَابِ ﴿14﴾

ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو (اس لئے ان پر) میرا عذاب لازم ہو گیا۔ ﴿14﴾

وَ مَا یَنْظُرُ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا صَیْحَةً
وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿15﴾

یہ (کفار) تو صرف ایک زور دار چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جس میں کوئی وقفہ (اور ڈھیل) نہیں ہے۔ ﴿15﴾

وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا
قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ ﴿16﴾

اور یہ (کفار) کہتے ہیں: اے ہمارے رب، حساب کے دن (قیامت) سے پہلے ہی ہمارا حصہ (عذاب) ہمیں دے دے۔ ﴿16﴾

اِصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اذْكُرْ
عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ
اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿17﴾

(اے میرے نبی ﷺ) آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور ہمارے بندہ داؤد (علیہ السلام) کو یاد کیجئے، جو بڑی (دینی) قوت والے اور (اپنے رب کی طرف) خوب رجوع کرنے والے تھے۔ ﴿17﴾

انبیا علیہم السلام کو جھٹلایا تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا۔ یہ قومیں مشرکین مکہ سے تعداد، طاقت اور اولاد میں بھی زیادہ تھیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو کوئی بھی چیز ان کے کام نہ آ سکی۔ اس لئے موجودہ کفار کو بھی آخری نبی محمد ﷺ کی مخالفت سے باز آ جانا چاہئے اور سرکشی چھوڑ کر آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو تسلیم کر لینا چاہئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سرکشی کی وجہ سے ان کا انجام بھی انہی جیسا ہو۔ کیا ان کفار کو صور پھونکے جانے کا انتظار ہے کہ جس کے بعد زمین و آسمان میں اللہ عزّ وجل کے علاوہ کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا؟ یہ کفار تو اتنے بے عقل اور سرکشی میں اتنا آگے بڑھ چکے ہیں کہ آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ قیامت کا انتظار کیوں کیا جائے۔ اسی دنیا میں ہمارے حصے کا عذاب ہمیں دے دیا جائے۔ اللہ عزّ وجل نبی کریم ﷺ کو نصیحت فرما رہے ہیں کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے۔ صبر کے بدلہ میں فتح و نصرت یقیناً آپ کا مقدر بنے گی۔ (مزید پڑھیے الانفال 8: آیت 32، الذاریات 51: آیات 38 تا 39 اور یٰسٓ 36: آیت 49)

آیات 17 تا 20: داؤد علیہ السلام کی فضیلت:

اللہ ربّ العزّت کے نیک بندوں میں سے داؤد علیہ السلام بھی تھے۔ جو اپنے رب کی اطاعت و بندگی،

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿18﴾

ہم نے پہاڑوں کو ان کے تابع بنا دیا تھا جو صبح و شام ان (داؤد علیہ السلام) کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ ﴿18﴾

وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿19﴾

اور پرندے بھی ان کے گرد جمع ہو کر (تسبیح پڑھتے تھے۔) یہ سب ان کے حکم کے تابع رہتے۔ ﴿19﴾

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿20﴾

اور ہم نے ان کی سلطنت کو مضبوط بنادیا تھا اور انہیں حکمت اور قوت فیصلہ عطا فرمائی تھی۔ ﴿20﴾

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿21﴾

کیا آپ کے پاس اس مقدمہ کی خبر پہنچی ہے کہ جب دو جھگڑنے والے دیوار پھلانگ کر محراب (داؤد علیہ السلام کی عبادت کی جگہ) میں آگئے تھے۔ ﴿21﴾

امانت کی ادائیگی اور اپنے رب کی طرف خوب رجوع کرنے والے تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے عذاب کا خوف ہر وقت ان کے دل پر طاری رہتا تھا اور وہ کثرت سے اللہ جلّ شانہٗ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ”اللہ عزّ وجل کو داؤد علیہ السلام کی نماز اور روزے بہت ہی زیادہ پسند ہیں۔ وہ آدھی رات تک سویا کرتے تھے، پھر تہائی رات تک عبادت کرتے پھر رات کے آخری حصہ میں دوبارہ سو جاتے تھے۔ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور دوسرے دن نہیں رکھتے۔ جب دشمن سے مقابلہ کرتے تو ڈٹ جاتے، میدان جہاد چھوڑ کر نہیں بھاگتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑانے والے تھے“۔ (بخاری، مسلم) آپ علیہ السلام جب صبح و شام تسبیح پڑھتے تو پہاڑ اور پرندے بھی آپ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے آپ علیہ السلام کو خوب حکمت و دانائی اور بڑی مضبوط حکومت عطا فرمائی تھی، آپ علیہ السلام کا رعب اور دبدبہ دشمن کے دل میں بٹھا کر آپ علیہ السلام کو نصرت و کامیابی دے رکھی تھی اور آپ علیہ السلام کو اپنی کتاب زبور عطا فرمائی جو بیش بہا حکمتوں کا خزانہ تھی جس کے ذریعہ سے آپ علیہ السلام لوگوں کے درمیان صحیح فیصلے کیا کرتے تھے۔

(مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر سبا 34: آیت 10، بنی اسرائیل 17: آیت 44 اور صٓ 38: آیت 44)

آیات 21 تا 25: داؤد علیہ السلام کے دورِ حکومت کا ایک مقدمہ اور اس کا فیصلہ:

داؤد علیہ السلام ایک دن اللہ عزّ وجل کی عبادت میں مصروف تھے کہ اچانک دو آدمی دروازہ سے داخل

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ
قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى
بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا
بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ
اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿22﴾

جب وہ داؤد (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو وہ انہیں دیکھ کر گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا ڈرو نہیں۔ ہم دو فریق مقدمہ ہیں۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے۔ لہٰذا آپ (علیہ السلام) انصاف سے ہمارے درمیان فیصلہ فرما دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ سمجھا دیجئے۔ ﴿22﴾

اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ
وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ
وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا
وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿23﴾

(پھر ان میں سے ایک نے کہا) یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے (99) دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہی دُنبی ہے۔ یہ مجھ سے کہہ رہا ہے کہ وہ بھی مجھے دے دو اور بات چیت میں اس نے مجھے دبا لیا۔ ﴿23﴾

ہونے کے بجائے دیوار پھلانگ کر عبادت گاہ میں داخل ہوگئے۔ آپ علیہ السلام ان دونوں کو اچانک اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا: گھبرایئے نہیں، ہمارا آپس میں جھگڑا ہے اور ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے۔ ہم آپ کی خدمت میں فیصلہ کروانے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ لہٰذا آپ ہمارے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کر دیجئے اور کسی پر زیادتی نہ کیجئے اور صحیح راستہ کی طرف ہماری راہ نمائی کیجئے۔ پھر وہ آدمی جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا تھا کہنے لگا: میرے اس بھائی کے پاس 99 دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہی دُنبی ہے۔ یہ مجھے کہتا ہے کہ تم اپنی ایک دُنبی بھی مجھے دے دو تاکہ میں اسے اپنی دُنبیوں کے ساتھ ملا لوں اور یہ اپنی گفتگو میں مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:۔ ”اس نے تمہاری دُنبی مانگ کر تم پر زیادتی کی ہے۔ جب اس کے پاس 99 دُنبیاں موجود ہیں تو اسے تمہاری ایک دُنبی لینے کی کیا ضرورت ہے۔ فیصلہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ بہت سے لوگ احتیاط نہیں کرتے اور ایک دوسرے پر زیادتی کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ اسلامی بھائی چارہ کا تقاضا تو یہ ہے کہ اپنے بھائی کو اپنے آپ پر ترجیح دی جائے۔ جو مومن اور پرہیز گار ہیں، وہ اس

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ
اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ
الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَ
ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ
رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿24﴾ السجدة

داؤد (علیہ السلام) نے کہا: اس نے تمہاری دُنبی کو اپنی دُنبیوں میں ملانے کا سوال کر کے تم پر ظلم کیا ہے اور بے شک بہت سے، مل جل کر ساتھ رہنے والے، اکثر ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان دار ہوں اور نیک عمل کریں۔ ایسے لوگ بہت ہی کم ہوتے ہیں۔ (یہ بات کہتے ہی) داؤد (علیہ السلام) سمجھ گئے کہ ہم نے ان کی آزمائش کی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے رب سے معافی مانگنے لگے اور سجدہ میں گر گئے اور (ہماری طرف پوری طرح) رجوع کیا۔ ﴿24﴾

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا

پس ہم نے ان کی غلطی معاف فرما دی اور یقیناً وہ ہمارے نزدیک بڑے مرتبہ والے اور

قسم کی زیادتی نہیں کرتے مگر ایسے لوگوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ فیصلہ سننے کے بعد یہ دونوں جب واپس جانے لگے تو داؤد علیہ السلام کے ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ مقدمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا ایک امتحان تھا۔ لہٰذا آپ علیہ السلام اپنے رب سے معافی مانگنے لگے اور آپ علیہ السلام کے دل پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا ایسا خوف طاری ہوا کہ فوراً سجدہ میں گر کر رونے لگے اور پوری طرح اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اللہ عزّ وجل نے آپ علیہ السلام کو بڑی وسیع حکومت عطا فرمائی اور آپ علیہ السلام کی تربیت بھی کی تھی۔ یہ معاملہ بھی آپ علیہ السلام کی تربیت کا حصہ تھا کہ مقدمات کے وقت غیر جانبداری کا مظاہرہ کیا جائے۔ داؤد علیہ السلام کا یہ فیصلہ ان کی حکمت و دانائی پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے بغیر کسی رعایت کے حق بات کہہ دی اور زیادتی کرنے والے کی نشاندہی فرما دی۔ اس طرح انہوں نے مظلوم کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی اور ان میں سے ہر ایک جان گیا کہ عدل و انصاف ہر بات پر مقدم ہے۔ آیت 24 کی تلاوت کے بعد سجدۂ تلاوت کرنا مسنون عمل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ صٓ میں

لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿25﴾

بہت ہی اچھے ٹھکانا والے ہیں۔ ﴿25﴾

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى
الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ
بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا
يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿26﴾ ع

(اللہ نے فرمایا) اے داوٗد، ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے۔ لہٰذا تم لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو، ورنہ وہ (خواہش نفس) تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی۔ یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں، ان کے لئے سخت عذاب ہے، اس لئے کہ انہوں نے حساب کے دن (قیامت) کو بھلا دیا ہے۔ ﴿26﴾

سجدہ کیا اور فرمایا کہ داوٗد علیہ السلام نے بطور توبہ کے سجدہ کیا تھا اور ہم بطور شکر کے سجدہ کرتے ہیں۔ (نسائی) ﴿سجدہ تلاوت کی دعا کے لئے پڑھیے تفسیر الاعراف 7: آیت 206﴾

آیت 26: حکمرانوں کو نصیحت :

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ داوٗد علیہ السلام کا ذکر فرما کر جو کہ اپنے وقت کے ایک حکمران تھے، ان بادشاہوں اور با اختیار لوگوں کو یہ نصیحت فرما رہے ہیں کہ ہمیشہ عدل و انصاف اور قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کیا کرو۔ اپنے نفس کی ہرگز پیروی نہ کرو۔ مال و دولت اور رشتہ داری کی وجہ سے عدل و انصاف سے منہ نہ پھیرو۔ جس نے بھی ایسا کیا وہ اللہ عزّ وجل کی راہ سے دور ہو جائے گا اور گمراہی کی راہ پر چل پڑے گا اور ہلاکت و بربادی اس کا مقدر بن جائے گی۔ ابو ذرعہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ بادشاہ وقت ولید بن عبدالملک نے سوال کیا کہ کیا خلیفہ وقت سے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں حساب لیا جائے گا؟ تو ابوذرعہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اے امیر المومنین، اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ سے بہت بڑا مرتبہ داوٗد علیہ السلام کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکومت کے ساتھ ساتھ انہیں نبوت بھی عطا فرمائی تھی لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کے لئے بھی فرما رہے ہیں کہ اگر وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گئے تو آخرت میں انہیں بھی پریشانی کا سامنا ہوگا۔ (ابن ابی حاتم)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر المائدہ 5: آیات 48 تا 50)

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا
بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ
فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ؕ ﴿27﴾

اور ہم نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ یہ (بے مقصد پیدا کرنا) تو کفار کا گمان ہے۔ ایسے کفار کے لئے جہنم کی آگ سے ہلاکت ہے۔ ﴿27﴾

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫
اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿28﴾

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے ہیں ان لوگوں جیسا بنا دیں جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں یا ہم پرہیز گاروں کو نافرمانوں جیسا بنا دیں؟ ﴿28﴾

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ
لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا
الْاَلْبَابِ ﴿29﴾

(اے نبی ﷺ) یہ ایک با برکت کتاب (قرآن) ہے جو ہم نے آپ پر نازل کی ہے تا کہ لوگ اس کی آیات میں غور وفکر کریں اور عقلمند اس سے نصیحت حاصل کریں۔ ﴿29﴾

آیات 27 تا 29: آسمان و زمین کی تخلیق کا مقصد:

اللہ عزّ وجل نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو بے مقصد پیدا نہیں کیا بلکہ اس لئے پیدا کیا ہے کہ لوگ ان کی تخلیق پر غور وفکر کر کے اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لے آئیں اور صرف اسی کی عبادت کریں۔ ایسے لوگوں پر بڑا افسوس ہے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو بے مقصد سمجھتے ہیں اور اس سے نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم کی وہ وادی ہے جس کا نام ویل ہے۔ اللہ عزّ وجل نے قیامت کو بھی اس لئے رکھا ہے تا کہ اس دن فرمانبرداری کرنے والوں اور نافرمانوں کو پورا پورا بدلہ دیا جائے۔ پرہیز گار لوگوں کو سدا بہار جنت میں ہر قسم کی نعمتوں سے فیضیاب کیا جائے اور نافرمانی کرنے والوں کو شعلہ مارنے والی آگ میں داخل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ بڑا انصاف کرنے والا اور حکیم ہے۔ وہ لوگوں پر ذرّہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ لہٰذا جو جس طرح کے اعمال کرے گا اسے اسی طرح کا بدلہ دیا جائے گا۔ اگر کوئی انسان سمجھدار ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ نمائی کے لئے قرآن کریم نازل فرمایا ہے۔ اس کی آیات پر غور وفکر کر کے وہ دین و دنیا کی سعادت حاصل کر سکتا ہے اور بے سمجھ انسان اس قرآن سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر آل عمران 3: آیات 190 تا 194، الدخان 44: آیات 38 تا 42)

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿30﴾

اور ہم نے داوٗد (علیہ السلام) کو سلیمان (بیٹا) عطا فرمایا۔ جو بڑا نیک بندہ اور (اپنے رب کی طرف) بے حد رجوع کرنے والا تھا۔ ﴿30﴾

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۙ ﴿31﴾

جب شام کے وقت ان کے سامنے عمدہ نسل کے تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے۔ ﴿31﴾

فَقَالَ اِنِّيْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿32﴾

تو انہوں نے کہا: میں نے اپنے رب کے ذکر پر مال کی محبت کو ترجیح دی، یہاں تک کہ وہ (سورج) چھپ گیا۔ ﴿32﴾

رُدُّوْهَا عَلَيَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿33﴾

ان (گھوڑوں) کو دوبارہ میرے پاس لاؤ۔ پس وہ ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ ﴿33﴾

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا

اور ہم نے سلیمان (علیہ السلام) کی آزمائش کی اور ان کے

آیات 30 تا 33: سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت کا ایک واقعہ:

اللہ ربّ العزّت نے داوٗد علیہ السلام کو بیٹا سلیمان علیہ السلام عطا فرمایا اور اسے نبوت میں اپنے باپ داوٗد علیہ السلام کا وارث بنایا۔ آپ علیہ السلام اپنے رب کے بہت ہی اچھے بندہ تھے آپ علیہ السلام کثرت سے اللہ عزّ وجل کا ذکر کرنے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنے میں مصروف رہتے تھے۔ آپ علیہ السلام کے دور حکومت میں ایک مرتبہ شام کے وقت عمدہ جنگی گھوڑوں کی نمائش کی گئی تو آپ علیہ السلام نے انہیں اپنے رب کی راہ میں جہاد کی خاطر بڑا پسند کیا۔ ان کی نمائش میں ایسے مشغول ہوگئے کہ (عصر کی) نماز کا وقت گزر گیا۔ جس پر آپ علیہ السلام کو سخت صدمہ ہوا۔ چنانچہ اس تلافی کے ازالہ کے لئے انہوں نے سارے گھوڑے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کر ڈالے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی غزوۂ خندق کے موقع پر کفار سے جنگ کی وجہ سے عصر کی نماز وقت پر نہیں پڑھ سکے، یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی اور فرمایا:- ”اللہ تعالیٰ ان کفار کی قبروں کو جہنم کی آگ سے بھر دے، انہوں نے ہمیں عصر کی نماز پڑھنے سے روکے رکھا۔“ (بخاری)

آیات 34 تا 35: سلیمان علیہ السلام کی آزمائش:

اللہ ربّ العزّت نے سلیمان علیہ السلام کو حکومت اور بادشاہت دے کر اپنی اطاعت و بندگی میں آزمایا۔

عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿34﴾

تخت شاہی پر ایک جسم ڈال دیا پھر انہوں نے (اپنے رب کی طرف) رجوع کیا۔ ﴿34﴾

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿35﴾

انہوں نے کہا: اے میرے رب، مجھے معاف کر دیجئے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرمایئے جو میرے بعد کسی کو نصیب نہ ہو، بے شک آپ خوب عطا کرنے والے ہیں۔ ﴿35﴾

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿36﴾

پس ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا جو آپ کے حکم سے جہاں آپ پہنچنا چاہتے وہاں آسانی سے پہنچا دیتی۔ ﴿36﴾

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿37﴾

اور (طاقت ور) جنات کو بھی (ان کا تابع بنادیا) جو ہر عمارت بنانے والے اور دریا میں غوطہ لگانے والے تھے۔ ﴿37﴾

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''سلیمان علیہ السلام نے ایک مرتبہ کہا کہ میں آج کی رات اپنی تمام بیویوں سے جن کی تعداد 70 تھی ہم بستری کروں گا تاکہ ان تمام سے ایسے لڑکے پیدا ہوں جو مجاہد بنیں لیکن وہ ان شآء اللہ کہنا بھول گئے (یعنی صرف اپنی تدبیر پر ہی سارا اعتماد کیا) نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے ایک بیوی کے کوئی بیوی حاملہ نہیں ہوئی اور حاملہ بیوی نے بھی جو بچہ جنا وہ بھی ناقص یعنی نامکمل بچہ تھا۔ اگر سلیمان علیہ السلام اس وقت ان شآء اللہ کہہ دیتے تو ان کی تمام بیویوں سے ان کی خواہش کے مطابق لڑکے پیدا ہوتے اور سارے مجاہد فی سبیل اللہ بنتے۔'' (بخاری، مسلم) ان شآء اللہ نہ کہنا یا صرف اپنی تدبیر پر اعتماد کرنا، یہی آپ علیہ السلام کے لئے فتنہ بنا اور آپ علیہ السلام کی گود میں صرف ایک ہی ناقص الخلقت (نامکمل) بچہ ڈالا گیا۔ آپ علیہ السلام نے اپنی اس بھول پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو معاف فرما دیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ اے میرے رب، مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔ اللہ عزّ وجل نے ان کی یہ دعا قبول فرماتے ہوئے انہیں بے مثال بادشاہت عطا فرمائی۔

آیات 36 تا 40: سلیمان علیہ السلام کی بے مثال بادشاہت:

جب سلیمان علیہ السلام نے بے مثال بادشاہت کے لئے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں عظیم بادشاہت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو ان کے لئے مسخر کر دیا جو ان کے حکم کے مطابق ان کے تخت کو جہاں وہ چاہتے لے جاتی تھی۔ صبح کے وقت ایک ماہ اور شام کے وقت ایک ماہ کی مسافت طے کرتی۔ اسی طرح اللہ عزّ وجل نے آپ علیہ السلام کے لئے جنات کو تابع بنا دیا تھا جو آپ علیہ السلام کے حکم

وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿38﴾

اور دوسرے (سرکش اور کافر) جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے۔ ﴿38﴾

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿39﴾

(اللہ نے انہیں کہا) یہ ہمارا عطیہ ہے۔ آپ چاہیں تو دوسروں پر احسان کیجئے یا نہ کیجئے۔ آپ سے کوئی حساب (بھی) نہیں ہوگا۔ ﴿39﴾

وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿40﴾

بے شک ان کے لئے ہمارا بڑا تقرب ہے اور بہترین ٹھکانا (جنت) ہے۔ ﴿40﴾

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿41﴾

اور ہمارے بندہ ایوب (علیہ السلام) کا بھی ذکر کیجئے، جب انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے سخت تکلیف اور پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے۔ ﴿41﴾

کے مطابق مختلف کام کیا کرتے تھے۔ ان میں سے کوئی سمندر میں غوطہ لگا کر موتی نکالتا، کوئی معمار کا کام کرتا تھا اور ان میں سے جو بھی آپ علیہ السلام کی نافرمانی کرتا، آپ علیہ السلام اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال کر اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیا کرتے تھے۔ جب وہ فرمانبردار بن جاتا تو اسے چھوڑ دیا کرتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے جو مانگا، اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو عطا کیا اور ساتھ ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ یہ ہماری طرف سے عطیہ ہے۔ لہٰذا آپ علیہ السلام کو یہ اختیار ہے کہ آپ علیہ السلام اس میں سے جسے جو چاہیں اور جتنا چاہیں دے سکتے ہیں اور جسے نہ دینا چاہیں اس میں بھی آپ علیہ السلام کا اختیار ہے۔ آپ علیہ السلام سے اس کا کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ ان تمام نعمتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا سلیمان علیہ السلام پر یہ انعام بھی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا مقرب اور آخرت میں ان کا بہت بڑا مقام بنا رکھا تھا۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النمل 27: آیات 16 تا 17)

آیات 41 تا 43: ایوب علیہ السلام کی بیماری اور دعا کے بعد صحت یابی:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے اپنے بندہ ایوب علیہ السلام کے صبر اور امتحان میں کامیابی کی تعریف کی ہے۔ ایوب علیہ السلام وہ شخص ہیں جن کا مال تباہ ہو گیا، اولاد مر گئی اور جسمانی بیماری لگ گئی۔ یہاں تک کہ سوئی کے ناکہ کے برابر بھی جسم میں ایسی جگہ باقی نہ رہی جہاں بیماری نہ ہو۔ صرف زبان اور دل سلامت رہا۔ مفلسی کا یہ حال تھا کہ ایک وقت کا کھانا بھی آپ علیہ السلام کے پاس نہ تھا اور کوئی بھی آپ علیہ السلام کی خبر گیری کرنے والا نہ تھا سوائے آپ علیہ السلام کی بیوی صاحبہ کے جن

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴿42﴾

(ہم نے کہا) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو، یہ ٹھنڈا پانی نہانے اور پینے کے لئے ہے۔ ﴿42﴾

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿43﴾

اور ہم نے اپنی (خاص) رحمت سے انہیں ان کے اہل و عیال عطا فرمائے اور ان کی مانند اور بھی عطا فرمائے۔ عقلمندوں کے لئے اس میں (بڑی) نصیحت ہے۔ ﴿43﴾

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿44﴾

اور (اللہ نے کہا) اپنے ہاتھ میں تنکوں کی ایک مٹھی (جھاڑو) لے کر اس سے (اپنی بیوی کو) ماردو اور اپنی قسم نہ توڑو۔ بے شک ہم نے انہیں صبر کرنے والا پایا۔ وہ بہت ہی نیک بندہ اور (اپنے رب کی طرف) خوب رجوع کرنے والے تھے۔ ﴿44﴾

کے دل میں اللہ کا خوف اور شوہر کی محبت تھی۔ وہ لوگوں کا کام کاج کر کے اپنا اور اپنے شوہر کا پیٹ پالتی تھی۔ آپ علیہ السلام کئی سال تک بیماری میں مبتلا رہے۔ جب تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی تو آپ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا مانگی: اے میرے رب، مجھے شیطان نے تکلیف اور سخت پریشانی میں مبتلا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور وحی کے ذریعہ آپ علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ اپنا پاؤں زمین پر ماریں۔ اس سے پانی کا ایک چشمہ اُبل پڑے گا۔ اس پانی سے نہایئے اور پیجئے۔ آپ کی اندرونی اور بیرونی بیماری دور ہو جائے گی۔ لہٰذا آپ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جس سے آپ علیہ السلام مکمل صحت یاب ہو گئے۔ اللہ عزّ وجل نے آپ علیہ السلام پر مزید رحم فرماتے ہوئے آپ علیہ السلام کا کھویا ہوا خاندان، اولاد اور مال و دولت دوبارہ دے دیا بلکہ اس سے دوگنا عطا فرمایا اور آپ علیہ السلام کی زندگی کو اہل عقل کے لئے نصیحت بنا دیا۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانبیآء 21: آیات 83 تا 84)

آیت 44: ایوب علیہ السلام کا بیوی کو سو کوڑے مارنے کی قسم کھانا:

ایوب علیہ السلام کی بیوی آپ علیہ السلام کی صحت و عافیت کی شدید خواہش مند تھیں اور ہر وقت دوا کی تلاش میں رہتی تھیں۔ شیطان نے اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر انہیں شفا کا ایک شرکیہ عمل بتایا، انہوں نے آ کر آپ علیہ السلام کو وہ عمل بتایا جس پر آپ علیہ السلام غصہ ہوئے اور کہا کہ وہ شیطان تھا اور تم شیطان کی باتوں میں کیوں آ گئی؟ اور ساتھ میں قسم کھالی کہ مجھے اگر اللہ تعالیٰ نے شفا دی تو میں تجھے سو کوڑے مارونگا۔ چنانچہ آپ علیہ السلام جب تندرست ہوئے تو قسم پوری کرنی چاہی، آپ علیہ السلام کی شریعت میں قسم کا

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿45﴾

ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کا ذکر بھی کیجئے جو قوتِ عمل اور بڑی بصیرت والے تھے۔ ﴿45﴾

اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿46﴾

اور ہم نے انہیں ایک خاص صفت یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ ممتاز کر دیا تھا۔ ﴿46﴾

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿47﴾

اور بے شک وہ سب ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک بندوں میں سے تھے۔ ﴿47﴾

وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿48﴾

اور آپ اسماعیل، یسع اور ذوالکفل (علیہم السلام) کا ذکر بھی کیجئے، یہ سب ہی نیک لوگوں میں سے تھے۔ ﴿48﴾

هٰذَا ذِكْرٌ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿49﴾

یہ (دنیا میں ان کا) ذکر خیر ہے اور بے شک پرہیز گاروں کے لئے (آخرت میں) بہترین ٹھکانا (جنت) ہے۔ ﴿49﴾

کفارہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آپ علیہ السلام نے سوتنکوں والی جھاڑو لی اور اسے اپنی بیوی پر مار کر اپنی قسم پوری کر لی اور انہیں تکلیف بھی نہیں ہوئی۔ چونکہ ایوب علیہ السلام اور ان کی بیوی، بڑے متقی اور پرہیز گار اور اللہ تعالیٰ کی طرف خوب رجوع کرنے والے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا راستہ نکال دیا جس میں دونوں کے لئے سہولت تھی۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الطلاق 65: آیات 2 تا 3)

آیات 45 تا 48: عبادت گزار انبیا علیہم السلام کا بیان:

یہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام جو عبادت گزار، زیادہ نیک اعمال کرنے والے، مفید علم رکھنے والے، کامل بصیرت اور خوب دینی سمجھ بوجھ رکھنے والے تھے اور ہر وقت آخرت کی فکر اور اسی کی کامیابی کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ لوگوں کو بھی اسی کی دعوت دیتے تھے۔ دنیا اور اس کی لذتوں کی طرف ذرا بھی دھیان نہیں دیتے تھے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی خالص اور حقیقی محبت کیلئے خاص کر لیا تھا اور انہیں اپنے ہاں اعلیٰ مقام پر فائز فرمایا تھا۔ (مزید پڑھیے حٰمٓ السجدہ 41: آیت 33)

آیات 49 تا 54: پرہیز گاروں کا بہترین انجام:

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور پرہیزگاری اختیار کرنے والوں کو جنت میں عمدہ رہائش دی جائے گی جس کے دروازے جنتیوں کے انتظار میں ہر وقت کھلے رہیں گے۔ جنتی ان جنتوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ جب چاہیں گے اپنی خواہش کے مطابق پھل اور مشروبات طلب کریں

جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿50﴾

یعنی ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ ﴿50﴾

مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ﴿51﴾

وہ اس میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور مختلف قسم کے میوہ جات اور مشروب کی فرمائش کر رہے ہوں گے۔ ﴿51﴾

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿52﴾

اور ان کے پاس نیچی نگاہ رکھنے والی ہم عمر (حوریں) ہوں گی۔ ﴿52﴾

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿53﴾

یہ ہیں وہ چیزیں (انعام) جن کا، حساب کے دن، تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ﴿53﴾

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿54﴾

بیشک یہ ہمارا عطیہ ہے، جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ ﴿54﴾

هٰذَا ؕ وَ اِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿55﴾

یہ (تھا پرہیز گاروں کا معاملہ) اور بلاشبہ سرکش لوگوں کے لئے بہت ہی بُرا ٹھکانا ہو گا۔ ﴿55﴾

جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿56﴾

یعنی جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے۔ جو بہت ہی بُرا بچھونا ہے۔ ﴿56﴾

هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ﴿57﴾

یہ ہے (عذاب)۔ اب وہ مزہ چکھیں کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کا۔ ﴿57﴾

گے تو فوراً انہیں مہیا کر دیئے جائیں گے۔ ہر جنتی کو جنت میں ایسی خوب صورت بیویاں ملیں گی جو اپنے شوہروں کے سوا دوسرے مَردوں کو نہیں دیکھیں گی اور وہ عمر میں بھی اپنے شوہروں کے برابر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو گا کہ یہی ہے وہ جنت جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا گیا تھا اور تمہیں یہ بتایا گیا تھا کہ یہ نعمتوں والی جنت حساب و کتاب کے بعد ملے گی اور یہی ہے ہماری طرف سے وہ رزق جو کبھی ختم نہیں ہو گا۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر ھود 11: آیت 108)

آیات 55 تا 58: سرکشوں کا بدترین ٹھکانا:

جو لوگ دنیا میں سرکشی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکامات سے بغاوت کرتے ہیں، قیامت کے دن ان کا ٹھکانا بہت ہی بُرا ہو گا۔ انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا اور ہر طرف سے انہیں اللہ تعالیٰ کا عذاب گھیر لے گا۔ انہیں جب پیاس لگے گی تو پینے کے لئے انتہائی گرم پانی اور جہنمیوں کے جسموں کا خون اور پیپ دیا جائے گا اور ساتھ انہیں یہ کہا جائے گا کہ اپنی سرکشی

وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ؕ ﴿58﴾

اس کے علاوہ اور طرح طرح کے عذاب ہیں۔ ﴿58﴾

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿59﴾

یہ (سرداران کفر کی) ایک جماعت ہے جو تمہارے ساتھ آگ میں داخل ہو رہی ہے ان کے لئے کوئی خوش آمدید نہیں۔ یہ بھی جہنم میں داخل ہونے والے ہیں۔ ﴿59﴾

قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿60﴾

وہ (تابعدار) کہیں گے، بلکہ تمہارے لئے کوئی خوش آمدید نہیں، تم ہی تو ہمارے اس (عذاب) کا سبب بنے ہو۔ پس بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ ﴿60﴾

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿61﴾

پھر وہ (تابعدار) کہیں گے اے ہمارے رب، جو ہمارے لئے اس عذاب کا سبب بنا ہے تو اسے جہنم میں دوگنا عذاب دیجئے۔ ﴿61﴾

وَ قَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ؕ ﴿62﴾

اور جہنمی آپس میں کہیں گے: کیا وجہ ہے کہ (آج) ہمیں وہ آدمی دکھائی نہیں دے رہے جنہیں ہم (دنیا میں) بُرے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے؟ ﴿62﴾

کے بدلہ میں اس عذاب کا مزہ چکھو۔ صرف یہی عذاب نہیں بلکہ اس کے علاوہ اور بھی ذلیل و رُسوا کرنے والے عذاب تمہیں دیئے جائیں گے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر ابراہیم 14: آیت 16)

آیات 59 تا 64: کفر کے سرداروں اور پیروکاروں کا جہنم میں جھگڑا:

کفر کے سردار جب جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو جہنم کے ذمہ دار فرشتے ان کافر سرداروں سے مخاطب ہو کر کہیں گے کہ اس جہنم میں تمہارے بعد تمہارے پیروکار بھی داخل ہونگے۔ وہ سردار ان پیروکاروں کے بارے میں کہیں گے: یہ لوگ بھی ہماری طرح اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو رہے ہیں، جہاں سخت عذاب ہے۔ کفر کے سرداروں کی یہ بات سن کر ان کے پیروکار کہیں گے، تم لوگوں نے ہمارے بارے میں جو بات کہی ہے وہ بالکل غلط ہے۔ ہم بھی تمہارے مجرمانہ کردار کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوئے ہیں۔ تم ہی نے تو ہمیں گمراہ کیا تھا اور تم ہی ہمارے عذاب کا سبب بنے ہو۔ لہٰذا آج تمہارے لئے کوئی راحت اور کشادگی نہیں۔ پھر وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے عرض کریں گے: اے ہمارے رب، جن مجرموں نے دنیا میں ہمیں گمراہ کیا تھا، انہیں جہنم میں دوہرا عذاب دے۔ پھر وہ کفر کے سردار جہنم میں اِدھر اُدھر دیکھیں گے تو جہنم

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ
عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿63﴾

کیا ہم بلاوجہ ان کا مذاق اڑاتے تھے یا ہماری آنکھیں ان کو دیکھ نہیں پا رہیں۔ ﴿63﴾

اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿64﴾

بے شک یہ اہل جہنم کا آپس میں جھگڑنا حق ہے۔ ﴿64﴾

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ مَا مِنْ
اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿65﴾

(اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجئے، میں تو صرف ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا، سب پر غالب ہے۔ ﴿65﴾

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا
بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿66﴾

جو آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان (کی تمام مخلوق) کا رب ہے، وہ سب پر غالب، خوب معاف کرنے والا ہے۔ ﴿66﴾

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿67﴾

آپ فرما دیجئے کہ یہ بہت بڑی خبر (قرآن) ہے۔ ﴿67﴾

اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿68﴾

جس سے تم بے پرواہ ہو رہے ہو۔ ﴿68﴾

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ
الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿69﴾

مجھے ان بلند مقام فرشتوں کی بات چیت کا کوئی علم نہیں جس وقت وہ بحث کر رہے تھے۔ ﴿69﴾

اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا
نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿70﴾

مجھے تو وحی کے ذریعہ سے یہ بات بتائی جاتی ہے کہ میں کھلم کھلم ڈرانے والا ہوں۔ ﴿70﴾

میں کمزور اور غریب مسلمانوں کو نہیں پائیں گے۔ جنہیں وہ دنیا میں حقیر سمجھ کر ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ وہ اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے کہیں گے: وہ لوگ یہاں نظر کیوں نہیں آرہے ہیں جنہیں ہم دنیا میں حقیر سمجھا کرتے تھے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ آخر وہ اپنے آپ کو جھوٹی تسلی دیتے ہوئے کہیں گے: شاید وہ لوگ بھی جہنم میں ہوں لیکن ہمیں نظر نہیں آرہے۔ پھر اہل جہنم ایک دوسرے کو الزام دیں گے اور سردار اور ان کے پیروکار ایک دوسرے کے لئے بُرائی چاہیں گے لیکن سب عذاب میں برابر کے شریک ہوں گے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 38 اور الاحزاب 33: آیات 67 تا 68)

آیات 65 تا 70: فرشتوں کا آپس میں جھگڑا:

رسول اکرم ﷺ کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد انسانیت کی راہ نمائی ہے، انہیں توحید کو اپنا کر نیک اعمال کی رغبت اور پھر اس کے بدلہ میں جنت کی خوشخبری دینا اور شرک اور برے اعمال سے روکنا اور اس کے نتیجہ میں عذاب الٰہی سے ڈرانا ہے۔ مگر افسوس کہ لوگ آپ ﷺ پر وحی کے نزول کے بھی

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ﴿71﴾

(آپ اس وقت کو یاد کیجئے) جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا: بے شک میں مٹی سے ایک انسان پیدا کرنے والا ہوں۔ ﴿71﴾

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿72﴾

پس جب میں اسے ٹھیک ٹھاک بنا لوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں، تو تم سب اس کے سامنے سجدہ میں گر جانا۔ ﴿72﴾

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿73﴾

چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔ ﴿73﴾

اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿74﴾

سوائے ابلیس کے اس نے تکبر کیا اور وہ کفار (احکامِ الٰہی کا انکار کرنے والوں) میں سے ہو گیا۔ ﴿74﴾

قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ ﴿75﴾

اللہ نے فرمایا: اے ابلیس، جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا، تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا ؟ کیا تو نے تکبر کیا ہے؟ یا تو حقیقت میں بلند مرتبہ والوں میں سے ہے۔ ﴿75﴾

منکر ہیں۔اگر آپ ﷺ پر وحی نہ آتی تو انسانوں کو آدم علیہ السلام کے بارے میں فرشتوں کا اعتراض اور ابلیس کی نافرمانی کا کیسے علم ہوتا۔

آیات 71 تا 73: آدم علیہ السلام کی تخلیق اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم:

اللہ عزّ وجل نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے پہلے فرشتوں کو یہ بتا دیا کہ میں مٹی سے ایک انسان کو بنانے والا ہوں اور فرشتوں کو یہ حکم بھی دے دیا کہ جب یہ انسان مکمل تیار ہو جائے اور اس میں جان پڑ جائے تو تم اسے سجدہ کرنا۔ اس سے نئی مخلوق کی عزت افزائی اور اللہ عزّ وجل کے حکم کی فرمانبرداری مقصود تھی۔ جب آدم علیہ السلام کو مکمل کر کے اللہ تعالیٰ نے ان میں روح ڈال دی تو ابلیس کے علاوہ تمام فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیات 30 تا 34)

آیات 74 تا 78: ابلیس کا تکبر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر لعنت:

اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے تمام فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو احتراماً سجدہ کیا لیکن ابلیس نے تکبر اور غرور کی وجہ سے اللہ عزّ وجل کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا۔ اللہ عزّ وجل نے اس گستاخی کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا: میں آدم علیہ السلام سے بہتر ہوں کیونکہ

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿76﴾

اس نے جواب دیا: میں اس سے بہتر ہوں (کیونکہ) آپ نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور اسے مٹی سے پیدا کیا ہے۔ ﴿76﴾

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿77﴾

اللہ نے فرمایا: تو یہاں (جنت) سے نکل جا، یقیناً تو مردود ہے۔ ﴿77﴾

وَّ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿78﴾

اور قیامت کے دن تک تجھ پر میری لعنت برستی رہے گی۔ ﴿78﴾

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿79﴾

ابلیس نے کہا: اے میرے رب، مجھے اس دن تک مہلت دے جب لوگ دوبارہ اُٹھائے جائیں گے۔ ﴿79﴾

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿80﴾

اللہ نے فرمایا: تجھے مہلت دی جاتی ہے۔ ﴿80﴾

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿81﴾

اس دن تک جس کا وقت معلوم (مقرر) ہے۔ ﴿81﴾

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿82﴾

ابلیس نے کہا: تیری عزّت کی قسم، میں ان سب لوگوں کو بہکا کر رہوں گا۔ ﴿82﴾

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿83﴾

سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ ﴿83﴾

میں آگ سے اور یہ مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور آگ مٹی سے بہتر ہے۔ ابلیس کی اس غلط سوچ کی وجہ سے وہ اللہ ربّ العزّت کی نافرمانی اور کفر کا مرتکب ہوگیا۔ اللہ عزّ وجل نے اسے ذلیل و رُسوا کر کے ہمیشہ کیلئے اپنی رحمت سے محروم کر دیا اور اسے ذلت کے ساتھ زمین پر بھیج دیا۔

آیات 79 تا 81: ابلیس کی اللہ تعالیٰ سے درخواست:

ابلیس کو جب رحمتِ الٰہی سے دوری کا یقین ہوگیا تو اس کے دل میں آدم علیہ السلام کے خلاف حسد کی آگ اور بھڑک اٹھی۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن تک زندہ رہنے کی مہلت مانگی تاکہ آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو گمراہ کرے۔ اللہ عزّ وجل نے اسے قیامت کے دن تک مہلت دے دی۔

آیات 82 تا 85: ابلیس نے انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے قسم کھائی:

جب ابلیس کو مہلت مل گئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی عزّت کی قسم کھا کر کہا: اے اللہ، میں تیرے مخلص بندوں کے سوا سب کو گمراہ کر دوں گا۔ اللہ عزّ وجل نے بھی اس کے جواب میں فرمایا کہ

قَالَ فَالْحَقُّ ۫ وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿84﴾

اللہ نے فرمایا: یہ بات حق ہے اور میں حق ہی کہا کرتا ہوں۔ ﴿84﴾

لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿85﴾

کہ میں تجھ سے اور تیرے تمام ماننے والوں والوں سے جہنم کو بھر دونگا۔ ﴿85﴾

قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿86﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی بدلہ (معاوضہ) نہیں مانگتا اور نہ ہی میں بناوٹی لوگوں میں سے ہوں۔ ﴿86﴾

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿87﴾

یہ (قرآن) تو تمام انسانیت کے لئے نصیحت ہے۔ ﴿87﴾

وَ لَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿88﴾

اور یقیناً کچھ ہی وقت کے بعد تمہیں اس (قرآن) کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ ﴿88﴾

میں بھی جہنم کو تجھ سے اور ان تمام لوگوں سے بھر دوں گا جو تیری پیروی کرینگے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 18، بنی اسرائیل 17: آیات 62 تا 65)

آیات 86 تا 88: تبلیغ وحی کا مقصد انسانیت کی خیر خواہی ہے:

رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ غیب کے بے شمار واقعات کی خبر دی اور حکم دیا کہ یہ واقعات لوگوں کو سنائیں اور انہیں وعظ ونصیحت کریں اور ساتھ ہی انہیں یہ بتا دیں کہ اس تبلیغ وحی کا مقصد کوئی معاوضہ یا دنیاوی لالچ نہیں بلکہ انسانیت کی خیر خواہی اور بھلائی ہے۔ قرآن مجید حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے جسے اس نے دنیا والوں کے لئے بطور نصیحت نازل فرمایا ہے۔ تمہیں اس کا یقین اس وقت ہوگا جب لوگ اس کتاب پر ایمان لاتے ہوئے جوق درجوق اسلام قبول کرنے لگیں گے اور ہر طرف اسلام کا بول بالا ہونے لگے گا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ کی صداقت کی بہت بڑی دلیل ہے کہ شروع اسلام میں مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی تھی پھر حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی اور مسلمان ایک عظیم قوت بن کر دنیا میں ابھرے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 19 اور ھود 11: آیت 17، الحاقۃ 69: آیات 44 تا 46 اور التکاثر 102: آیات 6 تا 7)

سُوْرَةُ الزُّمَرِ

سورۂ زمر مکی ہے، اس میں 75 آیات اور 8 رکوع ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ﴿1﴾

یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے جو ہر چیز پر غالب، خوب حکمت والا ہے۔ ﴿1﴾

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ فَاعۡبُدِ اللّٰہَ مُخۡلِصًا لَّہُ الدِّیۡنَ ؕ﴿2﴾

(اے نبی ﷺ) یقیناً ہم نے یہ کتاب آپ پر حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے۔ پس آپ اللہ ہی کی بندگی کو خالص کرتے ہوئے اسی کی عبادت کیجئے۔ ﴿2﴾

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ ؕ وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُہُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ فِیۡ مَا ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ﴿3﴾

یاد رکھو، عبادت خالص اللہ ہی کے لئے ہے، اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو اولیا بنایا ہے (وہ کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں تاکہ یہ (بزرگ) ہمیں اللہ کے قریب کر دیں۔ جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں، یقیناً اللہ ان کے درمیان خود فیصلہ فرمائے گا۔ اللہ ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور حق کا انکار کرنے والا ہو۔ ﴿3﴾

آیات 1 تا 4: قرآن کریم توحید کا درس دینے والی کتاب ہے:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے جو ہر چیز پر غالب اور اپنے تمام امور میں صاحب حکمت ہے۔ قرآن کریم وہ کتاب ہے جو تمام انسانوں کو اللہ عزّ وجل کی توحید کا درس اور خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔ پھر بھی لوگ اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر خود ساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے قریب کر دیں گے، ہماری حاجات کے لئے اللہ کے نزدیک ہمارے سفارشی بن جائیں گے۔ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے لوگوں اور مومنوں کے درمیان فیصلہ فرما دیں گے۔ مومنوں کو توحید اختیار کرنے کی وجہ سے انعام واکرام سے نوازیں

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا
لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ
سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿4﴾

اللہ اگر کسی کو اولاد بنانا چاہتا تو وہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن سکتا تھا۔ (مگر) وہ تو ایسی باتوں سے پاک ہے، وہی اللہ، اکیلا سب پر غالب ہے۔ ﴿4﴾

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ
يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ
النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ
مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿5﴾

اسی نے نہایت اچھی تدبیر سے آسمان اور زمین کو بنایا، وہی رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹ دیتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام پر لگا رکھا ہے۔ ہر ایک مقررہ مدت تک یوں ہی چلتا رہے گا۔ یقین مانو کہ وہی (اللہ) سب پر غالب، خوب معاف کرنے والا ہے۔ ﴿3﴾

گے اور کفار اور مشرکوں کو اللہ عزّ وجل کا شریک ٹھہرانے کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیں گے۔ جو شخص بھی اللہ عزّ وجل کا شریک بنا کر شرک کا ارتکاب کرتا ہے، اللہ عزّ وجل ایسے جھوٹے مشرک کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتے۔ کچھ لوگ اللہ عزّ وجل کی طرف اولاد کو منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تردید کرتے ہوئے اپنے آپ سے اولاد کی نفی فرمائی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی اولاد بنانا چاہتا تو وہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا اولاد بنا لیتا لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات اولاد اور ہر قسم کے نقائص سے پاک ہے اور اس کے سامنے تمام مخلوقات کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ اللہ ربّ العزّت کے بارے میں اس طرح کی باتیں کرنا اور اس کی شان میں گستاخی کرنا اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنانا ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے الانبیآء 21: آیت 17، سبا 34: آیات 40 تا 41 اور الزخرف 43: آیت 81)

آیات 5 تا 6: دن اور رات، انسان اور جانور قدرت الٰہی کا ثبوت ہیں:

اللہ عزّ وجل وہ ذات ہے جس نے آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ وہی ہر چیز کا مالک اور اپنی مرضی کے مطابق ان میں تصرف کرنے والا ہے۔ وہی رات اور دن کو اس طرح لاتا ہے کہ ہر ایک دوسرے کے بعد آتے جاتے رہتے ہیں۔ ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں ہوتی اور چاند اور سورج بھی ایک مقررہ وقت تک چل رہے ہیں اور قیامت تک چلتے رہیں گے جن سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق مستفید ہوتی رہے گی۔ اسی نے تمام بنی نوع انسان کو صرف ایک انسان

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ
جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ
مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ
يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا
مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿6﴾
اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ
عَنْكُمْ ۫ وَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ
الْكُفْرَ ۚ وَ اِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ

اس نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا، پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے (نر و مادہ) پیدا کئے۔ وہی تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تاریک پردوں میں یکے بعد دیگرے مراحل سے گزار کر پیدا کرتا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم (حق سے) کہاں پھرے جارہے ہو۔ ﴿6﴾

اگر تم ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ) اللہ تم (سب) سے بے نیاز ہے، وہ اپنے بندوں کی ناشکری سے خوش نہیں اور اگر تم شکر کرو گے

آدم علیہ السلام سے پیدا کیا۔ پھر ان کی بائیں پسلی سے ان کی بیوی حوا علیہا السلام کو پیدا کیا۔ اسی نے اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ اور دیگر جانور بھی پیدا کئے اور ہر ایک کا جوڑا (نر، مادہ) بنایا۔ وہی انسان کو اس کی ماں کے پیٹ میں مختلف مراحل سے گزارتا ہے۔ پہلے ماں کے پیٹ میں نطفہ قرار پاتا ہے۔ پھر وہی نطفہ جمے ہوئے خون کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر وہ گوشت کے لوتھڑے کی مانند بن جاتا ہے۔ پھر انسان کی شکل وصورت اختیار کرتا ہے اور پھر اللہ عزّ وجل اس میں روح ڈال دیتے ہیں۔ اس کی پرورش تین اندھیروں کے نیچے ہوتی ہے۔ ایک پیٹ کا اندھیرا، دوسرا رحم کا اور تیسرا اس جھلی کا جو اس پر چڑھی رہتی ہے۔ جو اللہ عزّ وجل یہ تمام امور صحیح صحیح چلانے والا ہے۔ وہی پوری کائنات کا اکیلا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی بھی عبادت کا حقدار نہیں۔ ان لوگوں پر بڑا ہی افسوس ہے کہ جو اتنے واضح دلائل آ جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔

(مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 54، النسآء 4: آیت 1، الانعام 6: آیات 144 تا 145)

آیت 7: اللہ تعالیٰ کفر سے ناراض اور شکر ادا کرنے سے راضی ہوتے ہیں:

اللہ عزّ وجل اپنی تمام مخلوقات سے بے نیاز ہیں۔ سب اسی کے محتاج ہیں اور وہ کسی کے محتاج نہیں۔ اس لئے اگر تمام جن اور انسان کفر کی راہ اختیار کر لیں تو اسے کوئی نقصان نہیں ہوگا اور اگر یہ سارے مومن بن جائیں تو اللہ کی بادشاہت میں کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ کوئی کفر کرے گا تو اس کا نقصان اسے خود

لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ
اُخْرٰى ۗ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ
فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۗ
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿7﴾

تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرتا ہے اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، آخرکار تمہیں اپنے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں تمہارے اعمال کی خبر دے گا۔ بے شک وہ تو سینوں کے راز تک جانتا ہے۔ ﴿7﴾

وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا
رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ
نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا
اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ
اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۗ
قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ
مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ﴿8﴾

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب رجوع کرتے ہوئے اپنے رب کو پکارتا ہے، پھر جب اللہ اسے اپنی نعمت سے نوازتا ہے تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس پر وہ پہلے پکار رہا تھا اور وہ اللہ کے شریک ٹھہراتا ہے تاکہ وہ (اور لوگوں کو بھی) اللہ کی راہ سے بھٹکا دے۔ آپ فرما دیجئے: (اے ایسے انسان) اپنے کفر سے تھوڑی دیر اور فائدہ اٹھا لے، یقیناً تو جہنم والوں میں سے ہے۔ ﴿8﴾

ہی اٹھانا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کفر کرنے پر ناراض ہو جاتے ہیں۔ کوئی اس کا شکر ادا کریگا تو اس کا فائدہ بھی اسے ہی پہنچتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''اگر تم سب اور روئے زمین کے تمام انسان اللہ کی ناشکری کریں تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں کیونکہ وہ تو بے نیاز اور خوب تعریفوں والا ہے'' (ابراہیم 14: آیت 8)۔ لہٰذا بندوں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ شکر ادا کرتے رہیں تاکہ انہیں آخرت میں اچھا بدلہ ملے اور وہ دنیا کی نعمتوں سے بھی فیضیاب ہوں۔ ہر انسان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ قیامت کے دن کوئی شخص کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ بلکہ ہر شخص اپنے اعمال کا ذمہ دار ہوگا اور اسے اپنے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔ اللہ عزّ وجل اسے ان تمام اعمال کی خبر دے گا جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ وہ تو دلوں کی باتوں تک کو جانتا ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النمل 27: آیت 40 اور ابراہیم 14: آیت 7)

آیت 8: مصیبت کے وقت انسان کو اللہ یاد آتا ہے:

انسان جب کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور اسے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی یہ مصیبت دور نہیں کرسکتا تو وہ گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے کہ اے میرے رب، آپ میری

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿9﴾

بھلا جو (مومن) راتیں سجدہ اور قیام کی حالت میں گزارتا ہو، آخرت (کے عذاب) سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو؟ (دوسرا کافر جو اس کے برعکس ہو برابر ہو سکتے ہیں؟) (اے نبی ﷺ) ان سے پوچھئے: کیا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ بے شک نصیحت عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔ ﴿9﴾

تکلیف کو دور فرما دیں۔ پھر جب اللہ عزّ وجل اس کی تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو وہ سب کچھ بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر خود ساختہ معبودوں کی پوجا کرنے لگتا ہے۔ اللہ عزّ وجل نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی ایسے لوگوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ تم اس دنیاوی زندگی سے کچھ دنوں کے لئے فائدہ اٹھا لو، مرنے کے بعد تمہارا ٹھکانا یقیناً جہنم ہوگا جو بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

(مزید پڑھیے بنی اسرائیل 17: آیت 67، یونس 10: آیت 12، ابراہیم 14: آیت 30، الروم 30: آیات 33 تا 34)

آیت 9: فرمانبردار اور نافرمان دونوں برابر نہیں:

اللہ عزّ وجل کے فرمانبردار اور نافرمان بندے ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ تہجد گزار شخص بہتر ہے جو تنگی اور خوشی میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا امیدوار ہو کر اور آخرت کے عذاب کو یاد کر کے سجدہ میں اپنے رب کے سامنے گڑگڑاتا ہے اور جنت کے حصول کی دعا مانگتا ہے۔ بخلاف اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور شرک اور کفر کی وادیوں میں بھٹک رہا ہے۔ ایسا نافرمان شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے آخرت میں اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لیتا ہے۔ ایک نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ کی عیادت کے موقع پر رسول اکرم ﷺ نے اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ میں رحمتِ الٰہی کا امیدوار اور اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب الٰہی سے خوفزدہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے وقت میں جب مومن کے دل میں یہ دو باتیں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کی امید ضرور پوری فرمائیں گے اور اسے یقیناً خوف سے نجات عطا فرمائیں گے۔ (ترمذی)

آیت کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے عالم اور جاہل کا فرق ذکر فرمایا ہے کہ جس طرح ایک مومن فرمانبردار اور کافر نافرمان میں بہت بڑا فرق ہے۔ اسی طرح ایک عالم اور جاہل میں بھی بڑا فرق ہے۔ کیونکہ عالم احکامِ الٰہی کو جان کر ان پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ وہ یقیناً اس نادان سے بہتر ہے جو علم نہ ہونے کی وجہ سے شرک و کفر میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿10﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ اے میرے مومن بندو، اپنے رب (کے عذاب) سے ڈرتے رہو، جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک اعمال کئے ان کے لئے بھلائی ہے اور اللہ کی زمین بہت ہی کشادہ ہے۔ بے شک (اللہ کی راہ میں) صبر کرنے والوں کو (ان کے صبر کا) بے حساب اجر دیا جائے گا۔ ﴿10﴾

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿11﴾

آپ (ﷺ) فرما دیجئے، مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اخلاص سے اللہ کی عبادت کروں۔ ﴿11﴾

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿12﴾

اور مجھے حکم (یہ بھی) دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے خود (اللہ کا) فرمانبردار بن جاؤں۔ ﴿12﴾

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے رب کی

آیات 10 تا 12: صبر کرنے والوں کے لئے بے حساب اجر:

اللہ عزّ وجل کے جو نیک بندے پرہیزگاری اختیار کرتے ہوئے نیک اعمال کریں گے اللہ تعالیٰ آخرت میں انہیں جنت عطا فرمائیں گے اور اگر اللہ کی عبادت کرنے کی وجہ سے ان پر سرزمین تنگ کر دی جائے اور ظلم و زیادتی کا نشانہ بنیں تو اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اس سرزمین سے ہجرت کر کے ایسی جگہ چلے جائیں جہاں وہ بآسانی اللہ عزّ وجل کی عبادت کر سکیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادات کرنے میں بہت مشکلات آتی ہیں اس لئے جو شخص بھی تکالیف پہنچنے پر صبر کرے، اللہ عزّ وجل نے ایسے شخص کے لئے بے حساب اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے۔ انہیں جنت بھی ملے گی اور ساتھ ہی ایسی نعمتیں بھی جو کبھی ختم نہ ہونے والی ہوں گی۔ جنت کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان شرک سے بچتے ہوئے صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ یہی حکم اللہ عزّ وجل نے اپنے نبی کریم ﷺ کو بھی دیا۔ (مزید پڑھیے النسآء 4: آیات 97 تا 99 اور الانعام 6: آیات 162 تا 164)

آیات 13 تا 16: قیامت کے دن کا خسارہ سب سے بڑا خسارہ ہے:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ یہ اعلان فرما دیا کہ آپ لوگوں

رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿13﴾

نافرمانی کروں تو مجھے بڑے (قیامت کے) دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔ ﴿13﴾

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ﴿14﴾

آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ میں اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اخلاص سے صرف اسی کی عبادت کرتا ہوں۔ ﴿14﴾

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿15﴾

پس تم لوگ اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو۔ آپ (ﷺ) فرما دیجئے کہ اصل خسارہ پانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو نقصان میں ڈال دیا۔ یاد رکھو، یہ کھلم کھلا نقصان ہے۔ ﴿15﴾

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ

ان کے اوپر بھی آگ کے (شعلے مثل) سائبان ہونگے اور ان کے نیچے بھی۔ یہی (وہ عذاب) ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو

کو یہ بتادیں کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کے باوجود بھی اپنے رب کی نافرمانی اور اللہ عزّ وجل کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنے سے ڈرتا ہوں کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گئے تو کہیں وہ مجھے بھی عذاب میں مبتلا نہ کر دیں۔ اللہ عزّ وجل نے مجھے یہ حکم بھی دیا ہے کہ میں خالص اسی کی عبادت کروں۔ اگر تم میری دعوت قبول نہیں کرتے تو تم جس کے سامنے چاہو سر ٹیکتے رہو۔ عنقریب تمہیں اپنا (بُرا) انجام معلوم ہو جائے گا۔ اس لئے کہ جو انسان آخرت میں خسارہ پانے والوں میں شامل ہو گیا۔ حقیقت میں وہ سب سے بڑا خسارہ پانے والا ہو گا۔ وہ اپنے کفر اور گمراہی کی وجہ سے خود بھی جہنم کا ایندھن بنے گا اور اپنے اہل و عیال کو گمراہ کرنے کی وجہ سے انہیں بھی اپنے ساتھ جہنم میں لے جائے گا۔ اس دن کے خسارہ سے بچنے کے لئے انسان پوری دنیا کا مال و متاع دینے کے لئے بھی تیار ہو جائے گا لیکن وہ اس سے بالکل بھی قبول نہیں کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ایسی آگ میں ڈال دیں گے جو چاروں طرف سے اسے گھیر لے گی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہو گا کہ اب اس عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے اسی لئے وہ دنیا میں ہی اپنے بندوں کو عذاب سے ڈراتا ہے اور انہیں نصیحت کرتا ہے کہ کوئی ایسا عمل نہ کرو جو میری ناراضگی اور تمہیں جہنم میں لے جانے کا باعث بن جائے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیت 85، الاعراف 7: آیت 41، العنکبوت 29: آیت 55)

اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿16﴾

ڈراتا ہے، اے میرے بندو، تم صرف مجھ سے ڈرتے رہو۔ ﴿16﴾

وَ الَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ ﴿17﴾

اور جو لوگ بت پرستی سے بچتے رہے اور وہ (ہمہ تن) اللہ کی طرف متوجہ رہے ان کے لئے خوشخبری ہے۔ لہٰذا (اے نبی ﷺ) میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔ ﴿17﴾

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿18﴾

جو بات کو توجہ سے سنتے ہیں پھر جو بہترین بات ہو اس پر عمل کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت عطا فرمائی ہے اور یہی لوگ عقلمند ہیں۔ ﴿18﴾

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ﴿19﴾

کیا وہ آدمی جس پر عذاب کا فیصلہ ہو چکا ہے اور جو (جہنم کی) آگ میں ہے، آپ اسے (آگ سے) چھڑا سکتے ہیں؟ ﴿19﴾

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ

لیکن جو لوگ اپنے رب (کے عذاب) سے ڈرتے رہے ان کے لئے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور

آیات 17 تا 18: توحید اختیار کرنے والوں کے لئے خوشخبری:

جو لوگ اس دنیا میں اپنے دل و دماغ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے، ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کی خوشخبری سنائی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ہر اچھی بات کو سن کر اس پر عمل پیرا ہو جاتے ہیں اور اپنی عقل و سمجھ کو استعمال کرتے ہوئے شرک و کفر سے دور رہتے ہیں۔ یہی کامیاب لوگ ہیں اور آخرت کی کامیابی انسان کی سب سے بڑی کامیابی ہے۔ (مزید پڑھیے الاعراف 7: آیت 145 اور یونس 10: آیت 64)

آیت 19: ازلی بدبختوں کو کوئی بھی جہنم سے نہیں بچا سکتا:

جو آدمی دنیا میں کفر و شرک اور ظلم و سرکشی کی زندگی گزار رہا ہو اور اسی حالت میں اسے موت آجائے، اسے کوئی بھی عذابِ الٰہی سے نہیں بچا سکتا۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب لکھ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے فیصلہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر ص 38: آیت 85، الاعراف 7: آیت 18 اور الرعد 13: آیات 11، 34)

تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِیْعَادَ ﴿20﴾

بھی بالا خانے بنے ہوئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ ﴿20﴾

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ یَنَابِیْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ یُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿21﴾

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ ہی آسمان سے بارش برساتا ہے اور اسے (چشموں کی صورت میں) زمین کے اندر جاری کر دیتا ہے پھر اسی کے ذریعہ مختلف رنگوں کی لہلہاتی کھیتیاں اُگاتا ہے اور پھر سوکھ کر زرد نظر آنے لگتی ہیں، آخر کار وہ اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ بے شک اس میں عقلمندوں کیلئے ایک سبق ہے۔ ﴿21﴾

آیت 20: پرہیزگاروں کے لئے بہترین انعام:

جو لوگ دنیا میں اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری والی زندگی گزارتے ہیں اللہ عزّ وجل نے ایسے پرہیزگار لوگوں کے لئے جنت کے عالی شان بلند و بالا محل تیار کر رکھے ہیں۔ جو نہایت مضبوط اور بیش قیمت آرائشی چیزوں سے آراستہ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ اللہ عزّ وجل کا سچا وعدہ ہے جو کبھی جھوٹا نہیں ہوگا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جنت کے محلات کے اندرونی حصے باہر سے اور بیرونی حصے اندر سے نظر آتے ہیں'' ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ، یہ کن لوگوں کے لئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:- ''یہ ان لوگوں کے لئے ہیں جو اچھی باتیں کرتے ہیں، جو غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور گرم گرم بستر چھوڑ کر تہجد کی نماز پڑھتے ہیں جب دنیا والے سو رہے ہوتے ہیں اور پابندی سے روزے رکھتے ہیں۔'' (ترمذی) ﴿مزید تفصیل کیلئے پڑھیے التوبہ 9: آیت 72 اور الفرقان 25: آیات 75 تا 76﴾

آیت 21: دنیا کی بے ثباتی (ناپائیداری) کا بیان:

اللہ عزّ وجل نے دنیاوی زندگی کو اس پانی سے تشبیہ دی ہے جو آسمان سے نازل ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہو جاتا ہے، درختوں میں پھل آنے لگتے ہیں اور پھر کچھ ہی دنوں کے بعد یہ تمام چیزیں سوکھ جاتی ہیں۔ اسی طرح دنیا بھی سرسبز و شاداب اور ہری بھری اور خوب صورت ہے۔ ایک دن یہ بھی بدشکل ہو جائے گی جیسے انسان پہلے بچہ پھر جوان پھر بوڑھا اور آخر میں قبر میں پہنچ جاتا ہے۔ جس طرح بارش کے بعد پیدا ہونے والی کھیتی کو کوئی ہمیشگی اور پائیداری

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿22﴾

کیا وہ انسان جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے نور (روشنی) پر ہو (اس انسان کی طرح ہوسکتا ہے جس نے ان باتوں سے کوئی سبق نہ لیا ہو) پس ان کے لئے ہلاکت ہے، جن کے دل اللہ کی یاد سے (غفلت کی وجہ سے) سخت ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ ﴿22﴾

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا

اللہ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی

نہیں اسی طرح دنیاوی زندگی کو بھی دوام نہیں۔ لہٰذا عقلمند انسان وہی ہے جو اس زندگی کے لئے محنت کرتا ہے جو کبھی ختم ہونے والی نہیں اور وہ آخرت کی زندگی ہے۔ اس میں عقل والوں کے لئے ایک سبق ہے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر الکہف 18: آیات 45 تا 46، الحدید 57 آیت 20)

آیت 22: حقیقت میں کامیاب کون؟

وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ اسلام کے لئے کھول دیں اور وہ رب کی طرف سے عطا کردہ روشنی یعنی اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق چل رہا ہو، وہی انسان حقیقت میں کامیاب ہے۔ کیونکہ اللہ عزّ وجل جس بندہ سے بھی بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں، اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں اور نیک اعمال اس کے لئے بڑے ہی آسان ہو جاتے ہیں۔ جبکہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو سخت بنا دیتے ہیں اور اس کے دل کو دینی احکام کے بارے میں بہت زیادہ تنگ کر دیتے ہیں۔ نیک اعمال اس کے لئے بہت ہی مشکل ہوجاتے ہیں۔ ایسے شخص کو کبھی ہدایت نہیں ملتی کیونکہ وہ کھلی گمراہی میں ہوتا ہے۔ فرمان الٰہی ہے :-
(ترجمہ) ''اللہ مومنوں کا دوست ہے وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے۔ اور کفار کے دوست شیاطین ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔'' (البقرہ 2: آیت 257)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیات 122 تا 125 اور ھود 11: آیت 24)

آیت 23: پرہیزگاروں پر آیاتِ الٰہی کا اثر:

اللہ ربّ العزت نے قرآن کریم کی صورت میں سب سے بہترین کتاب نازل فرمائی جس کی آیات اور معانی ایک دوسرے سے مشابہ ہیں۔ جس میں بیان کردہ احکام، جائز اور ناجائز امور مختلف انداز

مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ
جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ
ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ
إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ
يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن
يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿23﴾

کتاب ہے، جس کے مضامین ملتے جلتے اور بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ اسے سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب (کے عذاب) سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کے جسم اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف مائل ہوجاتے ہیں۔ یہ (قرآن) اللہ کی ہدایت ہے۔ وہ اس کے ذریعہ سے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ پر لے آتا ہے اور جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ﴿23﴾

أَفَمَن يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ
الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ وَقِيلَ
لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ
تَكْسِبُونَ ﴿24﴾

کیا جو شخص قیامت کے دن بدترین عذاب سے بچنے کے لئے اپنے چہرہ کو ڈھال بنائے گا (اس کے برابر ہوسکتا ہے جو جنت میں عیش کر رہا ہوگا) اور ظالموں سے کہا جائے گا تم جو کچھ کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔ ﴿24﴾

میں بار بار ذکر کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنے والوں کے سامنے جب قرآن کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ جب رحمت اور مغفرت کی آیات تلاوت ہوتی ہیں تو ان کے دلوں کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس عظیم کتاب کے ذریعہ صرف وہی لوگ ہدایت پاتے ہیں جن کے دل اس کی طرف مائل ہوتے ہیں اس کے برعکس جو کفر اور سرکشی میں مبتلا ہوتے ہیں انہیں کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔
(مزید پڑھیے الفرقان 25: آیت 73، المآئدہ 5: آیات 83 تا 84، مریم 19: آیت 58، الحج 22: آیت 35)

آیات 24 تا 26: ظالم اور عادل برابر نہیں ہوسکتے:

جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں، وہ قیامت کے روز بڑی پریشانی میں مبتلا ہونگے۔ ان کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے جائیں گے اور انہیں اوندھے منہ جہنم میں ڈال کر کہا جائے گا کہ آج اپنے ظلم کا بدلہ چکھو۔ جبکہ وہ لوگ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے رہے ہوں گے ان کا معاملہ برعکس ہوگا۔ وہ جنت کے باغات میں پرامن زندگی گزار رہے ہونگے۔ کفار کا ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیا علیہم السلام کو جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ناراض ہوکر انہیں عذاب میں مبتلا کردیا۔ جس کے ذریعہ دنیا میں ان کی خوب ذلت و

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿25﴾

ان سے پہلے بھی بہت سے لوگ اسی طرح (اللہ اور اس کے رسولوں کو) جھٹلا چکے ہیں آخرکار ان پر ایسی جگہ سے عذاب آیا جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ ﴿25﴾

فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿26﴾

پس اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں ہی رسوائی کا مزہ چکھادیا اور آخرت کا عذاب تو اس سے سخت ہے۔ کاش کہ یہ لوگ (اس بات کو) جان لیتے۔ ﴿26﴾

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿27﴾

اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہرطرح کی مثالیں بیان کر دی ہیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کرلیں۔ ﴿27﴾

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿28﴾

ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے، جس میں کوئی کجی (ٹیڑھا پن) نہیں تاکہ وہ (برے انجام سے) بچ جائیں۔ ﴿28﴾

رسوائی ہوئی اور ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں جو عذاب تیار کر رکھا ہے وہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے، کاش کہ ایسے لوگ اس بات کو سمجھ کر اپنی اصلاح کرلیں۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الملک 67: آیت 22، القمر 54: آیت 48 اور النحل 16: آیات 26 تا 27)

آیات 27 تا 29: مشرکین کو سمجھانے کے لئے ایک مثال:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں نازل کیا ہے جو ہر قسم کے اختلافات اور تضاد سے پاک ہے۔ جس کی ہر بات واضح ہے۔ اللہ عزّ وجل نے اتنی واضح آیات اس لئے نازل فرمائی ہیں تاکہ لوگ اس کے احکامات کی پیروی کرکے اپنے آپ کو جہنم کے عذاب سے بچاسکیں۔ مشرکین کو سمجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے غلام کی مثال ذکر کی ہے جس کے کئی آقا ہوں اور تمام کے تمام بد اخلاق اور بدسلوک ہوں۔ وہ غلام ہمیشہ پریشان رہتا ہو کہ کس کی بات مانے اور کس کی نہ مانے اور کس طرح سب کو راضی رکھے۔ کیا ایسا غلام اس غلام کی طرح ہوسکتا ہے جس کا ایک ہی آقا ہو اور وہ اسی کی باتوں پر عمل کرتا ہو اور سکون کی زندگی گزار رہا ہو۔ یہی حال مشرک اور موحد کا ہے۔ مشرک مختلف خود ساختہ معبودوں کے درمیان حیران و پریشان رہتا ہے اور موحّد سکون کے ساتھ ایک اللہ عزّ وجل کی عبادت

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ
مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ
هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿29﴾

اللہ ایک ایسے شخص (غلام) کی مثال بیان فرما رہا ہے جس کے کئی جھگڑالو مالک ہیں اور دوسرا ایسا شخص جو صرف ایک ہی آقا کا (غلام) ہے، کیا ان دونوں غلاموں کی حالت ایک جیسی ہو سکتی ہے؟ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں بلکہ (بات یہ ہے) اکثر لوگ صحیح علم نہیں رکھتے۔ ﴿29﴾

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿30﴾

یقیناً خود آپ (ﷺ) کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ ﴿30﴾

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ
رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿31﴾ ع

آخر کار تم سب قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔ ﴿31﴾

کرتا ہے۔اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوسف علیہ السلام نے اپنے جیل کے ساتھیوں سے کہا تھا: فرمانِ الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''بہت سارے متفرق معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ جو اکیلا اور ہر چیز پر غالب ہے۔'' (یوسف 12: آیت 39)

آیات 30 تا 31: موت ہر ایک کو آئے گی:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور تمام انسانوں کو موت کے آنے کی خبر دی ہے۔موت سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں حتیٰ کہ انبیا علیہم السلام کو بھی موت کا جام نوش کرنا پڑا۔ (ملاحظہ ہو: البقرہ 2: آیت 133، یوسف 12: آیت 101، مریم 19: آیات 15، 33، سبا 34: آیت 14)۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی وفات پر انہی آیات سے استدلال کرتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ کے اس جہاں سے رخصت ہونے کا یقین دلایا تھا۔(بخاری) موت کے بعد تمام لوگ زندہ کئے جائیں گے اور اپنے رب کے حضور اپنے اپنے مقدمے پیش کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ فرمائیں گے۔ اس دن مومنوں کو عذاب سے نجات اور مشرکین اور جھٹلانے والوں کو عذاب میں مبتلا کریں گے۔عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ، ہمارے اور کفار کے درمیان تو جھگڑا ہوتا رہا ہے کیا (قیامت کے دن) پھر جھگڑا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جی ہاں''۔ (ابن ابی حاتم)

(مزید پڑھیے آل عمران 3: آیت 144، العنکبوت 29 : آیت 57، صٓ 38 : آیات 61 تا 64 اور الرحمٰن 55: آیت 27)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿32﴾

اس سے بڑا ظالم کون ہو گا؟ جس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور جب سچا دین اس کے پاس آیا تو اسے جھٹلا دیا۔ کیا ایسے کفار کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟ ﴿32﴾

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿33﴾

اور جو (رسول) سچائی (دینِ حق) لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی، یہی لوگ پرہیز گار ہیں۔ ﴿33﴾

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿34﴾

ایسے لوگوں کے لئے ان کے رب کے پاس ہر وہ چیز ہے جو وہ چاہیں گے، نیکی کرنے والوں کا یہی بدلہ ہے۔ ﴿34﴾

آیت 32: سب سے بڑا ظالم کون؟

ظلم کا معنیٰ: حق دار کا حق کسی اور کو دینا ہے۔ چونکہ ہر قسم کی عبادات اللہ تعالیٰ کا حق ہے، لہٰذا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرتا ہے، وہ بہت بڑا ظالم ہے۔ اسی طرح جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہوئے فرشتوں کو اللہ ربّ العزّت کی بیٹیاں، عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور جنات اور مریم علیہا السلام کو اللہ عزّ وجل کی بیویاں کہتے ہیں۔ وہ بہت بڑے ظالم ہیں کیونکہ وہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو بڑا ظالم کہا ہے وہ یہ ہیں:

1. مساجد اور اللہ کی عبادت سے لوگوں کو روکنے والا۔ (البقرہ 2: آیت 114)
2. اللہ تعالیٰ کی گواہی کو چھپانے والا۔ (البقرہ 2: آیت 140)
3. جھوٹی بات کی نسبت اللہ کی طرف کرنے والا (الانعام 6: آیت 93)
4. اللہ تعالیٰ کی آیات سے منہ موڑنے اور بھلا دینے والا۔ (الکہف 18: آیت 57، السجدہ 32: آیت 22)
5. اللہ پر جھوٹ باندھنے اور سچی بات کا انکار کرنے والا۔ (الزمر 39: آیت 32)

آیات 33 تا 35: سچائی لانے اور ان کی تصدیق کرنے والوں کا بیان:

سچائی لانے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیا علیہم السلام ہیں اور ان کی تصدیق کرنے والے ان کے ماننے والے مسلمان ہیں۔ قیامت کے دن اللہ عزّ وجل ایسے خوش نصیب لوگوں کو ہر طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں گے اور ان کے تمام چھوٹے اور بڑے گناہ معاف فرما دینگے اور ان کے نیک اعمال کا

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ اَسۡوَاَ الَّذِىۡ عَمِلُوۡا وَيَجۡزِيَهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ الَّذِىۡ كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿35﴾

تاکہ اللہ ان سے وہ برائیاں دور کر دے جو انہوں نے کی تھیں اور ان کے نیک اعمال کا انہیں بہترین اجر عطا فرمائے۔ ﴿35﴾

اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوۡنَكَ بِالَّذِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ۚ ﴿36﴾

کیا اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی نہیں ہے؟ یہ (مشرکین) آپ کو اللہ کے سوا اوروں سے ڈراتے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ہے۔ ﴿36﴾

وَمَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِعَزِيۡزٍ ذِى انۡتِقَامٍ ﴿37﴾

اور جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا اللہ (سب پر) غالب، انتقام لینے والا نہیں ہے؟ ﴿37﴾

انہیں بہترین بدلہ دیں گے جو ان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاحقاف 46: آیت 16)

آیات 36 تا 37: مومنوں کے لئے صرف اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے:

جو لوگ صرف اللہ عزّ وجل ہی کی عبادت کرتے ہیں اور اسی پر بھروسا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے اللہ عزّ وجل ہر پریشانی میں کافی ہیں۔ جو بھی ان مومنوں کی مخالفت کرے گا وہ ناکام ہی رہے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ”جس شخص کو نعمت اسلام نصیب ہوجائے اور اسے جو رزق مل رہا ہو وہ اسی پر قناعت کرے تو ایسا شخص حقیقت میں نجات پانے والا ہے۔“ (ترمذی) اللہ عزّ وجل اپنے نبی سے فرمارہے ہیں کہ یہ مشرکین اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے آپ ﷺ کو اپنے بتوں سے ڈراتے ہیں کہ یہ بت آپ کو قتل کروادیں گے یا جنون کی بیماری میں مبتلا کردیں گے۔ آپ ﷺ ان کی باتوں سے نہ گھبرائیں کیونکہ ان کی باتوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ یاد رکھیں کہ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے وہ کبھی ہدایت نہیں پاسکتا اور جسے اللہ ہدایت نصیب فرمادے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اللہ بڑا زبردست ہے جو اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کی مکمل قدرت رکھتا ہے۔ اس لئے آپ کفار کی تکالیف پر صبر کیجئے۔ اگر یہ اپنے کفر اور سرکشی سے باز نہ آئے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ان سے انتقام لے کر رہے گا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ
اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ
هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ
بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ
رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ
عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿38﴾

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ آپ ان سے پوچھئے: اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا وہ اللہ کی لائی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں؟ یا اگر وہ مجھ پر رحمت کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں؟ آپ کہہ دیجئے کہ مجھے تو اللہ ہی کافی ہے۔ توکل کرنے والے اسی (اللہ) پر توکل کرتے ہیں۔ ﴿38﴾

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ
اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿39﴾

آپ ان سے کہہ دیجئے: اے میری قوم، تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ ﴿39﴾

آیات 38 تا 40: ہر قسم کے نفع اور نقصان کا مالک صرف اللہ ہے:

ان آیات مبارکہ میں کفار اور مشرکین کی جہالت اور نادانی کی انتہا کا ذکر ہے کہ جب ان سے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو یہ فوراً جواب دیتے ہیں کہ ان سب کا پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ جب یہ اس حقیقت کا اعتراف خود کرتے ہیں تو پھر اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کیوں کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ سے فرمارہے ہیں کہ آپ ان سے پوچھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف دینا چاہے تو جن خودساختہ معبودوں کی تم بات کرتے ہو کیا وہ میری اس تکلیف کو دور کردیں گے یا اگر اللہ عزّ وجل مجھے اپنے فضل و کرم سے نوازنا چاہے تو کیا وہ اس میں کوئی رکاوٹ پیدا کرسکتے ہیں۔ یقیناً جواب نفی میں آئے گا۔ چونکہ ان خودساختہ معبودوں میں نفع و نقصان پہنچانے کی طاقت ہی نہیں ہے۔اس قدر واضح مثالیں دیکر سمجھانے کے باوجود وہ اپنے شرک سے باز نہیں آرہے۔ لہٰذا آپ ﷺ اعلان فرمادیجئے کہ میرے لئے صرف میرا اللہ ہی کافی ہے، میں اسی پر بھروسا کرتا ہوں اور اسی کی عبادت کرتا ہوں اور ہر مومن کو بھی اسی پر بھروسا کرنا چاہئے۔ تم

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿40﴾

کہ کس پر رسوا کرنے والا اور دائمی (ہمیشہ رہنے والا) عذاب نازل ہوتا ہے۔ ﴿40﴾

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿41﴾

بے شک ہم نے لوگوں (کی ہدایت) کے لئے آپ (ﷺ) پر سچی کتاب نازل فرمائی ہے۔ پس جو شخص ہدایت قبول کر لے وہ اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو گمراہ ہو جائے، اس کا نقصان بھی وہ خود اٹھائے گا۔ (اے نبی ﷺ) آپ ان (کی گمراہی) کے ذمہ دار نہیں۔ ﴿41﴾

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا

اللہ روحوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا

اپنے کام کئے جاؤ، میں اپنا کام کر رہا ہوں۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون صحیح راہ پر ہے اور کون غلط۔ ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا:- ''یاد رکھو، اگر تمام لوگ مل کر تمہیں نقصان پہنچانا چاہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں وہ نقصان نہ لکھا ہو تو وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر سب مل کر تمہیں فائدہ پہنچانا چاہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے مقدر میں وہ فائدہ نہ لکھا ہو تو وہ کبھی بھی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔'' (ترمذی، مسند احمد)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر ھود 11: آیات 54 تا 57)

آیت 41: گمراہ ہونے والا اپنا ہی نقصان کرتا ہے:

اللہ عزّ وجل نے نبی کریم ﷺ کو تسلی دی کہ ہم نے آپ ﷺ کو دین حق دے کر مبعوث فرمایا ہے لہٰذا آپ کی ذمہ داری صرف حق کو پہنچا دینا ہے، قبول کرنے والا فائدہ اٹھائے گا اور اسے ٹھکرانے والا اپنی برائی کے بدلہ کا خود ذمہ دار ہوگا۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''جو بھی نیک عمل کرے گا اس کا فائدہ اسی کو ہوگا اور جو برا عمل کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور آپ کا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔'' (حٰمٓ السجدہ 41: آیت 46)۔ ﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر الجاثیہ 45: آیت 15﴾

آیت 42: کائنات میں مرضی سے تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے:

اللہ عزّ وجل اپنی مرضی کے مطابق تصرف کرتا ہے، اسے اختیار ہے جو چاہے کرے، وہی اللہ عزّ وجل فرشتوں کو بھیج کر انسانوں کے جسموں سے ان کی روح کو نکالتا ہے۔ جس کے بعد وہ قیامت تک

وَالَّتِیۡ لَمۡ تَمُتۡ فِیۡ مَنَامِهَا ۚ فَیُمۡسِكُ الَّتِیۡ قَضٰی عَلَیۡهَا الۡمَوۡتَ وَیُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَكَّرُوۡنَ ﴿42﴾

ہے اور جن کی موت کا وقت نہیں آیا ہوتا ان کی روحیں نیند کی حالت میں قبض کر لیتا ہے۔ پھر جس کی موت کا فیصلہ ہو چکا ہو اس کی روح کو روک لیتا ہے اور باقی روحوں کو ایک مقررہ وقت تک کے لئے (جسموں میں) واپس بھیج دیتا ہے، یقیناً غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔ ﴿42﴾

اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ

کیا ان لوگوں (مشرکین) نے اللہ کے سوا دوسروں کو سفارشی بنا رکھا ہے؟ (اے نبی ﷺ)

کیلئے مر جاتے ہیں۔ وہی انسانوں پر نیند طاری کرتا ہے جس کی وجہ سے ظاہری حواس کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان میں سے جسے چاہتا ہے نیند کی حالت میں ہی موت دے دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے روح واپس لوٹا دیتا ہے تا کہ وہ اپنی باقی عمر پوری کر لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ''جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر سونے کے لئے جائے تو اسے کپڑے سے جھاڑ لے، پھر یہ دعا پڑھے:

بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ

(ترجمہ) ''اے میرے رب، میں آپ کا نام لے کر بستر پر لیٹ رہا ہوں اور آپ ہی کے نام کی برکت سے اٹھوں گا، اگر آپ میری روح کو روک لیں تو اس پر رحم فرمانا اور اگر اسے دوبارہ آنے دیں تو اس کی حفاظت فرمانا جس طرح آپ اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتے ہیں۔'' (بخاری)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیات 60 تا 61)

آیات 43 تا 44: اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکتا:

ان آیات مبارکہ میں مشرکین کی مذمت ہے جو اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر اپنے خودساختہ معبودوں کی عبادت کرتے ہیں اور وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کے یہ خودساختہ معبود اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کریں گے، اللہ عزّ وجل وضاحت فرما رہے ہیں کہ ان کے خودساختہ معبود تو کسی بات کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اختیار تو درکنار وہ تو عقل وسمجھ سے بھی خالی ہیں، وہ اپنی عبادت کرنے والوں کی

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿43﴾

آپ ان سے پوچھئے: (اگرچہ) نہ وہ کسی چیز کے مالک ہوں اور نہ ہی وہ عقل رکھتے ہوں (تو وہ سفارش کیسے کریں گے؟) ﴿43﴾

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿44﴾

آپ فرما دیجئے، سفارش کا مکمل اختیار صرف اللہ ہی کو ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی بادشاہی ہے۔ آخرکار تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ ﴿44﴾

وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَ اِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿45﴾

اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، جب ان کے سامنے اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں اور جب اللہ کے سوا غیروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل (خوشی سے) کھل اٹھتے ہیں۔ ﴿45﴾

باتوں کو سمجھ ہی نہیں سکتے اور نہ ہی دیکھ سکتے ہیں۔ اس لئے اے نبی ﷺ، آپ ایسے نادان لوگوں کو بتادیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور سفارش صرف ان ہی لوگوں کی فائدہ مند ہوگی جن سے اللہ عزّ وجل راضی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے مقررہ بندوں کو ہی سفارش کی اجازت دیں گے۔ اللہ ربّ العزّت کی اجازت کے بغیر کوئی گفتگو کرنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2 : آیت 255)

آیات 45 تا 48: مشرکین کی توحید سے نفرت:

مشرکین کی یہ بہت ہی بُری عادت ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ عبادت کے لائق صرف اکیلا اللہ ہے تو یہ بات انہیں بڑی ناگوار گزرتی ہے۔ یہ ایسی بات سننا بھی پسند نہیں کرتے اس کے برعکس جب ان کے خودساختہ معبودوں کے نام لئے جاتے ہیں تو یہ بہت زیادہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کی بدنصیبی کا عالم یہ ہے کہ جب اللہ کا نام آتا ہے تو غم کی وجہ سے ان کے چہروں کا رنگ بدل جاتا ہے اور جب خودساختہ معبودوں کا ذکر آتا ہے تو یہ پھولے نہیں سماتے اور خوشی کے آثار ان کے

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ
اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا
كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿46﴾

(اے نبی ﷺ) آپ کہئے: اے اللہ، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے، غائب اور حاضر کو جاننے والے، آپ ہی اپنے بندوں کے درمیان ان امور کا فیصلہ فرمائیں گے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ ﴿46﴾

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ
لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ
اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿47﴾

اور اگر ان ظالموں کے پاس زمین کی ساری دولت ہو اور اتنی ہی مزید ہو تو وہ قیامت کے دن بُرے عذاب سے بچنے کے لئے فدیہ میں دینے کو تیار ہو جائیں گے۔ مگر اس دن اللہ کی طرف سے ان کے لئے ایسا (عذاب) ظاہر ہوگا جو ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آیا ہوگا۔ ﴿47﴾

چہروں پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اللہ ربّ العزّت رسولِ اکرم ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ ان لوگوں کی جب ایسی حالت ہو تو آپ اپنے رب کی طرف رجوع کریں۔ خوب دعائیں مانگیں اور انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہیں: آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے، حاضر اور غائب کو جاننے والے آپ اپنے مومن اور کافر بندوں کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کر دیجئے جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ تہجد کی نماز کے آغاز میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:-

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَآئِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ
الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

”اے جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کے رب، اے آسمانوں اور زمین کو بغیر نمونہ کے پیدا کرنے والے، اے حاضر اور غیب کو جاننے والے آپ ہی اپنے بندوں کے اختلافات کا فیصلہ کرنے والے ہیں۔ حق کی جن باتوں میں اختلاف واقع ہوا ہے ان میں صحیح بات کی طرف میری راہ نمائی فرمائیے۔ یقیناً آپ ہی جسے چاہتے ہیں سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی عطا کرتے ہیں۔“ (مسلم)

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿48﴾

اور وہ (دنیا میں) جو بُرے اعمال کرتے تھے اس کے بُرے نتائج ان کے سامنے آجائیں گے اور جس (عذاب) کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لے گا۔ ﴿48﴾

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿49﴾

پس جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارنے لگتا ہے۔ پھر جب ہم اسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو کہنے لگتا ہے کہ یہ تو مجھے اپنی دانش مندی کی وجہ سے ملی ہے۔ (نہیں) بلکہ یہ تو ایک آزمائش ہے لیکن اِن میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں۔ ﴿49﴾

مشرک لوگ زمین بھر کر یا اس سے بھی دگنا سونا قیامت کے دن عذاب الٰہی سے جان چھڑانے کیلئے دینا چاہیں گے تو وہ بھی رد کردیا جائے گا۔ اس روز اللہ تعالیٰ کا ایسا سخت عذاب ان کے سامنے آئے گا جن کا خیال بھی ان کے ذہنوں میں نہ گزرا ہوگا اور انہوں نے دنیا میں جو جو برائیاں کی ہوں گی سب ان کے سامنے موجود ہوں گی اور جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہی انہیں ہر طرف سے گھیر لے گا۔ (مزید پڑھیے: البقرہ 2: آیت 48، اٰل عمران 3: آیت 91 اور الصّٰفّٰت 37: آیت 35)

آیات 49 تا 52: انسان کی ایک بُری عادت:

جب انسان پر کوئی مشکل وقت آتا ہے تو وہ اللہ عزّ وجل کے سامنے خوب گڑگڑاتا اور عاجزی کا اظہار کرتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمت عطا فرماتے ہوئے اس کی مصیبت کو دور کردیتے ہیں تو وہ پھر بغاوت اور سرکشی پر اتر آتا ہے اور یہ کہنے لگتا ہے کہ یہ نعمت مجھے میری حسن تدبیر سے ملی، مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ میں اس نعمت کا حقدار ہوں۔ اللہ عزّ وجل نے انسان کے اس گمان کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ اصل بات یہ ہے یہ مصیبت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش تھی کہ بندہ اس حالت میں اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے احسان کو فراموش کرتے ہوئے اپنے خودساختہ معبودوں کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس آزمائش سے ناواقف ہی رہتے ہیں۔ اس طرح کی بے بنیاد باتیں تو پہلے لوگ بھی کیا کرتے تھے پھر جب ان پر اللہ عزّ وجل کا عذاب آیا تو کوئی بھی ان کی مدد نہ کرسکا۔ اللہ عزّ وجل چونکہ ہر چیز پر مکمل

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿50﴾

یہی بات ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں لیکن جو کچھ وہ کرتے تھے ان کے کسی بھی کام نہ آیا۔ ﴿50﴾

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿51﴾

چنانچہ انہیں اپنی بُرائی کے نتائج بھگتنے پڑے اور ان لوگوں میں سے جو (بھی) ظلم کررہے ہیں وہ بھی عنقریب اپنے کاموں کے برے نتائج بھگت لیں گے اور یہ لوگ ہمیں عاجز کرنے والے نہیں۔ ﴿51﴾

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿52﴾

کیا انہیں معلوم نہیں کہ بے شک اللہ جس کیلئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور (جس کیلئے چاہے) تنگ کردیتا ہے، بے شک اس میں بھی مومنوں کیلئے (بڑی بڑی) نشانیاں ہیں۔ ﴿52﴾

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ

(اے نبی ﷺ میری جانب سے) آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو، جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا،

قدرت رکھتے ہیں، وہ اپنے بندوں کو رزق میں فراخی دے کر بھی آزماتے ہیں کہ بندہ شکرادا کرتا ہے یا ناشکری اور رزق میں کمی کر کے بھی آزماتے ہیں کہ بندہ صبر کرتا ہے یا بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ نہ تو رزق میں تنگی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار ہے اور نہ ہی رزق میں فراخی اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے بلکہ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہیں۔ لہٰذا وہی انسان کامیاب ہے جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بن کر رہے اور کبھی بھی بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر القصص 28: آیات 76 تا 78)

آیات 53 تا 55: بڑے گناہ معاف کرانے کا ایک طریقہ:

اللہ عزّ وجل اپنے بندوں پر بہت ہی زیادہ مہربان ہیں، اسی لئے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ گناہوں کی معافی کا اعلان فرما رہے ہیں کہ جو انسان بھی سچے دل سے توبہ کرکے آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿53﴾

بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، بلاشبہ وہ خوب معاف کرنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿53﴾

وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿54﴾

اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اسی کی اطاعت اور بندگی میں لگ جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آجائے اور پھر تمہیں کہیں سے بھی مدد نہ مل سکے۔ ﴿54﴾

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿55﴾

اور تم سب اس (بہترین کلام) کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی جانب سے تم پر نازل کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں کوئی خبر بھی نہ ہو۔ ﴿55﴾

کرلے تو خواہ گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں اللہ تعالیٰ ان تمام گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مشرکین نے بہت سارے ناحق قتل کئے اور کثرت سے حرام کاموں کا ارتکاب کیا پھر ان میں سے بعض افراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تو بڑی اچھی اور خیروبرکت والی ہے۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ اگر ہم مسلمان ہوجائیں تو کیا ہمارے گناہ معاف ہوجائیں گے تو اللہ عزّ وجل نے یہ آیات (الفرقان 25: آیات 28 تا 29) نازل فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے یہ آیت (الزمر 39: آیت 53) دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے“۔ عمر بن عنبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انتہائی بوڑھا شخص اپنی لکڑی پر ٹیک لگائے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: میں نے بڑے بڑے گناہ اور اللہ کی نافرمانیاں کی ہیں، کیا میرے بھی گناہ معاف ہوجائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تم نے توحید کا اقرار نہیں کیا؟ اس نے کہا: جی ہاں کیا ہے۔ میں نے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اقرار کرلیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پھر تمہارے تمام گناہ معاف ہوجائیں گے۔“ (مسند احمد) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کی سب سے بڑی آیت، آیت الکرسی (البقرہ 2: آیت 255) بھلائی اور برائی کو سمیٹنے والی آیت (النحل 16: آیت 90) اور سب سے خوشی والی آیت (الزمر 39: آیت 53) اور بھروسا پر سب سے عظیم آیت (الطلاق 65:

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ۙ﴿56﴾

(اس وقت) آدمی کہنے لگے گا: افسوس میری اس کوتاہی پر جو مجھ سے اللہ کے حق میں ہوئی اور میں تو (اللہ کے رسول اور دینِ اسلام کا) مذاق ہی اڑاتا رہا۔ ﴿56﴾

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۙ﴿57﴾

یا آدمی یہ کہے کہ اگر اللہ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو میں بھی پرہیزگار لوگوں میں سے ہوتا۔ ﴿57﴾

اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿58﴾

یا عذاب کو دیکھ کر کہے: کاش مجھے (دنیا میں دوبارہ) لوٹنے کا ایک موقع مل جائے تو میں بھی نیک کام کرنے والوں میں شامل ہوجاؤں۔ ﴿58﴾

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿59﴾

(اللہ فرمائے گا) کیوں نہیں، تیرے پاس میری آیات پہنچ چکی تھیں۔ تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا۔ ﴿59﴾

آیت 3) ہے۔ (طبرانی) اگر کسی آدمی سے بتقاضائے بشریت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا ہو اور اس آدمی کے ضمیر کی خلش اسے بے چین کر رہی ہو تو اس کی معافی کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے خوب گڑگڑا کر دو رکعت نفل پڑھ کر خوب دعائیں مانگے اور اللہ کریم کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ پورے قرآن میں صرف یہی ایک آیت ہے جس میں ذُنُوْبَ کے ساتھ جَمِیْعًا کا لفظ آیا ہے جس سے سارے کے سارے گناہ معاف ہونے کی امید ہے۔

آیات 56 تا 59: قیامت کے روز افسوس کے اظہار کا کوئی فائدہ نہیں:

جو شخص دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتا رہا اور اس نے اپنے آخری وقت تک توبہ نہ کی تو وہ حسرت کا اظہار کرے گا اور کہے گا کہ ہائے افسوس، میں دنیا میں اللہ عزّ وجل کے دین اور قیامت کا مذاق نہ اڑاتا۔ کاش، مجھے اللہ نے اسلام کی ہدایت دی ہوتی تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا۔ پھر جب وہ اپنے سامنے جہنم کے عذاب کو دیکھے گا تو کہے گا کہ کاش، مجھے دنیا میں لوٹا دیا جاتا تو میں بھی ان مومنوں جیسی زندگی گزارتا جو آج اپنے رب کے حضور سرخرو ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی تردید فرمائے گا کہ بات یہ نہیں ہے جو تم کہہ رہے ہو، تمہارے سامنے تو قرآن کریم کی واضح آیات تلاوت کی جاتی تھیں لیکن تم انہیں تکبر اور سرکشی کی وجہ سے جھٹلا دیا کرتے تھے۔ تم تو کفر

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿60﴾

اور آپ قیامت کے دن دیکھیں گے کہ جن لوگوں نے (دنیا میں) اللہ پر جھوٹ بولا تھا ان کے چہرے سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ کیا جہنم تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا نہیں؟ ﴿60﴾

وَ يُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿61﴾

اور جن لوگوں نے پرہیز گاری اختیار کی انہیں اللہ (جنت کی) کامیابی دے کر جہنم سے بچا لے گا۔ وہاں (جنت میں) انہیں نہ تو کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ ﴿61﴾

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿62﴾

اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔ ﴿62﴾

کی راہ پر چل رہے تھے۔ لہٰذا آج تمہیں تمہاری حسرت کا کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔
(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیات 27 تا 28)

آیت 60: مشرکین کا بُرا انجام:

وہ لوگ جو دنیا میں اللہ عزّ وجل اور اس کے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور شرک کا ارتکاب کرتے ہیں قیامت کے روز ایسے لوگوں کے چہروں کو سیاہ بنا دیا جائے گا اور انہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا جو ان کی بہت بڑی رسوائی ہے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر المومنون 23: آیات 103 تا 104)

آیات 61 تا 63: نیک لوگوں کا بہترین انجام:

جو لوگ دنیا میں کفر شرک اور اللہ عزّ وجل کی نافرمانی سے پرہیز کرتے ہوئے اسی کی اطاعت اور بندگی اختیار کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ جہنم سے نجات عطا فرمائیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔ ایسے لوگوں کو میدان محشر یا آخرت کی کسی بھی منزل میں کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ وہ جنت کی نعمت کو پا کر ماضی کی تمام پریشانیوں کو بھول چکے ہوں گے۔ یہ صلہ انہیں اس لئے ملا کہ وہ لوگ اس اللہ عزّ وجل پر ایمان لائے تھے جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا اور ہر چیز کا محافظ اور نگران ہے۔ آسمان اور زمین کے خزانوں کی چابیاں اسی کے پاس ہیں۔ رزق، رحمت اور خیر و برکت بھی اسی کے پاس ہے۔ اس لئے ہر قسم کی عبادات کا حقدار بھی وہی اکیلا ہے۔ قیامت کے دن حقیقت میں خسارہ پانے والے وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں قرآن کریم اور اللہ عزّ وجل کی آیات کا انکار کرتے ہیں۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿63﴾

زمین و آسمان کے خزانوں کی چابیاں اسی کے پاس ہیں اور جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں وہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ ﴿63﴾

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿64﴾

(اے نبی ﷺ) آپ ان سے فرما دیجئے کہ اے نادانو، کیا تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کروں۔ ﴿64﴾

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿65﴾

حالانکہ آپ سے پہلے اور لوگوں (انبیا علیہم السلام) کی طرف بھی یہ وحی کی گئی تھی کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے تمام اعمال ضائع ہوجائیں گے اور آپ یقیناً خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔ ﴿65﴾

آیات 64 تا 66: انبیا علیہم السلام کی وحی کا خلاصہ:

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مشرکین نے رسول اکرم ﷺ سے کہا کہ بتوں کی پوجا تو آپ کے باپ، دادا کا دین ہے، اس لئے آپ اپنے رب کی عبادت کے ساتھ ساتھ بتوں کی عبادت بھی کیا کریں اور ہم بھی آپ کی خاطر آپ کے رب کی عبادت کریں گے۔ اللہ ربّ العزّت نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ان مشرکین کی رائے کی تردید کریں اور انہیں یہ کہہ دیں کہ اے نادانو، تم مجھے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کی طرف بلاتے ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کہ میں اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کروں کیونکہ میری اور مجھ سے پہلے تمام انبیا علیہم السلام کی طرف یہ وحی کی گئی تھی کہ اگر ہم نے اللہ عزّ وجل کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو ہمارے تمام اعمال ضائع ہوجائیں گے اور ہم قیامت کے دن خسارہ پانے والوں میں شامل ہوجائیں گے۔ آیت 66 میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تلقین کی ہے کہ آپ ان کفار کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دیجئے اور صرف اللہ عزّ وجل کی ہی عبادت کیجئے۔ توحید، نبوت اور رسالت جیسی عظیم نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہئے اس لئے کہ شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ اور زیادہ نعمتیں عطا فرماتے ہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 88 اور البقرہ 2: آیت 217)

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿66﴾

بلکہ آپ اللہ ہی کی عبادت کیجئے اور اسی کے شکر گزار بن کر رہئے۔ ﴿66﴾

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿67﴾

اور ان لوگوں (مشرکین) نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا اس کی قدر کرنے کا حق ہے اور قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ اللہ پاک اور بلند وبالا ہے ہر اس چیز سے جسے یہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ ﴿67﴾

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿68﴾

اور جب صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں، زمین میں جتنے بھی رہنے والے ہیں، سب بے ہوش ہوجائیں گے، سوائے ان کے جنہیں اللہ چاہے گا (کہ وہ بے ہوش نہ ہوں) پھر (جب) دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو وہ فوراً اٹھ کر دیکھنے لگیں گے۔ ﴿68﴾

آیات 67 تا 68: مشرکین نے اللہ تعالیٰ کا مرتبہ نہیں پہچانا:

مشرکین کی جہالت، نادانی اور بدنصیبی کی انتہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی قدر و منزلت نہیں سمجھ پائے۔ اسی لئے یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو معبود بنا لیتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کو بھی اپنے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کی دعوت دیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ”اللہ عزّ وجل قیامت کے دن زمین کو مٹھی میں لئے ہوئے ہوں گے اور ساتوں آسمانوں کو دائیں ہاتھ میں لپیٹ کر فرمائیں گے کہ آج میں ہی بادشاہ ہوں، آج وہ کہاں ہیں جو خود کو دنیا میں بادشاہ کہلواتے تھے؟۔“ (بخاری) لیکن اس روز کوئی بھی بات کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ جب اللہ عزّ وجل کی ذات اتنی عظیم اور ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک ہے تو مشرکین کو اپنی اصلاح کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔ قیامت کا وہ سخت ترین دن بہت ہی قریب آرہا ہے، جس دن صور پھونکا جائے گا۔ آسمانوں اور زمین کی تمام مخلوق بے ہوش ہوجائے گی سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ تعالیٰ بے ہوشی سے محفوظ رکھیں گے۔ پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو تمام لوگ اللہ عزّ وجل کے حضور کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے لگیں گے۔ (مزید پڑھیے بنی اسرائیل 17: آیت 52 اور النازعات 79: آیات 13 تا 14)

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ
وُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ
وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿69﴾

اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوجائے گی اور اعمال نامے حاضر کر دیئے جائیں گے اور تمام انبیا (علیہم السلام) اور گواہ لائے جائیں گے اور لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کئے جائیں گے اور لوگوں پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ ﴿69﴾

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ
وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿70﴾ ع

اور ہر شخص نے جو بھی عمل کیا ہوگا، اسے اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ لوگوں کے اعمال سے خوب واقف ہے۔ ﴿70﴾

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ
زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ

(اس فیصلہ کے بعد) جن لوگوں نے کفر کیا تھا انہیں گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ جہنم کے قریب پہنچ

آیات 69 تا 70: قیامت کے دن زمین کا اپنے رب کے نور سے جگمگانا:

قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ظاہر ہوں گے تو اللہ عزّ وجل کے نور سے پورا میدان محشر جگمگا اٹھے گا۔ پھر تمام لوگوں کو ان کے اعمال نامہ دیئے جائیں گے اور انبیا علیہم السلام کو بلایا جائے گا۔ انبیا علیہم السلام اقرار کریں گے کہ ہم نے اپنی اپنی قوم کو اللہ عزّ وجل کے پیغامات پہنچا دیئے تھے۔ پھر اللہ عزّ وجل اپنی تمام مخلوق کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمائیں گے اور کسی پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔ ہر نفس کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ ملے گا۔ (مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیت 141، النسآ 4: آیت 40 اور الانبیآ 21: آیت 47)

آیات 71 تا 72: کفار کو ہانک کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا:

قیامت کے دن جب سب نیک اور برے لوگوں کا فیصلہ ہوجائے گا تو اللہ عزّ وجل کے فرشتے کفار کو جانوروں کی طرح ہانکتے ہوئے انتہائی ذلت کے ساتھ جہنم کی طرف لے جائیں گے، جہنم کے قریب پہنچتے ہی فوراً جہنم کے دروازے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے تاکہ انہیں عذاب دینے میں کوئی تاخیر نہ ہو۔ پھر جہنم کے نگہبان سوال کریں گے: کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے تمہیں وعظ و نصیحت اور آج کے دن سے ڈرانے کے لئے اللہ تعالیٰ کے پیغمبر نہیں آئے تھے؟ جہنمی جواب دیں گے: جی ہاں،

اَبۡوَابُهَا وَقَالَ لَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَتۡلُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِ رَبِّكُمۡ وَ يُنۡذِرُوۡنَكُمۡ لِقَآءَ يَوۡمِكُمۡ هٰذَا ؕ قَالُوۡا بَلٰى وَلٰكِنۡ حَقَّتۡ كَلِمَةُ الۡعَذَابِ عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿71﴾

جائیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جہنم کے محافظ فرشتے ان سے سوال کریں گے: کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جنہوں نے تمہیں تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سنائی ہوں اور آج کے دن کی ملاقات سے ڈرایا ہو؟ وہ جواب دیں گے، کیوں نہیں (ضرور آئے تھے)، مگر کفار کے بارے میں عذاب کا فیصلہ ثابت ہو کر رہے گا۔ ﴿71﴾

قِيۡلَ ادۡخُلُوۡۤا اَبۡوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ فَبِئۡسَ مَثۡوَى الۡمُتَكَبِّرِيۡنَ ﴿72﴾

انہیں کہا جائے گا کہ جہنم کے دروازوں سے داخل ہوجاؤ، تمہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہے، پس تکبر کرنے والوں کا بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ ﴿72﴾

وَسِيۡقَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا رَبَّهُمۡ اِلَى الۡجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوۡهَا

اور جو لوگ اپنے رب (کے عذاب) سے ڈرتے رہے، انہیں جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے قریب پہنچ جائیں گے تو اس

آئے تھے اور انہوں نے ہمیں ایمان اور نیک اعمال کی دعوت بھی دی تھی لیکن ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی، ہم نے انہیں جھٹلایا اور مخالفت کی۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم جہنم کے ان دروازوں سے داخل ہوجاؤ۔ ان کے گناہوں کو دیکھ کر تمام حاضرین پکار اٹھیں گے کہ واقعی یہ لوگ جہنم کے عذاب کے مستحق ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگا کہ تم اسی جہنم میں رہو کیونکہ تم دنیا میں غرور اور تکبر کی وجہ سے حق کا انکار کیا کرتے تھے۔ جہنمیوں کا ٹھکانا یقیناً بہت ہی بُرا ہے۔

(مزید پڑھیے بنی اسرائیل 17: آیت 97، مریم 19: آیت 86، الطّور 52: آیت 13 اور الملک 67: آیات 8 تا 10)

آیات 73 تا 74: اہل جنت کا پرتپاک استقبال:

جو لوگ دنیا میں پرہیزگار تھے انہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے معزز فرشتے عمدہ سواریوں پر سوار کر کے جنت کی طرف لے کر جائیں گے۔ جب وہ جنت کے قریب پہنچیں گے تو ان کے استقبال میں جنت کے دروازے پہلے ہی سے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ عزّ وجل کے فرشتے ان کا پرتپاک استقبال کرتے ہوئے انہیں سلام پیش کریں گے اور انہیں یہ خوشخبری بھی سنائیں گے کہ آپ لوگ بڑے خوش نصیب ہیں جو ہر قسم کی آفات اور پریشانیوں سے محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ اب

وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿73﴾

کے دروازے کھول دیئے جائیں گے جنت کے محافظ فرشتے انہیں کہیں گے: تم پر سلام ہو، تم پاکیزہ رہے اب تم ہمیشہ کیلئے جنت میں داخل ہوجاؤ۔ ﴿73﴾

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿74﴾

وہ (جنتی) کہیں گے: تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا، اب جنت میں ہم جہاں چاہیں رہیں۔ پس (نیک) عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔ ﴿74﴾

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿75﴾

اور آپ فرشتوں کو (عرش) کے گرد حلقہ بنائے ہوئے (اپنے رب کی) حمد اور تسبیح کرتے ہوئے دیکھیں گے اور لوگوں کے درمیان انصاف کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہوگا اور کہا جائے گا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہی ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ﴿75﴾

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں والی جنت میں داخل ہوجائیں، پھر جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور وہ جنت کی نعمتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو فوراً وہ پکار اٹھیں گے: تمام تعریفات اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔ اور ہمیں اس جنت کا وارث بنادیا جس میں ہم جہاں اور جس طرح چاہتے ہیں رہتے ہیں۔ دنیا میں ایمان لانے اور پرہیز گاری کی زندگی اختیار کرنے والوں کا کیا ہی عمدہ بدلہ ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''یہی ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے ان بندوں کو بناتے ہیں جو پرہیز گاری اختیار کرتے ہیں۔'' (مریم 19: آیت 63)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 43، فاطر 35: آیت 35 اور الانبیآ 21: آیت 105)

آیت 75: قیامت کے دن فرشتوں کی حالت:

قیامت کے دن فرشتے اللہ تعالیٰ کے عرش کے چاروں طرف سر جھکائے اپنے رب کی پاکی اور بڑائی بیان کررہے ہوں گے اور ہر طرف اللہ تعالیٰ کی تعریفات ہورہی ہوں گی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 1)

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ

سورۂ مومن مکی ہے، اس میں 85 آیات اور 9 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

حٰمٓ ﴿1﴾

حا، میم۔ ﴿1﴾

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿2﴾

یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے جو ہر چیز پر غالب، سب کچھ جاننے والا ہے۔ ﴿2﴾

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿3﴾

جو گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا اور خوب فضل و کرم کرنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ ﴿3﴾

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿4﴾

اللہ کی آیات کے بارے میں صرف وہی لوگ جھگڑا کرتے ہیں جو کافر ہیں پس مختلف شہروں میں انکا آنا جانا آپ کو کسی دھوکا میں نہ ڈال دے۔ ﴿4﴾

آیات 1 تا 3: قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے:

قرآن کریم وہ کتاب ہے جو اس رب کی طرف سے نازل کردہ ہے جو بڑی عزت والا اور ہر چیز کا علم رکھنے والا، گناہوں کو معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، ہر سرکش کو سخت ترین عذاب دینے والا اور ہر فرمانبردار کو ہر طرح کی نعمتیں عطا کرنے والا ہے۔ اس کتاب کے نزول میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا اکیلا مالک ہے اور ہر ایک کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''(اے نبی ﷺ) آپ میرے بندوں کو بتا دیں کہ میں ہی گناہ بخشنے والا اور بے حد رحم کرنے والا ہوں اور میرا عذاب بھی بڑا دردناک ہے۔'' (الحجر 15: آیات 49 تا 50)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الرعد 13: آیت 43 اور النحل 16: آیت 18)

آیات 4 تا 6: گزشتہ قوموں کے واقعات کے ذریعہ آپ ﷺ کو تسلی:

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزّ وجل آپ ﷺ کو تسلی دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، قیامت کے دن اور آپ ﷺ کی رسالت کا انکار کرنے والے صرف کافر لوگ ہی ہیں جو باطل دلائل کے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۫ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿5﴾

ان (کفار) سے پہلے قوم نوح اور ان کے بعد بہت سے گروہوں نے بھی جھٹلایا تھا۔ اور ہر امت نے اپنے رسول کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا اور اس سے ناحق جھگڑا کیا تا کہ وہ باطل کے ذریعہ سے حق کو شکست دیں۔ آخرکار میں نے انہیں پکڑلیا، دیکھو میری سزا کیسی سخت تھی؟ ﴿5﴾

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿6﴾

اسی طرح آپ کے رب کا یہ فیصلہ ثابت ہو کر رہا کہ جن لوگوں نے بھی کفر کا ارتکاب کیا یقیناً وہ جہنم میں جائیں گے۔ ﴿6﴾

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ

عرش (الٰہی) کو اٹھانے والے فرشتے اور اس (عرش) کے گرد جمع (تمام فرشتے) اپنے رب کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے بخشش (کی دعا) مانگتے

ذریعہ حق کو دبانا چاہتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ان کی دنیاوی نعمتوں اور صحت و عافیت کو دیکھ کر دھوکے میں پڑ جائیں اور یہ سمجھ بیٹھیں کہ اللہ تعالیٰ کفار سے خوش ہے۔ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ڈھیل دے رکھی ہے تا کہ وہ کفر و سرکشی میں اور بڑھ جائیں۔ ایسے لوگوں کو آخرت میں بدترین جگہ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ ان کا جھٹلانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ ان سے پہلی قوموں کی بھی یہی حالت رہی ہے، جیسے قوم نوح اور ان کے بعد کی قومیں۔ ان میں سے ہر قوم نے اپنے رسول کو قتل کرنا چاہا اور باطل کے ذریعہ حق کی آواز کو دبانا چاہا تو اللہ عزّ وجل نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ اسی طرح کفار قریش کے لئے بھی ان کے کفر و شرک پر اصرار کی وجہ سے اللہ عزّ وجل کا فیصلہ ثابت ہو چکا ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر آل عمران 3: آیات 196 تا 197، لقمان 31: آیت 24)

آیات 7 تا 9: فرشتوں کی نیک لوگوں کے لئے دعائیں:

وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے آس پاس ہیں، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں اور وہ اس کے ساتھ ساتھ مومنوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے دعائے

اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ
رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ
تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ
عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿7﴾

ہیں۔(وہ کہتے ہیں:)اے ہمارے رب، آپ اپنی رحمت اور علم کے ساتھ ہر چیز پر چھائے ہوئے ہیں پس آپ توبہ کرنے اور آپ کی راہ اختیار کرنے والوں کو معاف فرما دیں اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچالیں۔ ﴿7﴾

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ
الَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ
اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ
اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿8﴾

اے ہمارے رب، انہیں ہمیشہ رہنے والی ان جنتوں میں داخل فرما جن کا آپ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اور ان کے آباء و اجداد، بیویوں اور اولاد میں سے جو نیک لوگ ہیں انہیں بھی (ان کے ساتھ جنت میں داخل فرما)۔ بلاشبہ تو ہر چیز پر غالب، خوب حکمت والا ہے۔ ﴿8﴾

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ
السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ
وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿9﴾

اور انہیں برائیوں (کی سزا) سے بھی بچا، اس (قیامت کے) دن جسے آپ نے برائیوں (مصائب) سے بچا لیا اس پر آپ نے بڑا رحم کیا اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ ﴿9﴾

مغفرت کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب، آپ کی رحمت ہر چیز میں شامل ہے اور آپ نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔ لہٰذا آپ اپنے ان بندوں کو معاف فرما دیجئے جنہوں نے شرک سے توبہ کر لی اور وہ مسلمان ہو چکے ہیں اور آپ ایسے لوگوں کو جہنم کی آگ سے بھی محفوظ رکھیں اور انہیں ہمیشہ رہنے والی جنت میں داخل فرما دیں جس کا آپ نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ ان کے نیک آباء و اجداد، بیویوں اور اولاد کو بھی جنت میں داخل فرما دیجئے تاکہ انہیں مزید خوشیاں نصیب ہوں۔ فرشتے اللہ کے نیک بندوں کے حق میں یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ انہیں ہر اس چیز سے بچا جو ان کے حق میں بری ہو۔ قیامت کے دن کی برائیوں سے مراد میدانِ حشر کی سختیاں، پوری مخلوق کے سامنے راز فاش ہونے کی رسوائی اور دوسری وہ تمام ذلتیں اور رسوائیاں مراد ہیں جو مجرمین کو پیش آنے والی ہیں۔ مطرف بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ان آیات کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے سب سے زیادہ خیر خواہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور سب سے بدخواہ شیاطین

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿10﴾

بے شک جن لوگوں نے کفر کیا (قیامت کے دن) انہیں کہا جائے گا: آج جتنا غصہ تمہیں اپنے آپ پر آرہا ہے، اس سے کہیں زیادہ اللہ تم پر غضب ناک ہوتا تھا جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تو تم انکار کردیتے تھے۔ ﴿10﴾

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿11﴾

وہ کہیں گے: اے ہمارے رب، آپ نے واقعی ہمیں دو دفعہ موت اور دو دفعہ زندگی دی ہے۔ ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، کیا اب یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ ﴿11﴾

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۭ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ﴿12﴾

(ان سے کہا جائے گا) تمہارے اس حال کی وجہ یہ ہے کہ تم اللہ کی وحدانیت (توحید) کی دعوت پر انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا جاتا تو اسے تم فوراً مان لیتے تھے، اب فیصلہ اللہ کے ہاتھ میں ہے جو سب سے بلند مرتبہ والا، بڑی شان والا ہے۔ ﴿12﴾

ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرشتہ اس کی دعا پر آمین کہتا ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی وہی نعمت عطا فرمائے جو تو دوسرے مسلمان بھائی کے لئے مانگ رہا ہے۔'' (مسلم) ﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الطّور 52: آیت 21 اور آل عمران 3: آیت 185﴾

آیات 10 تا 14: جہنمیوں کی جہنم سے نکلنے کے لئے کوشش:

وہ لوگ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرکے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرلیتے ہیں، قیامت کے دن اللہ عزّ وجل انہیں جہنم کے عذاب میں مبتلا فرمادیں گے۔ جہنم کی آگ کی وجہ سے ان کی شکلیں بدل جائیں گی، ان کے چہرے جل کر وحشت ناک اور بدصورت ہوجائیں گے، انہیں اپنے آپ ہی سے نفرت ہوجائے گی اور دنیا میں کئے ہوئے اپنے اعمال پر وہ اپنے آپ ہی کو بُرا کہنے لگیں گے۔ جب اللہ عزّ وجل کے فرشتے ان کی گفتگو سنیں گے تو کہیں گے: دنیا میں تمہارے کفر، تکبر اور توحید و رسالت

هُوَ الَّذِیۡ یُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِهٖ وَ یُنَزِّلُ لَکُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ رِزۡقًا ؕ وَ مَا یَتَذَکَّرُ اِلَّا مَنۡ یُّنِیۡبُ ﴿13﴾

وہی اللہ ہی ہے جو تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق اتارتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہی نصیحت حاصل کرتا ہے۔ ﴿13﴾

فَادۡعُوا اللّٰهَ مُخۡلِصِیۡنَ لَهُ الدِّیۡنَ وَ لَوۡ کَرِهَ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿14﴾

لہٰذا اپنا دین خالص کرتے ہوئے اللہ کو پکارو، اگرچہ کفار اسے برا مانیں۔ ﴿14﴾

رَفِیۡعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الۡعَرۡشِ ۚ یُلۡقِی

وہ اللہ اونچے درجات والا، عرش کا مالک ہے۔

کا انکار کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو تم لوگوں سے جو نفرت تھی وہ اس سے بہت زیادہ تھی جو آج عذاب جہنم کی وجہ سے تمہیں اپنی ذات سے ہوگئی ہے۔ پھر اہل جہنم دنیا میں واپس لوٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دوبارہ دنیا میں بھیجے جانے کی درخواست کریں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں کوئی جواب نہیں دیا جائے گا۔ پھر وہ جہنم کے کنارہ پر کھڑے ہوکر جہنم کے عذاب کو دیکھیں گے تو اور زیادہ دنیا میں بھیجے جانے کی دعائیں مانگیں گے لیکن پھر بھی کوئی جواب نہیں ملے گا۔ آخرکار انہیں جہنم کے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد وہ بڑے گڑگڑا کر دنیا میں واپسی کی دعائیں مانگیں گے اور اپنے گناہوں کا اقرار بھی کریں گے تو اللہ عزّ وجل کی طرف سے انہیں یہ جواب ملے گا کہ تمہیں جہنم سے کیوں نکالا جائے تم تو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے منکر تھے اور تمہیں شرک بہت زیادہ پسند تھا اس لئے اگر تمہیں دنیا میں واپس لوٹا بھی دیا جائے تو تم وہی کروگے جو پہلے کرتے چلے آئے ہو۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ عزّ وجل کا حکم بڑا بلند وبالا ہے، اس کے فیصلے بہت عمدہ ہیں، وہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ وہ اپنی مخلوق کو قدرت کے کرشمے دکھاتا ہے، وہی آسمان سے بارش برسا کر زمین سے پھل پیدا کرتا ہے جن کا مادہ ایک مگر شکل وصورت، رنگ وروپ، ذائقہ اور خوشبو الگ الگ ہوتی ہے۔ اللہ عزّ وجل کی قدرت سے صرف بصیرت والے ہی عبرت حاصل کرتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے مومنوں کو یہ تلقین کی ہے کہ تم آخرت میں عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے خالصتاً اسی کی عبادت کرتے رہو اگرچہ تمہارا عبادت کرنا کفار کو ناگوار ہی گزرے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیات 27 تا 28، السجدہ 32: آیت 12، فاطر 35: آیت 37 اور المومنون 23: آیات 107 تا 108)

الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿15﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿16﴾

وہ اپنی وحی اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے تاکہ وہ (رسول) لوگوں کو ملاقات (قیامت) کے دن سے ڈرائے۔ ﴿15﴾ جس دن وہ لوگ (قبروں سے) نکلیں گے اور ان کی کوئی بات بھی اللہ سے چھپی نہ رہے گی (اور ان سے پوچھا جائے گا کہ) آج کس کی بادشاہی ہے؟ (سارا عالم کہے گا)۔ اکیلے اللہ کی، جو سب پر غالب ہے۔ ﴿16﴾

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿17﴾

آج ہر شخص کو اس کی کمائی (عمل) کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ ﴿17﴾

آیات 15 تا 17: اہل ایمان کو عظمت والے رب کی عبادت کی تلقین:

ان آیات مبارکہ میں اہل ایمان کو یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ کفار کے بُرا ماننے کے باوجود تم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو بڑی عظمت والا، اونچے درجات والا اور عظیم عرش والا ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے فرشتہ روح الامین (جبرائیل علیہ السلام) کو وحی دے کر بھیجتا ہے تاکہ وہ رسول اپنی قوم کو قیامت کے دن سے آگاہ کردے اور تمام لوگوں کو یہ بتا دے کہ ہر ایک کو اس دن اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنے دنیا میں کئے ہوئے اعمال کا حساب دینا ہے۔ وہ دن ایسا سخت ہوگا کہ اس دن تمام لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے جمع ہوں گے، اللہ عزّ وجل سے کوئی بات بھی پوشیدہ نہ ہوگی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ''اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو اپنے ہاتھ میں لپیٹ کر فرمائیں گے آج میں ہی بادشاہ ہوں، میں ہی زبردست ہوں۔ زمین میں تکبر کرنے والے، اپنے آپ کو بادشاہ کہلوانے والے کہاں گئے لیکن کسی طرف سے کوئی جواب نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی جواب دیں گے کہ آج اکیلے اللہ کی بادشاہت ہے''۔ پھر اللہ عزّ وجل کی طرف سے اعلان ہوگا کہ آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا بلکہ ایک نیکی کا اجر 10 گنا بڑھا کر دیا جائے گا اور برائی کا بدلہ صرف ایک ہی برائی ہوگی۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّ لَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ ﴿18﴾

اور (اے نبی ﷺ) آپ انہیں اس دن سے ڈرایئے جس دن لوگوں کے غم سے بھرے ہوئے کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے۔ اس دن ظالموں کا نہ تو کوئی حمایتی ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسا سفارشی جس کی بات مانی جائے۔ ﴿18﴾

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿19﴾

اللہ تو آنکھوں کی خیانت کو بھی جانتا ہے اور (ان باتوں کو بھی) جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ ﴿19﴾

اللہ عزّ وجل حساب لینے میں بہت زیادہ تیز ہیں، حساب و کتاب چکانے میں اسے کوئی دیر نہیں لگے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو، میں نے اپنے آپ پر ظلم کو حرام کر دیا ہے اور اسے تمہارے درمیان بھی حرام کر دیا ہے اس لئے تم بھی ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔'' (مسلم)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النحل 16: آیت 2، الشعراء 26: آیات 192 تا 194 اور لقمان 31: آیت 28)

آیات 18 تا 20: قیامت کی سختیوں کا بیان:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نبی اکرم ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ اپنی امت کو قیامت کے دن سے ڈرایئے جو بہت ہی قریب آچکا ہے تاکہ وہ گناہوں کا ارتکاب کر کے اس دن کے عذاب کے مستحق نہ بن جائیں۔ اس دن لوگوں کے دلوں پر ایسا خوف اور رعب طاری ہوگا کہ دل دہل جائیں گے اور کلیجے منہ کو آجائیں گے۔ جو لوگ دنیا میں بُرے اعمال کیا کرتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھ کر غم کی وجہ سے نڈھال ہو جائیں گے کیونکہ اس دن نہ تو ان کا کوئی رشتہ دار انہیں چھڑانے آئے گا اور نہ ہی کوئی دوست ان کی سفارش کرنے کے لئے سامنے آئے گا۔ وہ بڑا مایوسی کا عالم ہوگا۔ اس دن اللہ عزّ وجل معمولی برائی اور معمولی نیکی کا بھی بدلہ دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے وہ آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے بھیدوں کو بھی جانتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آدمی کسی کے گھر یا مجمع میں جائے اور وہاں کوئی خوبصورت عورت ہو جسے لوگوں سے نظر بچا کر دیکھنے کی کوشش کرے اور جب لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں تو وہ نظر نیچی کر لے یعنی لوگوں کی غفلت سے ناجائز فائدہ اٹھائے اور ان کے سامنے اپنی پاک دامنی کا اظہار کرے تو یہی خیانت والی آنکھ ہے جسے اللہ جانتے ہیں۔ (ابن ابی حاتم) جب اللہ عزّ وجل اتنے باریک بین ہیں تو پھر ہر انسان کو بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ اللہ عزّ وجل قیامت کے دن بالکل عدل و انصاف سے فیصلہ

وَاللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿20﴾

اور اللہ ہی انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور اللہ کے سوا لوگ جنہیں (خود ساختہ معبودوں کو) پکارتے ہیں وہ تو کسی بھی چیز کا فیصلہ نہیں کرسکتے۔ بے شک اللہ ہی سب کچھ سننے، ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ ﴿20﴾

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿21﴾

کیا ان لوگوں نے زمین پر چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا انجام کیا ہوا؟ وہ ان سے قوت میں بھی زیادہ تھے اور زمین میں اپنی یادگاریں بھی اِن سے زیادہ چھوڑ گئے۔ پھر ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔ ﴿21﴾

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿22﴾

ان کا یہ انجام اس لئے ہوا کہ ان کے پیغمبر، ان کے پاس واضح نشانیاں (معجزات) لے کر آئے تھے لیکن انہوں نے ماننے سے انکار کردیا آخر کار اللہ نے انہیں پکڑ لیا۔ یقیناً اللہ بڑی قوت والا، سخت سزا دینے والا ہے۔ ﴿22﴾

فرمائیں گے، وہی ہر چیز کو دیکھنے والے اور ہر بات کو سننے والے ہیں۔ جبکہ خودساختہ معبودوں میں یہ صلاحیت ہی نہیں تو وہ کیسے عدل و انصاف سے فیصلہ کرپائیں گے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر النجم 53: آیات 53 تا 57، النحل 16: آیت 1، الانبیآء 21: آیت 1، القمر 54: آیت 1 اور الملک 67: آیت 27)

آیات 21 تا 22: آیات باری تعالیٰ کو جھٹلانے والوں کا انجام:

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات اور انبیا علیہم السلام کو جھٹلاتے ہیں، اللہ عزّ وجل نے انہیں زمین میں گھوم پھر کر دیگر نافرمان قوموں کا انجام دیکھ کر اپنی اصلاح کرنے کی ترغیب دی ہے۔ جن لوگوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی آیات اور رسولوں کو جھٹلایا، اللہ عزّ وجل نے انہیں اپنے عذاب کے ذریعہ ہلاک کردیا۔ حالانکہ وہ لوگ موجودہ لوگوں سے طاقت میں بھی زیادہ تھے اور زمین میں طرح طرح کی عمارتیں،

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿23﴾

اور یقیناً ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں اور کھلے دلائل دے کر بھیجا۔ ﴿23﴾

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿24﴾

فرعون، ہامان اور قارون کے پاس۔ مگر انہوں نے کہا یہ تو جادوگر اور بڑا جھوٹا ہے۔ ﴿24﴾

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿25﴾

پھر جب موسیٰ (علیہ السلام) ہماری طرف سے (دین) حق لے کر ان کے پاس گئے تو وہ کہنے لگے جو لوگ ایمان لاکر موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ مل گئے ہیں، ان کے بیٹوں کو قتل کردو اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دو، مگر کفار کی یہ چال ناکام ہی رہی۔ ﴿25﴾

جائداد اور دیگر اپنی نشانیاں چھوڑنے میں موجودہ کفار سے بھی آگے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں پکڑا تو کوئی بھی انہیں نہیں بچا سکا۔ ان کا جرم یہ تھا کہ ان کے پاس جب اللہ کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تو انہوں نے بجائے ماننے کے ان کا انکار کردیا۔ اللہ عزّ وجل نے انہیں تباہ و برباد کردیا کیونکہ اللہ ربّ العزّت بڑی قوت والے اور خوب سزا دینے والے ہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر: الاحقاف 46: آیت 26 اور الروم 30: آیت 9)

آیات 23 تا 27: فرعون، ہامان اور قارون کا موسیٰ علیہ السلام پر الزام:

موسیٰ علیہ السلام کو اللہ عزّ وجل نے واضح دلائل اور معجزات دے کر فرعون، ہامان، قارون اور ان کی قوم کی طرف بھیجا تو انہوں نے بجائے آپ علیہ السلام کی دعوت کو ماننے کے آپ علیہ السلام پر یہ الزام لگا دیا کہ وہ جادوگر اور بہت بڑا جھوٹا شخص ہے اور انتقام کے طور پر انہوں نے آپ علیہ السلام پر ایمان لانے اور حمایت کرنے والے لوگوں کے بیٹوں کو قتل اور بیٹیوں کو زندہ چھوڑنے کا اعلان کیا۔ ان کی یہ چال ان کے کسی کام نہ آسکی۔ فرعون نے اس طرح کا عمل 2 بار کیا۔ ایک بار موسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے اور دوسری مرتبہ جب آپ علیہ السلام نے اسے توحید کی دعوت پیش کی۔ وہ اس سازش کے ذریعہ بنی اسرائیل کی تعداد کم کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ مقابلہ کرنے کے لئے کھڑے نہ ہوسکیں۔ آخر کار جب اسے اس میں کامیابی نہ ہوئی تو اس نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ مجھے تم موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے دو۔ میں خود ہی ان کے رب کو بھی دیکھ لوں گا کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت

وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿26﴾

فرعون کہنے لگا، مجھے چھوڑو، میں موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کردیتا ہوں، اور وہ اپنے رب کو پکار کر دیکھ لے، مجھے یہ ڈر ہے کہ یہ تمہارے دین کو بدل دے گا یا ملک میں فساد برپا کردے گا۔ ﴿26﴾

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿27﴾

اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس تکبر کرنے والے شخص (کی برائی) سے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ ﴿27﴾

وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۚ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ قَدْ

اور (اس موقع پر) آلِ فرعون میں سے ایک آدمی جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا، بول اٹھا: کیا تم لوگ ایک آدمی کو صرف اس لئے قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے

بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے اور مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ تمہارے دین ہی کو بدل دے گا اور زمین میں بدامنی پھیلائے گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو اس کے برے ارادہ کا علم ہوا تو آپ علیہ السلام نے فوراً اس ظالم اور ہر متکبر جو آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو کے شر سے اللہ عزّ وجل کی پناہ مانگی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جب کسی قوم کے شر کا خطرہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کے لئے یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ (ترجمہ) ''اے اللہ، ہم آپ کو ان لوگوں کے مقابل کرتے ہیں اور ان کے شر سے ہم آپ کی پناہ مانگتے ہیں''۔ (ابوداؤد)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 129)

آیات 28 تا 29: فرعون کی قوم میں سے ایک مومن کا حق بیان کرنا:

فرعون کی قوم میں سے ایک شخص خفیہ طور پر موسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر ایمان رکھتا تھا۔ جب اس نے یہ بات سنی کہ فرعون موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہا ہے تو اس نے بڑی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ تم لوگ ایک آدمی کو صرف اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ صرف اور صرف اللہ ربّ العزّت کے رب ہونے کا قائل ہے۔ وہ اپنے اس عقیدہ کی سچائی پر تمہارے سامنے ایسے دلائل بھی

جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿28﴾

پاس، تمہارے رب کی طرف سے واضح دلائل لے کر آیا ہے، اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہے تو جس عذاب کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے اس کا کچھ حصہ تمہیں ضرور پہنچ کر رہے گا۔ بے شک اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے بڑھنے والا اور بہت بڑا جھوٹا ہو۔ ﴿28﴾

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿29﴾

(اس مردِ مومن نے کہا) اے میری قوم کے لوگو، آج تمہاری حکومت ہے اور ملک میں تم ہی غالب ہو لیکن اگر اللہ کا عذاب ہم پر آجائے تو کون ہماری مدد کرے گا؟ فرعون نے کہا: میں تو تمہیں وہی رائے دے رہا ہوں جو میں مناسب سمجھ رہا ہوں اور میں تمہیں بھلائی کی راہ ہی بتا رہا ہوں۔ ﴿29﴾

پیش کر چکا ہے جن کی تم تردید نہیں کر سکتے۔ بالفرض اگر ہم مان لیں کہ وہ آدمی جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا نقصان اسے ہی پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اسے اس کے جھوٹ کی سزا ضرور دیں گے لیکن اگر وہ سچا ہے اور پھر بھی تم اسے تکلیف پہنچاؤ گے تو وہ تمہیں جس دنیا یا آخرت کے عذاب کی وعید سناتا ہے، یقیناً تم اس کی گرفت میں آجاؤ گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی اس آدمی کو کامیابی نہیں دیتا جو حق سے تجاوز کرنے والا اور جھوٹا ہوتا ہے۔ اس مومن شخص نے جب دیکھا کہ اس کی بات کا فرعون اور اس کی قوم پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے تو اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں مزید نصیحت کی اور کہا کہ اے میری قوم کے لوگو، آج تم لوگ ملک مصر کے بادشاہ ہو اور تمہیں غلبہ حاصل ہے، لہٰذا تم اللہ عزّ وجل کا شکر ادا کرو اور عذاب الٰہی کو دعوت نہ دو۔ اس لئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آگیا تو کوئی بھی تمہیں اس عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ فرعون نے جب اس مومن کی بات سنی تو اپنی قوم کو دھوکا دینے کے لئے اور انہیں یہ باور کرانے کے لئے کہ وہ ان کا بہت بڑا مخلص ہے، کہنے لگا: جو رائے مجھے تمہارے بارے میں بہتر معلوم ہوئی ہے یعنی

وَقَالَ الَّذِیۡۤ اٰمَنَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ مِّثۡلَ یَوۡمِ الۡاَحۡزَابِ ﴿30﴾ لا

اور اس مومن نے کہا: اے میری قوم، مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر بھی ایسا (بُرا) دن نہ آ جائے، جو بہت سی (نافرمان) قوموں پر آیا تھا۔ ﴿30﴾

مِثۡلَ دَاۡبِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ وَالَّذِیۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ؕ وَمَا اللّٰهُ یُرِیۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعِبَادِ ﴿31﴾

جیسے قومِ نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد والی قوموں پر آیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ ﴿31﴾

موسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کرنا، میں نے تو وہی تمہارے سامنے پیش کی ہے اور میں نے تمہاری صحیح راہ نمائی کرنا چاہی ہے تاکہ موسیٰ (علیہ السلام) زندہ رہ کر تمہارا دین نہ بدل دے اور مصر کی سرزمین میں فتنہ فساد نہ کرے۔ مشرکین مکہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بُرا سلوک کیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سب سے بڑی گستاخی جو مشرکین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہو وہ مجھے بتایئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بیت اللہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک مشرک عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں اپنی چادر ڈال کر اسے بل دینا شروع کر دیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گلہ گھٹنے لگا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب اس گستاخی کو دیکھا تو وہ فوراً آگے بڑھے اور اس مشرک کو دھکا دے کر پیچھے ہٹایا اور اس آیت (المومن 40: آیت 28) کی تلاوت فرمائی۔ (بخاری) ﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر بنی اسرائیل 17: آیت 102، ھود 11: آیت 97، طٰہٰ 20: آیت 79 اور النمل 27: آیت 14﴾

آیات 30 تا 35: مردِ مومن کی اپنی قوم کو مزید نصیحت:

اس مردِ مومن نے اپنی قوم کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: اے میری قوم کے لوگو، اگر تم نے اللہ کے رسول موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ مانی اور اپنی سرکشی پر اڑے رہے تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں تم پر پہلی قوموں کی طرح عذاب الٰہی نہ آ جائے۔ قومِ نوح، قومِ عاد، قومِ ثمود اور ان کے بعد آنے والی قوموں کا حشر تمہارے سامنے ہے۔ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیا علیہم السلام کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ کا ان پر ایسا سخت عذاب آیا کہ اسے کوئی بھی ٹال نہ سکا۔ اے میری قوم کے لوگو، میں تمہارے بارے میں قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں کیونکہ اس دن تمام قومیں اپنے اعمال کے ساتھ بلائی جائیں گی۔ اس دن زمین پھٹ جائے گی۔ تمام لوگ ایک دوسرے کو پکارتے ہوئے ادھر ادھر بھاگتے پھریں گے۔ اس روز تمہیں عذاب الٰہی سے کوئی نہیں بچا سکے گا اور یہ بات

وَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
يَوْمَ التَّنَادِ ۙ﴿32﴾

اے میری قوم، مجھے تمہارے بارے میں ایسے (قیامت کے) دن کا خوف ہے جس دن فریادی آوازیں بلند ہوں گی۔ ﴿32﴾

يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ
مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَ مَنْ
يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿33﴾

اس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگتے پھرو گے مگر تمہیں اللہ کے علاوہ کوئی بچانے والا نہ ہوگا اور جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ ﴿33﴾

وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ
بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا
جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ
قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ
رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ
هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۚ﴿34﴾

اور تحقیق اس سے پہلے یوسف (علیہ السلام) تمہارے پاس واضح دلائل لے کر آئے مگر تم ان کی لائی ہوئی تعلیم کے بارے میں شک میں ہی پڑے رہے یہاں تک کہ وہ وفات پا گئے (جب ان کا انتقال ہو گیا) تو تم کہنے لگے کہ اس کے بعد اللہ ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ اللہ اسی طرح ہر اس شخص کو گمراہ کر دیتا ہے جو حد سے بڑھنے والا، شک وشبہ کرنے والا ہو۔ ﴿34﴾

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ
بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ

کچھ لوگ اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی دلیل آئی ہو۔ یہ بات

یاد رکھو، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے اسے کوئی بھی سیدھی راہ پر نہیں لا سکتا۔ اگر تم اپنے علاقہ کی تاریخ سے واقف ہو تو موسیٰ علیہ السلام سے پہلے مصر کے بادشاہ اور نبی یوسف علیہ السلام کا واقعہ پڑھ لو۔ وہ بھی لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے تھے۔ ان کے رعب اور دبدبہ کی وجہ سے لوگ ان کی فرمانبرداری کرتے تھے نبی کی حیثیت سے نہیں، جس حق کو وہ لے کر آئے تھے لوگ اس میں بھی شک ہی کرتے رہے پھر جب وہ فوت ہو گئے تو لوگوں نے کہا کہ اب اللہ کا کوئی رسول نہیں آئے گا۔ لوگوں نے زندگی میں ان کی نبوت نہیں مانی اور ان کے فوت ہونے کے بعد سلسلہ نبوت ہی کو بند کر بیٹھے۔ ان کی طرح تم نے بھی یوسف علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیا علیہم السلام کا انکار کر دیا یہ تمہاری گمراہی کی انتہا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ پر الزام لگاتا ہے اور اللہ عزّ وجل کے احکام میں شک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے گمراہی کے راستہ پر چھوڑ دیتا ہے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر الرحمٰن 55: آیت 33 اور القیامہ 75: آیات 11 تا 12)

مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿35﴾

اللہ اور مومنوں کے نزدیک بہت ہی ناراضگی والی ہے۔ اسی طرح اللہ ہر تکبر کرنے والے، سرکشی کرنے والے کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ ﴿35﴾

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿36﴾

فرعون نے کہا: اے ہامان، میرے لئے ایک بلند و بالا عمارت بناؤ تاکہ میں ان راستوں تک پہنچ سکوں۔ ﴿36﴾

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿37﴾

جو آسمانوں کے راستے ہیں تاکہ میں موسیٰ (علیہ السلام) کے معبود کی طرف جھانک کر دیکھوں اور میں تو اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور اس طرح فرعون کی نظروں میں اس کے بُرے اعمال خوبصورت بنا دیئے گئے اور اسے سیدھی راہ سے روک دیا گیا اور فرعون کی چال کو تو ناکام ہونا ہی تھا۔ ﴿37﴾

وَقَالَ الَّذِيْۤ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿38﴾

اور اس مومن شخص نے کہا: اے میری قوم، میری بات مانو، میں تمہیں بھلائی کا راستہ بتاتا ہوں۔ ﴿38﴾

آیات 36 تا 37: موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا مذاق:

فرعون پر اس مومن مرد کی تقریر کا کوئی اثر نہیں ہوا اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کا مذاق اڑاتے ہوئے اپنے وزیر ہامان سے کہا: میرے لئے ایک بہت ہی بلند و بالا عمارت بناؤ جس کے ذریعہ میں آسمان پر چڑھ کر موسیٰ (علیہ السلام) کے معبود کو دیکھ سکوں۔ میں تو موسیٰ (علیہ السلام) کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں کیونکہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اللہ عزّ وجل نے فرعون کے کفر اور تکبر کی وجہ سے اس کے دل پر مہر لگا دی اور شیطان نے اس کے برے کاموں کو اس کی نظر میں خوبصورت بنا دیا۔ اس طرح اسے حق کی پیروی سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا اور اس کی سازش اس کے کسی کام نہ آئی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر القصص 28: آیت 37)

آیات 38 تا 44: مومن شخص کا اپنی قوم کو وعظ:

فرعون کی قوم میں سے ایک مردِ مومن نے قوم کو وعظ کرتے ہوئے کہا: اے لوگو، میں نے جس دین کو

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
مَتَاعٌ ۖ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿39﴾

اے میری قوم، یہ دنیا کی زندگی تو بس چند دن کی زندگی ہے اور ہمیشہ کا گھر تو آخرت ہی ہے۔ ﴿39﴾

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا
مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ
ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا
بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿40﴾

جو شخص برائی کرے گا اسے اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنی اس نے برائی کی ہوگی اور جو نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشرطیکہ وہ مومن ہو، تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور وہاں انہیں بے حساب رزق دیا جائے گا۔ ﴿40﴾

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى
النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿41﴾

اور اے میری قوم، حیرت ہے کہ میں تو تمہیں (جہنم سے) نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو۔ ﴿41﴾

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ
بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۖ وَّاَنَا
اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿42﴾

تم مجھے یہ دعوت دے رہے ہو کہ میں اللہ کا انکار کردوں اور اس کا شریک ایسے (خود ساختہ معبودوں) کو بناؤں جن کے متعلق مجھے کوئی علم نہیں اور میں تمہیں ہر چیز پر غالب، خوب بخشنے والے (اللہ) کی طرف بلا رہا ہوں۔ ﴿42﴾

قبول کرلیا ہے تم بھی اسے قبول کرلو۔ میں تمہیں اس راہ پر لے کر چلوں گا جو بالکل سیدھی ہے۔ یاد رکھو، دنیاوی زندگی جس پر تم بڑا اعتماد کئے ہوئے ہو، یہ تو چند دن کی ہے جسے ایک دن ختم ہوجانا ہے اور آخرت کی زندگی حقیقت میں ہمیشہ کی زندگی ہے۔ اس لئے تم اس زندگی کو پُرسکون بنانے کی بھرپور کوشش کرو اور زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کرو۔ حساب کتاب کا دن بہت ہی قریب آچکا ہے۔ اس دنیا میں کوئی برائی کرے گا تو قیامت کے دن اس کے برابر ہی سزا ملے گی اور جو اللہ عزّ وجل اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہوئے نیک اعمال کرے گا اسے جنت میں داخل کیا جائے گا جہاں اسے بے شمار نعمتیں اور وسیع رزق ملے گا۔ اسی لئے میں تمہیں نجات کی راہ پر چلنے کی دعوت دیتا ہوں اور یہ بتاتا ہوں کہ اللہ ربّ العزّت کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿43﴾

یہ یقینی بات ہے کہ تم مجھے جن (خود ساختہ معبودوں) کی بندگی کی دعوت دے رہے ہو وہ تو اس قابل ہی نہیں کہ انہیں دنیا میں پکارا جائے یا آخرت میں۔ بے شک ہم سب کو اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اور حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہی یقیناً جہنمی ہیں۔ ﴿43﴾

فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿44﴾

جو کچھ میں تمہیں کہہ رہا ہوں عنقریب تم اسے یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ اپنے بندوں کو خوب دیکھ رہا ہے۔ ﴿44﴾

اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ تم مجھے اس کے برعکس کفر و شرک کی دعوت دیتے ہو اور اللہ عزّ وجل کے ساتھ ایسے خودساختہ معبودوں کو شریک بنانے کے لئے کہتے ہو جن کے معبود ہونے کا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ انہیں پکارنے کا نہ تو دنیا میں کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی آخرت میں۔ اس لئے کہ نہ تو وہ دنیا میں ہماری مصیبتیں دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی آخرت میں اللہ ربّ العزّت کی بارگاہ میں ہمارے لئے سفارش کر سکیں گے۔ وہ تو دنیا اور آخرت میں پکارے جانے کے حقدار ہی نہیں۔ یاد رکھو کہ ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ کر جانا ہے جو لوگ بھی دنیا میں حق سے تجاوز کریں گے، لوگوں پر ظلم کریں گے، بے گناہوں کا خون بہائیں گے۔ آخرت میں ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ فرعون اور اس کے ماننے والے کفر اور ظلم میں حد سے بڑھ چکے، وہ بنی اسرائیل کے بیٹوں کو ناحق قتل کرتے اور موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ بھی، جس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ آخر میں اس نے اپنا وعظ ختم کرتے ہوئے قوم کو اللہ عزّ وجل کے عذاب سے ڈرایا کہ جب تمہیں اللہ ربّ العزّت کا عذاب چاروں طرف سے گھیر لے گا تو اس وقت تمہیں میری باتیں ضرور یاد آئیں گی۔ لہٰذا میں اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے تمہیں نصیحت کر رہا ہوں اور اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ اپنے فرمانبردار اور نافرمان بندوں سے خوب واقف ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ کون اچھے بدلہ کا مستحق ہے اور کون عذاب کا؟ اللہ ربّ العزّت ہر ایک کا حساب لیں گے اور پھر ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دیں گے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاحقاف 46: آیات 5 تا 6 اور الفاطر 35: آیت 14)

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿45﴾

ان لوگوں (آلِ فرعون) نے اس مرد (مومن) کے خلاف جو بھی بری چالیں چلی تھیں، اللہ نے ان سے اسے بچا لیا اور آلِ فرعون خود ہی بدترین عذاب میں گر گئے۔ ﴿45﴾

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۟ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿46﴾

وہ آگ ہے جس پر وہ (آلِ فرعون) صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (تو حکم ہوگا کہ) آلِ فرعون کو سخت عذاب میں داخل کرو۔ ﴿46﴾

وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا

اور جب جہنمی آگ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو کمزور لوگ، بڑا بننے والوں سے

آیت 45: مخلص مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین صلہ:

جب اس مومن مرد نے فرعون اور اس کی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آنے کی وعید سنائی تو قوم فرعون نے اس مومن کو قتل کرنا چاہا۔ وہ فوراً وہاں سے بھاگ گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے شر سے محفوظ کرلیا۔ اور پھر جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریا میں غرق ہوا تو اسے، موسیٰ علیہ السلام اور دیگر مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے دریا میں غرق ہونے سے بچالیا۔ فرعون اور اس کی قوم کو بدترین عذاب نے آگھیرا۔

آیت 46: فرعون اور اس کی قوم کا عذاب الٰہی میں مبتلا ہونا:

فرعون اور اس کی قوم کے لوگ جب دریا میں ڈوب کر مر گئے تو برزخ (یعنی قبروں) میں صبح و شام ان کی روحوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب دیا جاتا ہے اور جب قیامت آئے گی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ فرعون اور اس کی قوم کو اب جہنم کے سخت ترین عذاب میں مبتلا کردو۔ یہ آیت مبارکہ اس بات کی ایک مضبوط دلیل ہے کہ روحوں کو قیامت کے عذاب سے پہلے بھی عذاب دیا جاتا ہے جس کا اثر ان کے جسموں پر بھی ہوتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ❶ ”اے لوگو، آگاہ رہو تم لوگ قبروں میں فتنہ میں ڈالے جاؤ گے۔“ (مسلم) ❷ ”عذاب قبر برحق ہے۔ (بخاری)

آیات 47 تا 50: اہل جہنم کا آپس میں جھگڑا:

جب جہنمی جہنم میں داخل ہوجائیں گے تو عام لوگ اپنے سرداروں سے جھگڑا کریں گے اور ان سے

كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿47﴾

کہیں گے، ہم (دنیا میں) تمہاری پیروی کیا کرتے تھے، کیا اب تم جہنم کی آگ کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو؟ ﴿47﴾

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿48﴾

بڑا بننے والے جواب دیں گے: ہم سب جہنم میں ہیں (اور) بلاشبہ اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے۔ ﴿48﴾

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿49﴾

اور (تمام) جہنمی مل کر جہنم کے محافظوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے رب سے دعا مانگو کہ وہ کسی دن تو ہمارے عذاب میں کمی کر دے۔ ﴿49﴾

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿50﴾ ع

وہ (محافظ) جواب دیں گے: کیا تمہارے پاس رسول واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے؟ جہنمی کہیں گے: کیوں نہیں (ضرور آئے تھے) پھر وہ محافظ کہیں گے: پھر تم خود ہی دعا مانگو اور کفار کی دعائیں تو ضائع ہو جانے والی ہیں۔ ﴿50﴾

کہیں گے کہ دنیا میں ہم تمہاری بات مانا کرتے تھے جو تم کہا کرتے تھے ہم وہی کیا کرتے تھے۔ تم ہی نے ہمیں دنیا میں کفر اور گمراہی کی راہ بتائی تھی جس پر ہم چل پڑے تھے۔ کیا آج تم جہنم کے خوفناک عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا سکتے ہو؟ سردار لوگ جواب دیں گے۔ ہم بھی تو تمہارے ساتھ اس عذاب میں مبتلا ہیں۔ اگر آج ہم کچھ کر سکتے تو پہلے اپنے آپ کو بچاتے۔ اللہ ربّ العزّت نے اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر لیا ہے اور اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کر دیا ہے۔ اب عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ جب اہل جہنم کو یہ یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اب ان کا رونا نہیں سنیں گے اور ان کی دعائیں بھی قبول نہیں فرمائیں گے تو پھر وہ ناامید ہو کر جہنم پر مقرر فرشتوں سے عرض کریں گے: ذرا تم ہی اپنے رب سے ہمارے لئے رحم کی دعا مانگو کہ وہ ایک دن کے لئے ہم سے عذاب کو ہلکا کر دے۔ وہ فرشتے جواب دیں گے: کیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیا علیہم السلام واضح دلائل لے کر نہیں آئے تھے؟ اور انہوں نے تمہیں کفر شرک اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نافرمانیوں سے نہیں روکا تھا؟ اہل جہنم جواب دیں گے ''جی ہاں'' ہمارے

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡہَادُ ﴿51﴾

یقیناً ہم اپنے رسولوں اور مومنوں کی دنیاوی زندگی میں بھی مدد کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔ ﴿51﴾

یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ الظّٰلِمِیۡنَ مَعۡذِرَتُہُمۡ وَلَہُمُ اللَّعۡنَۃُ وَلَہُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿52﴾

جس دن ظالموں کی معذرت انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی اور ان پر لعنت برس رہی ہوگی اور ان کا ٹھکانا بہت ہی بُرا ہوگا۔ ﴿52﴾

پاس اللہ عزّ وجل کے بھیجے ہوئے انبیا علیہم السلام آئے تھے لیکن ہم نے ان کی دعوت کو جھٹلا دیا تھا۔ فرشتے کہیں گے: پھر تم خود ہی اپنے رب کو پکارو، ہم تمہاری بات نہیں سن سکتے۔ یاد رکھو: تم اب اللہ عزّ وجل کو پکارو یا نہ پکارو، تم سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا اور تم اسی طرح جہنم میں جلتے رہو گے کیونکہ اللہ عزّ وجل کا یہ اعلان ہے کہ کفار کا آخرت میں اللہ عزّ وجل کو پکارنا ضائع ہو جائے گا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 38)

آیات 51 تا 52: اللہ عزّ وجل کا دنیا اور آخرت میں رسولوں کی مدد کرنا:

اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے انبیا علیہم السلام کے بارے میں یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ ان کی اور ان کے ماننے والوں کی دشمن کے مقابلہ میں ضرور مدد کرتے ہیں۔ انبیا علیہم السلام کا لایا ہوا دین غالب کرتے ہیں اور ان کے مخالفین کو قتل، قید اور دیگر عذابوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ جیسے یحییٰ، زکریا اور شعیب علیہم السلام کو جب ان کی قوموں نے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان قوموں پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دیا جنہوں نے قتل عام کیا اور انہیں ذلیل و رسوا کر دیا۔ اسی طرح نمرود نے ابراہیم علیہ السلام کو تکالیف پہنچائیں تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی عذاب میں مبتلا کر دیا۔ جن یہودیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دینے کی کوشش کی تھی اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو ان پر غلبہ عطا کیا اور ان کے ہاتھوں ان کو ذلیل و رسوا کیا اور قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السلام خود بھی یہودیوں کے خلاف جنگ لڑیں گے اور انہیں عبرت ناک سزا دیں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس نے میرے اولیا سے دشمنی کی، میرا بھی ان کے خلاف اعلان جنگ ہے۔'' (بخاری) اس کے برعکس اللہ عزّ وجل کا یہ وعدہ ہے کہ قیامت کے دن انبیا علیہم السلام اور ان کے ماننے والوں کو ان کے نیک اعمال کا بہترین بدلہ دیا جائے گا اور انہیں جنت میں داخل فرماتے ہوئے ہر قسم کی نعمتوں سے نوازا جائے گا، جب کہ ان کے مخالفین کو جہنم کا ایندھن

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿53﴾

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب ہدایت (تورات) عطا فرمائی اور بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث بنا دیا۔ ﴿53﴾

هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿54﴾

وہ کتاب عقل مندوں کے لئے ہدایت ونصیحت کا خزانہ تھی۔ ﴿54﴾

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿55﴾

پس (اے نبی ﷺ)، آپ صبر کیجئے، بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے رہئے اور صبح و شام اپنے رب کی حمد اور پاکی بیان کرتے رہیے۔ ﴿55﴾

بنادیا جائے گا۔ قیامت کا دن بڑا سخت ہوگا۔ اس دن مشرکین کی معذرت بھی ان کے کوئی کام نہیں آئیگی۔ وہاں مشرکین اور کفار کا کوئی ایسا مددگار بھی نہ ہوگا جو انہیں عذاب الٰہی سے نجات دلا سکے وہ اپنی جان چھڑانے کے لئے جھوٹ بولیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو کبھی بھی شرک نہیں کیا۔ فرمان الٰہی ہے:۔

(ترجمہ) ''ہم اپنے رب کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم کبھی شرک نہیں کرتے تھے۔'' (الانعام 6: آیت 23)

آیات 53 تا 56: رسول اکرم ﷺ کو نصیحت:

اللہ عزّ وجل نے مختلف انبیا علیہم السلام اور قوموں کے واقعات سنا کر آپ ﷺ کو نصیحت کی ہے کہ اگر پہلی قوموں کی طرح آپ کی قوم بھی آپ کو تکالیف پہنچائے تو آپ پریشان نہ ہوں بلکہ آپ تکالیف پر صبر کریں۔ جس طرح اللہ عزّ وجل نے پہلے انبیا علیہم السلام کو غلبہ عطا فرمایا اسی طرح آپ کو بھی غلبہ عطا فرمائیں گے اور آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب فرمادیں گے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ آپ ﷺ کی سخت مخالفت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دشمنوں کے گھیرے سے نکال کر مدینہ پہنچایا اور وہاں جانثار ساتھی عطا فرمائے۔ دن بہ دن اسلام پھیلتا چلا گیا اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ ﷺ مکہ میں فاتح بن کر داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے دشمن آپ کے سامنے گردن جھکائے ہوئے آپ ﷺ سے رحم کی درخواست کررہے تھے۔ اللہ عزّ وجل کا وعدہ سچ ہوکر رہا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے شکرانے کے طور پر آپ ﷺ کو استغفار اور اللہ تعالیٰ کی خوب تعریفیں بیان کرنے کی تلقین کی اس کے ساتھ ساتھ شرارتی لوگوں کی تکالیف سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنے کی نصیحت فرمائی کیونکہ

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿56﴾

جو لوگ اپنے پاس کسی بھی دلیل کے نہ ہونے کے باوجود، اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں، ان کے دلوں میں تکبر بھرا ہوا ہے۔ وہ اپنا مقصد کبھی بھی حاصل نہیں کر پائیں گے۔ لہٰذا آپ (ان کی شرارتوں سے) اللہ کی پناہ مانگئے۔ بے شک وہ ہر (ایک کی دعا) سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔ ﴿56﴾

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿57﴾

آسمان و زمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔ ﴿57﴾

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿58﴾

اور اندھا اور بینا برابر نہیں ہوسکتے، (اسی طرح) ایمان و اعمال صالحہ والے اور برے کام کرنے والے بھی (برابر نہیں ہوسکتے)۔ تم بہت ہی کم نصیحت قبول کرتے ہو۔ ﴿58﴾

ان کے شر اور چالوں سے اللہ عزّ وجل ہی محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہر بات کو سننے والے اور ہر چیز کو دیکھنے والے ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر المآئدہ 5: آیت 44)

آیات 57 تا 59: کیا زمین و آسمان کی تخلیق مشکل ہے یا انسان کی؟

جو اللہ عزّ وجل آسمان و زمین کو بغیر کسی نمونہ کے پیدا کرنے پر قادر ہے، یقیناً وہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرنے کی مکمل قدرت رکھتا ہے۔ اکثر لوگ اس بات کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ بہت سے لوگ اس بات کو تو تسلیم کرتے ہیں کہ آسمان و زمین کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے لیکن انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنے کا انکار کرتے ہیں۔ یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ بڑی سے بڑی چیز کو تسلیم کر لیا جائے اور چھوٹی سی چیز کو محال سمجھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک مومن اور کافر میں بہت بڑا فرق ہے جیسے بینا اور نابینا میں فرق ہوتا ہے۔ مومن اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نور بصیرت کے ذریعہ اللہ عزّ وجل کی نشانیوں میں غور وفکر کرتا ہے اور وہ توحید، آخرت اور دوبارہ زندہ ہونے پر مکمل ایمان لاتا ہے جبکہ کافر نابینا کی طرح اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو نہ ہی دیکھ پاتا ہے اور نہ ہی ان میں غور وفکر کر کے اپنی اصلاح

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿59﴾

بلاشبہ قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے۔ ﴿59﴾

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿60﴾ ع

اور تمہارے رب نے فرمایا ہے تم (سب) مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ تکبر کی وجہ سے میری عبادت نہیں کرتے وہ عنقریب ذلیل و خوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔ ﴿60﴾

کرتا ہے۔ حالانکہ قیامت کے آنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اس دن ہر ایک کو اس کے اچھے یا بُرے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا لیکن کافر لوگ نادانی کی وجہ سے اس حقیقت کو نہیں سمجھ پاتے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاحقاف 46: آیت 33)

آیت 60: دعائیں مانگنے کا حکم:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی زیادہ مہربان ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی خیرخواہی چاہتے ہوئے اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ اپنے بندوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ تم سب صرف مجھ سے ہی دعائیں مانگو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا۔ اس لئے کہ تم سب میرے ہی بندے ہو اور میں تمہارا اکیلا رب ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ''جو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعائیں نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوجاتے ہیں'' (مسلم، مسند احمد) ❷ ''دعا عین عبادت ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہی آیت (المومن 40: آیت 60) تلاوت فرمائی۔ (ترمذی) جو لوگ غرور اور تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ عزّ وجل کی عبادت نہیں کرتے اور اس سے دعائیں نہیں مانگتے ایسے لوگوں کو رسوائی اور ذلت کے ساتھ جہنم میں ڈال دیا جائے گا جو بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ''جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا۔'' (بخاری) ❷ ''قیامت کے دن تکبر کرنے والے لوگوں کو چیونٹیوں کی طرح چھوٹے چھوٹے بنا کر نہایت ذلیل و رسوا کرتے ہوئے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جہاں انہیں ہر طرف شعلہ مارنے والی آگ لپیٹ لے گی۔'' (مسند احمد)

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ
لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ
اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿61﴾

اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو روشن بنایا۔ بے شک اللہ لوگوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ ﴿61﴾

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۫
لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿62﴾

وہی اللہ تمہارا رب ہے جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا (خالق) ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں بہکائے جا رہے ہو۔ ﴿62﴾

كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا
بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿63﴾

جو لوگ اللہ کی آیات کا انکار کرتے تھے وہ بھی اسی طرح بہکائے جاتے رہے ہیں۔ ﴿63﴾

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ
قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ
فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ
الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ
فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿64﴾

اللہ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو چھت بنایا، اسی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور تمہیں اچھی شکل و صورت عطا فرمائی اور تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا، وہی اللہ (جس کے یہ سارے کام ہیں) تمہارا رب ہے جو بڑی برکت والا، تمام جہانوں کا رب ہے۔ ﴿64﴾

آیات 61 تا 65: حقیقی معبود کی پہچان:

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزّ وجل تمام لوگوں کو ان کے حقیقی معبود کی پہچان کرا رہے ہیں کہ تمہارا معبود وہی اللہ عزّ وجل ہے جس نے تمہارے سکون کے لئے رات اور کام کاج کے لئے دن بنایا۔ وہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی معبود نہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کی عبادت کرتے ہیں، وہ حقیقت میں انہی لوگوں کی طرح گمراہ ہو چکے ہیں جو ان سے پہلے گمراہ ہوئے تھے۔ اس لئے کہ وہ لوگ بھی بغیر کسی دلیل کے اپنے خودساختہ معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کر دیا تھا حالانکہ اللہ عزّ وجل وہ ذات ہے کہ جس نے زمین کو لوگوں کے لئے رہائش گاہ بنایا اور آسمان کو چھت۔ انسان کو بڑے خوبصورت انداز میں بنایا اور لوگوں

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿65﴾

وہ ہمیشہ سے زندہ ہے (جسے کبھی موت نہیں آئے گی) اس کے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا عبادت کو اسی کے لئے خاص کرتے ہوئے (صرف) اسی (اللہ) کو پکارو۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ﴿65﴾

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ز وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿66﴾

(اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ مجھے تو ان (خود ساختہ معبودوں) کی عبادت کرنے سے منع کر دیا گیا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے واضح دلائل بھی آ چکے ہیں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے رب کا فرمانبردار بن کر رہوں۔ ﴿66﴾

کے کھانے کے لئے پاکیزہ چیزیں بھی مہیا فرما دیں۔ لہٰذا وہی معبود برحق ہے جو تمام جہانوں کا اکیلا رب ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا اور ہر قسم کی نعمتیں فراہم کرنے والا ہے اس کے ہم لوگوں پر بے شمار انعامات ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ خالص اسی کی عبادت کریں اور اسی کی زیادہ سے زیادہ تعریفات بیان کریں۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیات 21 تا 22)

آیات 66 تا 68: انسان کی مرحلہ وار تخلیق کا بیان:

اللہ عزّ وجل نے ان آیات مبارکہ میں اپنے نبی کی زبانی یہ اعلان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی عبادت کرنا جائز نہیں ہے۔ جب انسان کے پاس واضح دلائل آجائیں اور اسے اپنے رب کی پہچان ہو جائے تو پھر اسے چاہئے کہ وہ ہر وقت اسی رب کا فرمانبردار بن کر رہے کیونکہ اللہ عزّ وجل نے انسان کو مختلف مراحل سے گزار کر پیدا فرمایا ہے۔ سب سے پہلے انسان (آدم علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس انسان کی تخلیق کو نطفہ کی صورت میں ڈھالا پھر اس سے جما ہوا خون بنایا پھر مکمل تخلیق کے بعد اسے کامل بچہ کی صورت میں دنیا میں بھیجا پھر ماں باپ کے ذریعہ سے اس کی پرورش کروائی یہاں تک کہ اسے جوان بنا دیا اور پھر جوانی کے مراحل سے گزار کر بڑھاپے تک پہنچا دیا۔ بعض کو جوانی سے پہلے ہی اور بعض کو جوانی کی حالت میں اور بعض کو بڑھاپے میں لے جا کر فوت کر دیا۔ اللہ عزّ وجل نے انسانوں کو ان تمام مراحل پر غور وفکر کی دعوت دی ہے کہ جو اللہ ان تمام مراحل سے

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ یُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُیُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿67﴾

(اللہ) وہی تو ہے جس نے تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پھر وہ تمہیں (ماں کے رحم سے) بچہ کی شکل میں نکالتا ہے۔ پھر نشو ونما کرتا ہے تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچ جاؤ پھر (زندہ رکھتا ہے) تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں اور (بعض زندہ رہتے ہیں) تا کہ تم اپنے مقررہ وقت کو پہنچ جاؤ اور (اس لئے کہ حقیقت کو) تم سمجھ سکو۔ ﴿67﴾

هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿68﴾

(اللہ) وہی تو ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے پس جب وہ کسی کام کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اسے صرف یہ کہتا ہے کہ ''ہوجا'' پس وہ کام ہوجاتا ہے۔ ﴿68﴾

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى یُصْرَفُوْنَ ﴿69﴾

کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کی آیات میں جھگڑتے ہیں۔ وہ کہاں پھیر دیئے جاتے ہیں (کہ وہ حق کو نہیں مانتے)۔ ﴿69﴾

الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَ بِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿70﴾

ان لوگوں نے اس کتاب (قرآن) کو بھی جھٹلایا اور ان کتابوں کو بھی جو ہم نے (اس سے) پہلے رسولوں کو دے کر بھیجا تھا، عنقریب انہیں حقیقت حال معلوم ہوجائے گی۔ ﴿70﴾

گزار کر موت کے گھاٹ اتارنے والا ہے، وہی تمہاری ہر قسم کی عبادات کا حقدار ہے۔ وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور لوگوں کو زندگی اور موت دیتا ہے۔ اسی کے پاس تمام اختیارات ہیں۔ وہ جب کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے صرف یہ کہتا ہے ''ہوجا'' وہ چیز فوراً ہوجاتی ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الحج 22: آیت 5، المومنون 23: آیات 12 تا 16، حٰمٓ السجدہ 32: آیت 7 اور الروم 30: آیت 20)

آیات 69 تا 72: آیات باری تعالیٰ میں جھگڑا کرنے والوں کی سزا:

جو لوگ دنیا میں اپنے جھوٹے اور باطل دلائل کے ذریعہ قرآن کریم کی آیات میں جھگڑتے اور شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں انہیں اس جرم کی فوری سزا یہ دی جاتی ہے کہ واضح دلائل دیکھنے کے باوجود حق

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿71﴾

جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیروں کے ذریعہ سے گھسیٹے جائیں گے۔ ﴿71﴾

فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿72﴾

وہ کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر (دوزخ کی) آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ ﴿72﴾

ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿73﴾

پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے؟ ﴿73﴾

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿74﴾

یعنی اللہ کے سوا (خود ساختہ معبود) وہ جواب دیں گے: وہ تو ہم سے کھو گئے ہیں، بلکہ ہم اس سے پہلے (اللہ کے سوا) کسی کو بھی نہیں پکارتے تھے، اللہ اسی وجہ سے کفار کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ﴿74﴾

کو قبول کرنے کی توفیق ان سے چھین لی جاتی ہے اور قیامت کے دن ایسے لوگوں کی گردنوں میں آگ کا طوق اور ان کے پاؤں میں آگ کی بیڑیاں ڈال کر انہیں کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹا جائے گا اور پھر ان کے جسموں میں آگ لگا دی جائے گی جو ان کے اس جرم کی سزا ہوگی۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الرحمٰن 55: آیات 43 تا 44، الدخان 44: آیات 45 تا 50 اور المرسلٰت 77: آیت 15)

آیات 73 تا 76: قیامت کے دن مشرکین کو ڈانٹ:

قیامت کے دن مشرک لوگوں کو جہنم کے عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا اور پھر انہیں ذلیل و رسوا کرنے کے لئے ان سے پوچھا جائے گا: آج تمہارے وہ معبود کہاں ہیں جنہیں تم اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے؟ وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے اور تمہاری سفارش کر کے تمہیں عذاب الٰہی سے نجات کیوں نہیں دلاتے؟ مشرکین جواب دیں گے: آج تو وہ غائب ہیں۔ وہ ہمیں کہیں نظر نہیں آرہے۔ جب انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے گا کہ انہوں نے تو خود ہی اپنے شرک کا اعتراف کر لیا ہے تو فوراً ہی اپنا انداز بدل لیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے ہی نہیں تھے ہم نے تو کبھی شرک کا ارتکاب کیا ہی نہیں تھا۔ اللہ عزّ وجل کے فرشتے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہیں گے، یہ جہنم کا عذاب تمہیں صرف اسی لئے دیا جا رہا ہے کہ تم دنیا میں اللہ عزّ وجل اور اس کے رسولوں

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿75﴾

(کہا جائے گا) تمہارا یہ انجام اس لئے ہوا کہ تم زمین میں (اللہ کی) نافرمانی کر کے خوش ہوتے تھے اور اس پر اترایا کرتے تھے۔ ﴿75﴾

اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿76﴾

(فرشتے کہیں گے جاؤ) جہنم میں ہمیشہ رہنے کیلئے (اس کے) دروازوں میں داخل ہوجاؤ۔ کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کا۔ ﴿76﴾

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿77﴾

پس (اے نبی ﷺ) آپ صبر کیجئے، اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ ہم نے جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا ہے اس کا کچھ حصہ ہم آپ کو (دنیا میں ہی) دکھادیں یا (اس سے پہلے ہی) ہم آپ کو وفات دے دیں گے، انہیں ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ ﴿77﴾

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ

اور ہم آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیج چکے ہیں ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کے حالات کا ہم نے آپ سے ذکر کردیا ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات ذکر نہیں کئے اور کسی رسول

کی مخالفت کر کے بہت خوش ہوتے اور اس پر اترایا کرتے تھے۔ لہٰذا آج تم جہنم کے دروازوں سے گزر کر جہنم کے اس گڑھے میں پہنچ جاؤ جو اللہ عزّ وجل نے مشرکین کے لئے تیار کر رکھا ہے۔ وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 23)

آیات 77 تا 78: رسول اکرم ﷺ کو صبر کا حکم اور فتح کی خوشخبری:

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزّ وجل اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کو قوم کے جھٹلانے پر صبر کی تلقین فرمارہے ہیں اور ساتھ ساتھ آپ کو فتح کی خوشخبری بھی دے رہے ہیں اور یہ بھی بتا رہے ہیں کہ دنیا اور آخرت میں آپ ہی کا انجام بہتر ہوگا۔ کفار کی رسوائی ہم آپ کو دنیا میں بھی دکھا دیں گے اور آخرت میں بھی ان کی ذلت و رسوائی تمام لوگوں کے سامنے ہوگی۔ اللہ عزّ وجل نے جنگ بدر کے موقع پر آپ ﷺ کو کامیابی عطا فرماتے ہوئے بڑے بڑے کافر سرداروں کی ذلت و رسوائی

يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا
جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَ
خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿78﴾

کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر خود کوئی معجزہ لے آئے۔ پھر جب اللہ کا حکم آ گیا تو حق کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا اور اس وقت باطل پرست (جھوٹے لوگ) ہی خسارہ میں رہے۔ ﴿78﴾

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ
لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿79﴾

اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لئے جانور پیدا کئے تا کہ ان میں سے بعض پر تم سواری کرو اور بعض کا گوشت کھاؤ۔ ﴿79﴾

وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا
عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ
وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿80﴾

اور ان (جانوروں) میں تمہارے لئے اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔تمہارے دل میں جہاں جانے کی حاجت ہو ان پر سوار ہو کر وہاں پہنچ جاتے ہو اور ان پر اور کشتیوں پر تم لے جائے جاتے ہو۔ ﴿80﴾

دکھادی اور فتح مکہ کے موقع پر دشمنوں کی ذلت بھی آپ کے سامنے تھی اور یقیناً آخرت میں بھی جب یہ کافر لوگ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو ان کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ کو تسلی دینے کے لئے انبیا علیہم السلام کے واقعات سنائے ہیں کہ ان کے ساتھ بھی اسی طرح کا سلوک ہوا وہ اپنی مرضی سے معجزات لے کر نہیں آئے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معجزات دے کر بھیجا تھا۔جب قوم نے انہیں جھٹلایا تو بہترین انجام انبیا علیہم السلام اور ان کے ماننے والوں کا ہوا اور باطل پرستوں کو ہمیشہ شکست کا سامنا ہی کرنا پڑا۔

آیات 79 تا 81: اللہ عزّ وجل کی بعض نعمتوں کا بیان:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ ربّ العزّت اپنی بعض نعمتوں کا ذکر فرما رہے ہیں تا کہ بندے ان میں غور و فکر کرتے ہوئے اپنے حقیقی رب کو پہچانیں، اس پر ایمان لے آئیں اور صرف اسی کی عبادت کریں۔ اللہ عزّ وجل کی نعمتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے انسانوں کے لئے جانور پیدا کئے جن میں سے بعض سے انسان سواری کا کام لیتا ہے جیسے اونٹ، گھوڑا، گدھا۔بعض کا گوشت کھاتا ہے جیسے اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری۔بعض کا دودھ پیتا ہے جیسے اونٹنی، گائے، بھیڑ، بکری اور بعض کی اون استعمال کرتا ہے جیسے بھیڑ، جس سے گرم کپڑے اور دیگر اشیا تیار کرتا ہے۔ جب اللہ عزّ وجل کی

وَ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۗ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿81﴾

اللہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا جا رہا ہے۔ آخر تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے۔ ﴿81﴾

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿82﴾

کیا انہوں (کفار اور مشرکین) نے زمین میں چل پھر کر اپنے سے پہلے لوگوں کا انجام نہیں دیکھا جو ان سے زیادہ تعداد میں تھے اور ان سے بھی زیادہ طاقتور تھے زمین میں اپنی یادگاروں کے اعتبار سے بھی (اِن سے زیادہ) چھوڑ گئے۔ پھر بھی ان کے کئے ہوئے کاموں نے انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ ﴿82﴾

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿83﴾

جب بھی ان کے پیغمبر ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو وہ اس علم پر اترانے لگے جو ان کے پاس تھا اور انہیں اسی عذاب نے آگھیرا جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ ﴿83﴾

اتنی عظیم نعمتیں ہیں جن کے انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں تو پھر انسان کو ہٹ دھرمی اور سرکشی سے باز آجانا چاہئے اور اللہ معبود حقیقی ہی کی عبادت کرنی چاہئے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیات 143 تا 144 اور النحل 16: آیات 6 تا 8)

آیات 82 تا 85: عذابِ الٰہی کو دیکھ کر ایمان لانے کا کوئی فائدہ نہیں:

اللہ عزّ وجل نے ان آیاتِ مبارکہ میں سابقہ نافرمان قوموں کا انجام ذکر فرما کر موجودہ مشرکین اور کفار کو تنبیہ کی ہے کہ تم اپنے کفر وشرک سے توبہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اگر تمہیں اپنی طاقت اور مال پر گھمنڈ ہے تو یہ کوئی بڑی چیز نہیں۔ یہ چیزیں تو سابقہ ہلاک ہونے والی قوموں کے پاس تم سے زیادہ تھیں۔ انہوں نے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں اور زراعت میں بھی خوب ترقی کی لیکن جب انہوں نے اللہ عزّ وجل کے پیغمبروں کے لائے ہوئے واضح دلائل دیکھنے کے باوجود بھی

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿84﴾

پس جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو پکار اٹھے کہ ہم اللہ کی وحدانیت (توحید) پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم ان (خود ساختہ معبودوں) کا انکارکرتے ہیں جنہیں ہم اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے۔ ﴿84﴾

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿85﴾

مگر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو ان کے ایمان لانے نے انہیں کوئی فائدہ نہیں دیا۔ (کیوں کہ) یہ اللہ کا مقرر اصول ہے جو ہمیشہ اس کے بندوں پر جاری رہا ہے اور اس (عذاب کے) موقع پر کفار خسارہ میں پڑ گئے۔ ﴿85﴾

اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کی توحید کا انکار کیا تو عذاب الٰہی نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور اس وقت کوئی بھی اس عذاب کو ٹال نہ سکا۔ جب وہ ہر طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے فوراً اپنے گناہوں پر معافی مانگنا شروع کر دی اور وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جنہیں اللہ عزّ وجل کا شریک ٹھہراتے تھے ان کا انکار کرنے لگے۔لیکن اس وقت کا ایمان لانا ان کے لئے فائدہ مند ثابت نہ ہوا۔ عذابِ الٰہی دیکھ کر تو فرعون نے بھی ایمان لانے کا اظہار کیا تھا لیکن اس کا ایمان لانا بھی رد کر دیا گیا۔ اللہ عزّ وجل کا یہ طریقہ ہے کہ عذاب کو دیکھ کر جو بھی قوم توبہ کرتی ہے، اللہ عزّ وجل اس کی توبہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور اسے ہلاک کر دیتے ہیں، صرف ایک ہی قوم ایسی گزری ہے جس نے عذاب الٰہی کے آثار دیکھ کر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرما لی، وہ یونس علیہ السلام کی قوم تھی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ”اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ اس وقت تک قبول کرتے ہیں جب تک اسے موت کے آثار نظر نہیں آتے۔“ (ترمذی)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر یونس 10: آیات 88 تا 91)

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ

سورۂ حم سجدہ مکی ہے اس میں 54 آیات اور 6 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

حٰمٓ ﴿1﴾

حا، میم۔ ﴿1﴾

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿2﴾

یہ (کتاب) بڑے مہربان، بے حد رحم کرنے والے کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ ﴿2﴾

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿3﴾

قرآن تفصیلی آیات والی کتاب، جو عربی زبان میں ہے اور علم رکھنے والوں کے لئے ہے۔ ﴿3﴾

آیات: 1 تا 5: مشرکین مکہ کی آپ ﷺ کو پیش کش اور آپ ﷺ کا جواب:

قرآن کریم وہ عظیم کتاب ہے جو بے حد رحم کرنے والے، اللہ عزّ وجل کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس کے احکام بڑے واضح اور آیات بڑی مضبوط ہیں۔ باطل اس میں کبھی داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن ایسے لوگوں پر افسوس ہے جو اتنی واضح آیات کو دیکھنے کے باوجود اس سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ وہ کہتے تھے: اے محمد (ﷺ) ہمارے دلوں پر پردے ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان بہت بڑی رکاوٹ ہے اس لئے ہم آپ کی باتیں سن ہی نہیں پاتے۔ جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن قریش کے لوگ جمع ہوئے اور آپس میں یہ مشورہ کیا کہ تم میں سے جو شخص جادو، کہانت اور شعر و شاعری میں سب سے زیادہ ماہر ہے، اسے محمد (ﷺ) کے پاس بھیجو کیونکہ اس نے ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی ہے اور ہمارے دین کی بُرائی کرتا ہے۔ اس کام کے لئے انہوں نے عتبہ بن ربیعہ کا انتخاب کیا۔ وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد (ﷺ) تم بہتر ہو یا تمہارے باپ دادا بہتر تھے؟ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ وہ لوگ بہتر تھے تو وہ انہی معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے جن کی تم برائی بیان کرتے ہو اور اگر تم اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہو تو پھر ہم سے بات کرو ہم آپ کی بات سنیں گے۔ اللہ کی قسم، ہم نے تم سے زیادہ کسی کو اپنی قوم کے لئے نقصان دہ نہیں پایا۔ تم نے تو ہمارے درمیان تفریق پیدا کر دی۔ ہمارے دین میں عیب نکالے۔ پورے عرب میں ہماری بے عزتی کرائی اور عرب میں یہ بات مشہور ہو چکی ہے کہ قریش میں ایک جادوگر اور کاہن ہے۔ اللہ کی قسم، اب تم صرف اسی کا انتظار کر رہے ہو کہ ہم ایک دوسرے کے خلاف تلواریں اٹھالیں۔ اگر آپ مال چاہتے

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ
اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿4﴾

یہ (قرآن جنت کی) خوشخبری دینے والا اور (جہنم سے) ڈرانے والا ہے۔ پھر بھی اکثر لوگوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور وہ اسے سنتے ہی نہیں۔ ﴿4﴾

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا
تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ
وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ
فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿5﴾

اور وہ (کفار) کہتے ہیں کہ (اے محمد ﷺ) تو جس کی طرف ہمیں بلا رہا ہے، ہمارے دل تو اس سے پردہ میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بہرا پن ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک پردہ حائل ہے۔لہٰذا تم اپنا کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کئے جاتے ہیں۔ ﴿5﴾

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى

(اے پیغمبر ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ میں تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، مجھ پر وحی نازل کی

ہو تو ہم اتنا مال اکٹھا کردیں گے کہ آپ ہم میں سب سے بڑے مالدار بن جاؤ گے اور اگر آپ کا کسی لڑکی سے نکاح کا ارادہ ہے تو قریش کی جس لڑکی کو پسند کرو گے ہم آپ کی اس سے شادی کرادیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے عتبہ کی بات کو مکمل سنا اور اس سے پوچھا کیا تمہاری بات پوری ہوگئی؟ اس نے کہا ''جی ہاں''۔ آپ ﷺ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھ کر اس سورۃ مبارکہ (حٰمٓ السجدہ 41) کی تلاوت شروع کردی۔ یہاں تک کہ جب آپ تلاوت کرتے کرتے آیت نمبر 13 پر پہنچے تو عتبہ فوراً بول اٹھا، بس کیجئے کیا آپ کے پاس اس کے علاوہ کچھ اور نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''نہیں'' تو وہ فوراً اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا: میں نے محمد (ﷺ) سے ایسا کلام سنا ہے کہ اس سے پہلے میرے کانوں نے ایسا کلام سنا ہی نہیں تھا اور ان کے سامنے مجھ سے کوئی جواب بھی نہیں بن پڑا۔ (مستدرک حاکم، بیہقی)

آیات 6 تا 8: توحید الٰہی کی دعوت:

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزّ وجل کی طرف سے نبی کریم ﷺ نے تمام لوگوں کو توحید کی دعوت دی کہ اے لوگو، میں بھی تمہاری ہی طرح کا ایک انسان ہوں۔ مجھ میں اور تم میں فرق صرف یہ ہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے۔ لہٰذا تم میری بات ماننے سے انکار کیوں کر رہے ہو۔ میں تو تمہیں اللہ عزّ وجل کی توحید کی دعوت دیتا ہوں۔ تم اس کو مان لو اور اپنے خودساختہ معبودوں

اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴿6﴾

جاتی ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک ہی اللہ ہے۔ پس تم اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اسی سے گناہوں کی معافی مانگو۔ اور ان مشرکین کے لئے ہلاکت ہے۔ ﴿6﴾

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿7﴾

جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور وہ آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں۔ ﴿7﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿8﴾

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے، ان کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ ﴿8﴾

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿9﴾

(اے پیغمبر ﷺ) آپ فرما دیجئے، کیا تم اس اللہ کا انکار کرتے ہو اور اسکے شریک ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کر دیا۔ وہی تمام جہانوں کا پروردگار (پالن ہار) ہے۔ ﴿9﴾

سے بیزاری کا اعلان کردو، اسی میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اب تک تم سے شرک اور اس کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہوئے ہیں، اللہ عزّ وجل وہ تمام معاف فرمادیں گے۔ لہٰذا تم اسی کے سامنے توبہ کرو۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی توحید کو تسلیم نہیں کرے گا تو ایسے مشرکین کا انجام بہت ہی بُرا ہوگا۔ ایسے لوگ جہنم کے ویل نامی گڑھے میں داخل کئے جائیں گے۔ یہ لوگ دنیا میں شرک کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے دئے ہوئے مال سے زکوٰۃ نہیں نکالا کرتے تھے اور آخرت کا بھی انکار کیا کرتے تھے۔ ہاں اگر یہ لوگ ایمان لے آئیں، اپنے گناہوں پر توبہ کرلیں اور نیک اعمال کرنا شروع کردیں تو اللہ عزّ وجل کی طرف سے ان کے لئے ایسا بہترین بدلہ ہوگا جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

(مزید پڑھیے ھود 11: آیت 108، الکہف 18: آیت 3، الاعلیٰ 87: آیت 14، النازعات 79: آیت 18)

آیات 9 تا 12: آسمان و زمین کی تخلیق کس ترتیب سے ہوئی:

مشرکین کے رویہ پر انتہائی افسوس ہے کہ وہ اللہ عزّ وجل کی اتنی بڑی بڑی نشانیاں دیکھنے کے باوجود بھی اللہ ربّ العزّت کو چھوڑ کر اوروں کی عبادت کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور ان کے خودساختہ معبود تو ایک مچھر کے پر کے برابر بھی کسی چیز کو پیدا نہیں کرسکتے۔ اللہ عزّ وجل نے آسمان

وَ جَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِيَ مِنۡ فَوۡقِهَا وَ بٰرَكَ فِيۡهَا وَ قَدَّرَ فِيۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِيۡۤ اَرۡبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيۡنَ ﴿10﴾

اور اسی نے زمین کے اوپر (مضبوط) پہاڑ گاڑ دیئے اور اس میں برکت رکھ دی اور اس میں مانگنے والوں کے لئے ہر ایک کی ضرورت کے مطابق ٹھیک اندازہ سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ (سب کام) چار دن میں ہوگئے۔ ﴿10﴾

ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلۡاَرۡضِ ائۡتِيَا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ ﴿11﴾

پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اس وقت دھواں تھا تو اس نے آسمان اور زمین سے فرمایا تم دونوں خوشی سے یا ناخوشی سے (وجود میں) آجاؤ تو ان دونوں نے کہا: ہم دونوں فرمانبرداری کرتے ہوئے حاضر ہیں۔ ﴿11﴾

فَقَضٰٮهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ ۖ وَحِفۡظًا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ﴿12﴾

پھر اس نے دو دنوں میں ساتوں آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے لئے حکم جاری فرما دیا اور ہم نے آسمانِ دنیا کو چراغوں (ستاروں) سے سجا دیا اور ان کے ذریعہ سے ان کی حفاظت کر دی۔ یہ سب منصوبہ بندی ہر چیز پر غالب اور خوب جاننے والے کی ہے۔ ﴿12﴾

وزمین جیسی عظیم مخلوق کو صرف 6 دن میں پیدا کردیا۔ پہلے زمین کو بنایا۔ کیونکہ یہ بنیاد ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ بنیاد پہلے رکھی جاتی ہے۔ پھر اس پر عمارت بنائی جاتی ہے ۔ پھر اس زمین پر پہاڑوں کو نصب کردیا اور اس میں انسانی فوائد کے لئے بہت سی چیزیں پیدا کیں۔ یہ تمام کام 4 دن میں ہوئے پھر اللہ عزّ وجل نے 2 دن میں ساتوں آسمان بنائے اور ہر آسمان میں ان کی ضرورت کی چیزوں کو بنایا۔ جنہیں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور پھر آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کردیا اور انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ بنایا جو چوری چھپے آسمان کی باتیں سننا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ان ستاروں کے ذریعہ شیطانوں کو مارتے ہیں جس سے وہ جل جاتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں اس اللہ عزّ وجل کی پیدا کردہ ہیں جو ہر چیز پر غالب ہے اور ہر مخلوق کو جاننے والا ہے۔ ﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 54، ھود 11: آیت 7، البقرہ 2: آیت 29، النازعات 79: آیات 26 تا 33﴾

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿13﴾

اگر اب بھی یہ (کفار) آپ کی دعوت (و تبلیغ) سے منہ موڑتے ہیں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمہیں عاد وثمود کے عذاب کی طرح ایک اچانک (آسمانی) عذاب سے ڈراتا ہوں۔ ﴿13﴾

اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿14﴾

جب ان لوگوں کے پیغمبران کے سامنے اور پیچھے سے (انہیں سمجھاتے ہوئے) آئے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو تو انہوں نے جواب دیا: اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتوں کو بھیجتا۔ لہٰذا جو دین دے کر تم بھیجے گئے ہو ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ ﴿14﴾

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿15﴾

چنانچہ قومِ عاد نے تو زمین میں ناحق تکبر کرنا شروع کر دیا اور کہنے لگے: ہم سے بڑھ کر طاقتور کون ہے؟ کیا انہیں یہ نظر نہیں آیا کہ اللہ جس نے انہیں پیدا کیا ہے، وہ یقیناً ان سے (بہت ہی) زیادہ طاقتور ہے۔ وہ (یہ سب جاننے کے باوجود بھی) ہماری آیات کا انکار کرتے تھے۔ ﴿15﴾

آیات 13 تا 18: آپ ﷺ کو جھٹلانے والوں کو نصیحت:

ان آیات مبارکہ میں اللہ ربّ العزّت نے ان لوگوں کو نصیحت فرمائی ہے جو آپ ﷺ کی رسالت کو جھٹلا رہے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ کی زبانی انہیں یہ پیغام دیا ہے کہ اگر تم اللہ عزّ وجل کے احکامات سے منہ موڑو گے تو یاد رکھو، تمہارا انجام بھی انہی قوموں جیسا ہوگا جنہوں نے اللہ عزّ وجل کے احکامات کو جھٹلایا تو تباہ و برباد ہوگئیں، جیسے قومِ عاد اور ثمود وغیرہ۔ قوم عاد کے پاس ھود علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے۔ انہوں نے اللہ عزّ وجل کی توحید اپنی قوم تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن قوم عاد نے اللہ کی زمین پر ناحق تکبر اور سرکشی کرنا شروع کردی اور اپنی جسمانی اور مادی قوت پر بہت زیادہ فخر کرنے لگے اور وہ کہنے لگے کہ اگر اللہ عزّ وجل کا عذاب آ بھی گیا تو ہم اسے خود ہی روک لیں گے کیونکہ ہم سے زیادہ طاقتور دنیا میں کوئی نہیں اور اسی کفر اور سرکشی کے نتیجہ میں انہوں نے

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا
فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ
عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ
وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ
لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿16﴾

آخرکار ہم نے ان (قومِ عاد) پر ایک تیز آندھی منحوس (ثابت ہونے والے) دنوں میں بھیج دی تاکہ دنیاوی زندگی میں (بھی) انہیں ذلت و رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں اور (یقین مانو) کہ آخرت کا عذاب تو اس سے بہت زیادہ رسوائی والا ہے۔ وہاں کوئی بھی ان کی مدد کرنے والا نہیں ہوگا۔ ﴿16﴾

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا
الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ
صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا
كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿17﴾

رہے (قوم) ثمود تو انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھا دی تھی مگر انہوں نے ہدایت (بصیرت) کے مقابلہ میں اندھا رہنا پسند کیا۔ آخرکار انہیں کڑک کی صورت میں ذلت کے عذاب نے پکڑ لیا جو ان کے برے اعمال کا بدلہ تھا۔ ﴿17﴾

وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا
يَتَّقُوْنَ ﴿18﴾

اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے تھے اور اللہ (کے عذاب) سے ڈرنے والے تھے۔ ﴿18﴾

اللہ عزّ وجل کے بھیجے ہوئے نبی ہود علیہ السلام کی رسالت کا بھی انکار کردیا اور کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اپنا پیغام ہم تک پہنچانا ہی تھا تو وہ کسی فرشتہ کے ذریعہ پہنچاتا۔ تم تو ہمارے ہی جیسے انسان ہو۔ اس لئے ہم تمہاری رسالت کو نہیں مانتے۔ جب انہوں نے نبی ہود علیہ السلام کو جھٹلا دیا تو اللہ عزّ وجل نے ان پر سخت تیز ہوا بھیج دی جو مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن تک چلتی رہی۔ جس کی وجہ سے وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے اور کوئی بھی ان کی مدد نہ کرسکا۔ اسی طرح قوم ثمود کی ہدایت کے لئے اللہ عزّ وجل نے صالح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنی قوم کو اللہ عزّ وجل کی توحید کی دعوت دی اور ان کے سامنے حق واضح کردیا۔ اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ رسول کی دعوت پر ایمان لے آتے اور ہدایت یافتہ بندوں میں شامل ہوجاتے۔ لیکن انہوں نے ایمان کے مقابلہ میں کفر کو اور فرمانبرداری کے مقابلہ میں نافرمانی اور سرکشی کو ترجیح دی۔ اللہ عزّ وجل نے انہیں بھی رسوا کن عذاب کے ذریعہ ہلاک کردیا۔ صرف ہود اور صالح علیہما السلام اور ان پر ایمان لانے والے لوگ ہی عذاب سے محفوظ رہے۔

(مزید تفصیل کیلئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاحقاف 46: آیت 21، الذاریات 51: آیت 47 اور الحاقہ 69: آیات 5 تا 8)

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿19﴾

اور (اس دن کے لئے بچاؤ کے لئے تیاری کرو) جس دن اللہ کے دشمن (اول سے آخر تک) جہنم کی طرف (ہانک کر) اکھٹے کئے جائیں گے، ان کو روک کر رکھا جائے گا (یہاں تک کہ ان کی باقی نسلیں بیک وقت جمع ہو جائیں)۔ ﴿19﴾

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿20﴾

یہاں تک کہ جب وہ اس (جہنم) کے قریب پہنچ جائیں گے تو ان کے کان، آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی ان اعمال کے بارے میں جو وہ کرتے تھے۔ ﴿20﴾

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿21﴾

وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ جواب دیں گی، ہمیں اسی اللہ نے قوت گویائی عطا فرمائی ہے جس نے ہر چیز کو قوت گویائی دی ہے۔ اسی نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔ ﴿21﴾

آیات 19 تا 24: قیامت کے دن انسانی اعضا کی گواہی:

ایک انسان اپنی زندگی میں جو بھی اچھے یا برے اعمال کرتا ہے اس کے اثرات اس کی زندگی کے ساتھ ختم نہیں ہوتے بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی عرصۂ دراز تک چلتے رہتے ہیں اور وہ ان اثرات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن اگلی پچھلی تمام نسلوں کو بیک وقت جمع کر کے سب کا ایک ساتھ حساب لیا جائے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کے کان، آنکھیں اور کھالیں ان کے گناہوں کے بارے میں گواہی دیں گی اور ہر ہر عمل کے بارے میں بتادیں گی جس اللہ عزّ وجل نے زبان کو دنیا میں قوت گویائی عطا فرمائی تھی وہی اللہ ربّ العزّت قیامت کے دن انسان کے دیگر اعضا کو قوت گویائی عطا فرمائیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ❶ ”انسان قیامت کے دن کہے گا، اے میرے رب، کیا آپ نے مجھ پر ظلم نہ کرنے کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ اللہ عزّ وجل فرمائیں گے ”کیوں نہیں ضرور کیا تھا۔“ انسان کہے گا کہ آج میں صرف وہی گواہی قبول کروں گا جو میرے اندر کی گواہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، کیا میری اور میرے معزّز فرشتوں کی گواہی کافی نہیں۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿22﴾

اور (گناہ کرتے وقت) تم اس بات سے نہیں چھپتے (ڈرتے) تھے کہ کہیں تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں ہی تمہارے خلاف گواہی نہ دے دیں، بلکہ تم نے تو یہ گمان کیا کہ تمہارے بہت سے اعمال کے بارے میں اللہ کو بھی علم نہیں ہے۔ ﴿22﴾

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿23﴾

اور تمہاری اسی بدگمانی نے جو تم نے اپنے رب کے متعلق کر رکھی تھی، تمہیں ہلاک کر دیا، آخرکار تم خسارہ پانے والوں میں سے ہوگئے۔ ﴿23﴾

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿24﴾

پس اگر یہ لوگ اب صبر کریں تو بھی ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور اگر یہ توبہ کرنا چاہیں تو ان کی توبہ بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ ﴿24﴾

انسان بار بار یہی کہے گا کہ میں بیرونی گواہوں کو نہیں مانوں گا۔ آخرکار انسان کے منہ پر مہر لگادی جائے گی اور پھر اس کے اعضا کو قوت گویائی دی جائے گی۔ ہر عضو اپنے مخصوص اعمال کی گواہی دے گا اس وقت یہ انسان اپنے اعضا سے کہے گا ''تم ہلاک ہوجاؤ، میں تو تمہارے ہی لئے جھگڑ رہا تھا۔'' (مسلم، نسائی) ❷ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیت اللہ کے پردوں کے پیچھے چھپا ہوا تھا ایک قریشی اور دو ثقفی (قبیلہ کے لوگ) آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کررہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: ''کیا تمہارے خیال میں اللہ تعالیٰ ہماری باتوں کو سن رہا ہے۔'' دوسرے نے جواب دیا: ''جو باتیں ہم بلند آواز سے کرتے ہیں وہ تو سنتا ہے لیکن جو آہستہ کرتے ہیں وہ نہیں سن پاتا۔'' تیسرے نے کہا: ''اگر بعض باتیں اللہ تعالیٰ سن لیتا ہے تو پھر وہ ساری باتیں سن سکتا ہے۔ میں نے یہ واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا تو اللہ عزّ وجل نے یہ آیت (حٰمٓ السجدہ 41: آیت 22) نازل فرمائی۔'' (بخاری، مسلم) جہنمی جہنم کے عذاب میں صبر کا مظاہرہ کریں یا نہ کریں وہ کبھی بھی وہاں سے نکل نہیں سکیں گے۔ اگر وہ کوئی عذر بھی پیش کریں گے تو قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کا ہمیشہ کے لئے ٹھکانا جہنم ہوگا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر مریم 19: آیت 86، مومنون 23: آیات 106 تا 108 اور یٰسین 36: آیت 65)

وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿25﴾

ہم نے ان پر ایسے (برے) ہم نشین مسلط کر رکھے ہیں جو انہیں آگے اور پیچھے سے ان کے سارے کام خوش نما بنا کر پیش کرتے تھے آخر کار ان پر بھی وہی حکم الٰہی ثابت ہوگیا جو ان سے پہلے گزرے ہوئے جنوں اور انسانوں پر ثابت ہو چکا تھا۔ بے شک وہ خسارہ پانے والے تھے۔ ﴿25﴾

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿26﴾

اور کفار (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں کہ اس قرآن کو نہ سنو اور (جب یہ پڑھا جائے تو) خوب شور مچایا کرو (اس طرح) شاید تم غالب آجاؤ۔ ﴿26﴾

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿27﴾

ہم ایسے کفار کو یقیناً سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور وہ جو بھی برے اعمال کرتے رہے ان کا انہیں ضرور بدلہ دیں گے۔ ﴿27﴾

آیات 25 تا 29: مشرکین کی قرآن کریم کے بارے میں رائے:

اہل کفر اور شرک ہمیشہ باطل پر قائم رہتے ہیں۔ ان کے نفس کی خباثت حد سے تجاوز کر جاتی ہے۔ پھر اللہ عزّ وجل خبیث شیاطین کو ان کے ساتھ کر دیتے ہیں جو ان کے دوست بن کر ان کے سامنے گناہ خوبصورت بنا کر پیش کرتے ہیں۔ مشرکین انہی خیالوں میں ڈوبے رہتے ہیں اور وہ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ کوئی زندگی نہیں۔ جب ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے ہمیشہ کی بدبختی لکھ دی جاتی ہے اور ان کا شمار ان سرکش جنوں اور انسانوں کے ساتھ کر دیا جاتا ہے جنہوں نے انبیا علیہم السلام کو جھٹلایا، وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ پھر دنیا اور آخرت میں خسارہ ان کا مقدر بن جاتا ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے بابرکت کلام کو سننے کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ اس کی مخالفت پر اتر آتے ہیں۔ اس مخالفت کی وجہ سے اللہ عزّ وجل انہیں مختلف عذابوں میں مبتلا کر دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی انہیں ان کے بُرے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور وہ جہنم کی آگ ہوگی جہاں انہیں ہمیشہ کے لئے داخل کر دیا جائے گا۔ وہ اپنے

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعۡدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمۡ فِيۡهَا دَارُ الۡخُلۡدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ ﴿28﴾

اللہ کے دشمنوں کی سزا یہی جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ سزا اس جرم کا بدلہ ہے جو وہ ہماری آیات کا انکار کرتے تھے۔ ﴿28﴾

وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَيۡنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ نَجۡعَلۡهُمَا تَحۡتَ اَقۡدَامِنَا لِيَكُوۡنَا مِنَ الۡاَسۡفَلِيۡنَ ﴿29﴾

اور کفار کہیں گے: اے ہمارے رب، ہمیں جنوں اور انسانوں میں سے وہ لوگ دکھا دیجئے جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تاکہ ہم انہیں اپنے قدموں تلے روند دیں گے تاکہ وہ سب سے نیچے (خوب ذلیل و رسوا) ہو جائیں۔ ﴿29﴾

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا

بے شک جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس (عقیدۂ توحید) پر قائم رہے۔ ان پر

غصہ کا اظہار ان جنات اور شیاطین کے خلاف کریں گے جنہوں نے دنیا میں کفر اور نافرمانی کو خوبصورت بنا کر ان کے سامنے پیش کیا تھا اور کہیں گے کہ اے ہمارے رب، جو شیاطین ہمیں دنیا میں بہکاتے رہے، آج انہیں ہمارے سامنے کردے تاکہ ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے روند ڈالیں اور آپ انہیں سزا دینے کے لئے جہنم کے آخری گڑھے میں پہنچا دیں تاکہ ہم انہیں سخت ترین عذاب میں دیکھ کر اپنے غم کو ہلکا کرسکیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ جو بھی قرآن کریم کی تلاوت سننے کے لئے قریب آتا تو مشرکین اسے دور بھگا دیا کرتے اور کہتے کہ اس قرآن کو نہ سنو اور دوسری باتیں کرنے لگو تاکہ اس قرآن کے سننے سے لوگوں کو روکا جائے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہلکی آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو جو لوگ قرآن سننا چاہتے نہیں سن پاتے۔ اللہ عزّ وجل نے اسی سلسلے میں یہ آیت (بنی اسرائیل 17: آیت 110) نازل فرمائی۔ (ابن ابی حاتم) اور ساتھ ساتھ اللہ عزّ وجل نے مومنوں کو یہ تعلیم بھی دی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو تم خاموشی سے سنا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 204 اور النحل 16: آیت 88)

آیات 30 تا 32: اہل توحید کے لئے خوشخبری:

وہ لوگ جو دنیا میں اکیلے اللہ ہی کو معبودِ برحق مانتے ہیں اور اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿30﴾

فرشتے اترتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں) کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور اس جنت کی خوشخبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ﴿30﴾

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿31﴾ ؕ

ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی رہیں گے اور وہاں (جنت میں) تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی تمہارا نفس خواہش کرے گا اور ہر وہ چیز بھی ملے گی جس کی تم تمنا کرو گے۔ ﴿31﴾

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿32﴾ ع

یہ خوب معاف کرنے والے، بے حد رحم کرنے والے اللہ کی طرف سے تمہاری میزبانی ہوگی۔ ﴿32﴾

جتنے بھی خودساختہ معبود ہیں سب کی نفی کرتے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے کہ ان کی موت کے وقت اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کے فرشتے آکر کہتے ہیں: تم ڈرو نہیں کیونکہ تمہاری آخرت بڑی خیر و برکت والی ہے اور تم نے دنیا میں جو اہل و عیال اور مال و دولت چھوڑا ہے اس کا غم نہ کرو اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے، وہ جنت آج تمہیں مبارک ہو، کیونکہ وہاں جانے کے بعد تمہارے تمام دکھ اور تکالیف ختم ہوجائیں گے اور خیر و برکات کے دروازے کھل جائیں گے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:- ''جب مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو اللہ عزّ وجل کے فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لئے آتے ہیں اور کہتے ہیں: ''اے پاکیزہ جسم کی پاکیزہ روح، اللہ کی رحمت کی طرف نکل کر آجا اور اس رب کی طرف آجا جو تجھ سے ناراض نہیں۔ سفیان بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ، مجھے اسلام کی ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر میں آپ ﷺ کے بعد اس کے متعلق کسی سے نہ پوچھوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا:- ''یہ کہو میں اللہ پر ایمان لایا پھر اسی پر قائم رہو۔'' (مسلم)۔ فرشتے ایسے لوگوں کو تسلی دینے کے لئے یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں بھی آپ سے محبت کرتے تھے اور آپ کے ساتھ تھے اور قیامت کے دن بھی ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ قبروں میں اور اسرافیل علیہ السلام کے صور پھونکنے کے وقت آپ کی مدد کریں گے اور قبروں سے اٹھائے جانے کے وقت بھی اطمینان دلائیں گے اور پل صراط پار کرا کر جنت تک

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿33﴾

اور اس آدمی سے اچھی بات والا کون ہوسکتا ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا اور (خود بھی) نیک اعمال کئے اور کہا کہ بے شک میں (اللہ کے) فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ ﴿33﴾

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿34﴾

اور (اے نبی ﷺ) نیکی اور برائی کبھی برابر نہیں ہو سکتی۔ آپ بُرائی کو بھلائی سے دفع (دور) کیجئے۔ پھر وہی (شخص) جس کے اور آپ کے درمیان دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گا جیسے گہرا دوست ہو۔ ﴿34﴾

پہنچائیں گے اور جنت میں تمہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی دل خواہش کرے گا۔ یہ تمام نعمتیں تمہارے خوب بخشنے والے بے حد مہربان رب کی طرف سے بطور میزبانی پیش کی جائیں گی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانبیآ 21: آیت 103)

آیات 33 تا 36: دشمن کو دوست بنانے کا ایک طریقہ:

ان آیات مبارکہ میں اللہ ربّ العزّت ایسے آدمی کی تعریف کررہے ہیں جو لوگوں کو صرف ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہو اور نیک اعمال کی طرف بلاتا ہو۔ جو خود بھی نیک عمل کرتا ہو اور زبان سے یہ کہتا ہو کہ میں اللہ کا فرمانبردار ہوں۔ یہ صفات آپ ﷺ میں بدرجہ اولیٰ موجود تھیں۔ اسی لئے اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ کو یہ نصیحت فرمائی کہ آپ سب سے اچھے داعی ہیں۔ اس لئے آپ مشرکین کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کیجئے اور دعوت تبلیغ کا کام جاری رکھئے کیونکہ یہ کام سب سے اچھا ہے۔ اچھا عمل اور برا عمل دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ اچھا عمل انسان کو جنت تک پہنچاتا ہے اور فرشتوں کی صحبت کا سبب بنتا ہے جبکہ برا عمل جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور شیاطین کی دوستی کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی بھی برائی آپ کے آڑے آئے تو آپ اچھائی کے ذریعہ اسے دور کریں یعنی برائی کا جواب اچھائی سے، غلطی کا جواب معافی اور درگزر سے، غصہ کا جواب صبر سے دیجئے اور اس راہ میں جو بھی تکالیف پہنچیں خندہ پیشانی سے برداشت کیجئے۔ آپ جب ایسا کریں گے تو یقیناً آپ کا دشمن بھی آپ کا دوست بن جائے گا۔ آپ سے دور رہنے والا، آپ کے قریب آجائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو حکم یہ ہے کہ وہ غصہ کے وقت صبر، جہالت کے وقت بردباری اور برائی کے وقت اچھائی سے پیش آئیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ عزّ وجل انہیں شیطان سے

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿35﴾

یہ بات صرف انہیں نصیب ہوتی ہے جو صبر (برداشت) کرتے ہیں اور انہیں نصیب ہوتی ہے جو بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں۔ ﴿35﴾

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿36﴾

(اے نبی ﷺ) اگر کسی وقت بھی آپ کو کوئی شیطانی وسوسہ آنے لگے تو آپ اللہ کی پناہ مانگئے، وہ سب کچھ سننے، ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔ ﴿36﴾

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿37﴾

یہ رات اور دن، سورج اور چاند سب اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ (اس لئے اے لوگو) تم نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ ہی چاند کو، بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے اگر واقعی تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ ﴿37﴾

محفوظ فرما دیں گے اور ان کا دشمن ان کا جگری دوست بن جائے گا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''پہلوان وہ نہیں جو کسی کو اٹھا کر پھینک دے۔ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔'' (بخاری) انسانی شیطان تو حسن سلوک سے ہی تابعدار بن جاتا ہے لیکن شیطانی جن کے وسوسوں سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے شر سے اللہ عزّ وجل کی پناہ مانگو کیونکہ اللہ عزّ وجل ہی شیطان کے شر سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تو شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ

''میں شیطان کے تکبر، وسوسوں اور بُرے خیالات سے، اللہ سننے اور جاننے والے کی پناہ مانگتا ہوں۔'' (ابوداؤد)۔ ﴿مزید پڑھیے الاعراف 7: آیات 199 تا 200 اور المومنون 23: آیات 96 تا 98﴾

آیات 37 تا 39: اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کی ممانعت:

اللہ عزّ وجل نے اپنی قدرت کی عظیم نشانیوں کا ذکر فرماتے ہوئے تمام لوگوں کو یہ حکم دیا ہے کہ تم نہ تو سورج کی عبادت کرو نہ چاند کی اور نہ ان کے علاوہ کسی اور چیز کی، اس لئے کہ تمام چیزوں کو پیدا کرنے والا اللہ عزّ وجل ہے۔ اسی نے رات دن، سورج اور چاند بنائے۔ اسی نے زمین پر بارش برسا کر اسے زندہ کیا۔ جب یہ تمام کام صرف اللہ ہی کرتا ہے جو ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے تو ہر

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ
رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ
وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿38﴾ السجدة

پس اگر یہ لوگ تکبر کی وجہ سے اللہ کی عبادت نہ کریں تو (کوئی بات نہیں) جو آپ کے رب کے پاس (فرشتے) ہیں وہ رات دن اسی کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں اور کبھی تھکتے ہی نہیں۔ ﴿38﴾

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ
خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ
اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿39﴾

اور اللہ کی نشانیوں میں سے (یہ بھی) ہے کہ تم دیکھتے ہو زمین مُردہ ہوتی ہے پھر ہم اس پر بارش برساتے ہیں تو وہ ابھر کر لہلہانے لگتی ہے بے شک جس (اللہ) نے (مُردہ) زمین کو زندہ کیا یقیناً وہ مُردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے، اس لئے کہ وہ ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتا ہے۔ ﴿39﴾

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا
لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى
فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا
يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

بلاشبہ جو لوگ ہماری آیات کا غلط مفہوم بیان کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں، بتاؤ تو کیا جو شخص آگ میں ڈال دیا جائے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن امن و امان سے

قسم کی عبادات کا حقدار بھی وہی اکیلا ہے۔ اگر لوگ اس کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں تو اللہ عزّ وجل کا کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ نقصان ان کا اپنا ہی ہے۔ اللہ عزّ وجل کی عبادت کے لئے تو ایسی مخلوق ہے جو دن رات اس کی عبادت میں مصروف ہے جو اس کی عبادت سے نہ تھکتی ہے اور نہ ہی اکتاتی ہے۔ اس آیت (حٰمٓ السجدہ 41: آیت 38) کی تلاوت کے بعد سجدہ تلاوت کرنا مسنون ہے جس کی تفصیل کے لئے پڑھیے (ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 206)

﴿مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 89﴾

آیات 40 تا 43: قرآن کریم کی اپنی مرضی کے مطابق تفسیر کرنے کی ممانعت:

جو لوگ اللہ عزّ وجل کی آیات، اس کے اسما کی غلط تفسیر کرتے ہیں اور اصل سے ہٹ کر اپنے مطلب کے مطابق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے لوگ حقیقت میں قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں۔ انہیں اس بُرے عمل کا بدلہ ضرور مل کر رہے گا۔ انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ اللہ عزّ وجل نے 2 قسم

اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ۙ اِنَّهٗ بِمَا
تَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿40﴾

آئے؟ تم جو چاہو عمل کرو، بے شک وہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ ﴿40﴾

اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِالذِّكۡرِ لَمَّا
جَآءَهُمۡ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيۡزٌ ۙ ﴿41﴾

یہ (کفار) وہ لوگ ہیں جن کے پاس ذکر (قرآن) آیا تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کردیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک زبردست کتاب ہے۔ ﴿41﴾

لَّا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ
وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ ؕ تَنۡزِيۡلٌ
مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ ﴿42﴾

باطل نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے نہ اس کے پیچھے سے۔ یہ اس اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے جو بڑی حکمتوں والا، ہر قسم کی تعریفوں والا ہے۔ ﴿42﴾

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدۡ قِيۡلَ
لِلرُّسُلِ مِنۡ قَبۡلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
لَذُوۡ مَغۡفِرَةٍ وَّذُوۡ عِقَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿43﴾

(اے نبی ﷺ) آپ سے بھی وہی کچھ کہا جارہا ہے جو آپ سے پہلے رسولوں سے کہا جاچکا ہے۔ بلاشبہ آپ کا رب خوب معاف کرنے والا بھی ہے اور دردناک عذاب دینے والا بھی۔ ﴿43﴾

کے لوگوں کا تقابل پیش کیا ہے کہ کیا وہ شخص بہتر ہے کہ جو قیامت کے دن امن اور سلامتی کے ساتھ آئے یا وہ بہتر ہے جسے جہنم کا ایندھن بنا دیا جائے؟ یقیناً یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ بہتر وہی ہے جو جنت کا مستحق بنے۔ ہر انسان کو ایسے اعمال کرنے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بنیں اور یہ بات ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عمل کو دیکھ رہے ہیں۔ اتنی واضح دعوت کے باوجود بھی اگر کوئی شخص قرآن کریم کا انکار کرتا ہے اور اس میں شک و شبہ پیدا کرتا ہے تو ایسا منکرِ قرآن شخص یقیناً جہنم کا ایندھن بننے والا ہے۔ کیونکہ قرآن کریم ہر طرح سے محفوظ ہے اس میں تبدیلی یا تحریف کرنے والا کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ یہ اس ذات کی طرف سے نازل کردہ ہے جو اپنے اقوال و افعال میں حکمت والا اور تعریف کے لائق ہے۔ آپ ﷺ چونکہ قرآن کی مخالفت پر بہت زیادہ غم زدہ ہوجایا کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو صبر کی تلقین کی اور کہا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں، آپ ﷺ سے پہلے انبیا علیہم السلام کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ جہاں آپ کا رب خوب بخشنے والا ہے وہاں سخت عذاب دینے والا بھی ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کو بتا دیجئے کہ جو بھی قرآن کریم کی غلط تفسیر کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی سزا سے نہیں بچ سکے گا۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا
لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ
ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ
وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ
وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ
يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿44﴾

اگر ہم اس قرآن کو عجمی (غیر عربی) بنا دیتے تو کفار کہتے کہ اس کی آیات واضح کیوں نہیں؟ کیا عجیب بات ہے کہ کلام عجمی زبان میں ہے اور مخاطب عربی۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لئے تو ہدایت و شفا ہے اور جو لوگ ایمان نہیں لانا چاہتے ان کے لئے یہ کانوں کی ڈاٹ (بہرا پن) اور آنکھوں کی پٹی (اندھا پن) ہے۔ وہ لوگ تو ایسے ہیں جیسے انہیں بہت ہی دور جگہ سے پکارا جا رہا ہو۔ ﴿44﴾

آیات 44 تا 45: قرآن کریم کے عربی زبان میں نازل ہونے کی وجہ:

کفار اور مشرکین آپ ﷺ سے دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کرتے تھے اگر محمد ﷺ واقعی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو یہ کسی عجمی زبان میں نازل ہونا چاہئے تھا تاکہ ہمیں یقین آجاتا کہ یہ واقعی اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے۔ اللہ عزّ وجل نے اس کی وضاحت فرمادی اگر اسی طرح ہی ہوتا جیسا یہ مشرکین کہہ رہے ہیں پھر بھی ان کی دشمنی اور سرکشی میں کمی نہ آتی۔ اس وقت یہ کہتے کہ قرآنی آیات عربی زبان میں کیوں نہیں ہیں؟ ہم تو اسے سمجھتے ہی نہیں۔ یا یہ کہتے کہ قرآن تو عجمی ہے اور رسول عربی اور اس کے مخاطب بھی عربی ہیں یعنی ان کا مقصد ایمان لانا نہیں ہے۔ ان کے پاس جس صورت میں بھی یہ قرآن آتا یہ اس کے بارے میں ضرور اعتراضات کرتے۔ لہٰذا آپ انہیں بتا دیجئے کہ یہ قرآن مومنوں کے لئے باعث ہدایت اور دلوں کے امراض کے لئے شفا ہے لیکن کفار کے کان اس ایمانی آواز کو سننے اور ان کی آنکھیں اس نور ہدایت سے مستفید ہونے سے قاصر ہیں۔ ان کی مثال تو اس آدمی کی ہے جسے بہت ہی دور سے آواز دی جائے اور وہ آواز اس تک نہ پہنچے۔ لہٰذا ان کے کفر اور سرکشی کی وجہ سے ان کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔ اسی لئے اب قرآن کریم کی آیات سے انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ یہ بھی موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہم نے جب موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی تو ان کی قوم نے بھی اسے (آسمانی کتاب

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿45﴾

ہم نے (اس سے پہلے) موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی کتاب دی تھی۔اس میں بھی یہ اختلاف کیا گیا اور اگر آپ کے رب کی طرف سے پہلے ہی سے ایک بات طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان (اختلاف کرنے والوں کے) درمیان ضرور فیصلہ ہو چکا ہوتا اور بے شک یہ لوگ اس (قرآن) کے بارے میں بڑے گہرے شک میں مبتلا ہیں۔ ﴿45﴾

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿46﴾

جو آدمی بھی نیک عمل کرتا ہے اس کا فائدہ بھی اسی کو ہوگا اور جو برائی کرے گا اس کا وبال بھی اسی پر پڑے گا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر کبھی ظلم نہیں کرتا۔ ﴿46﴾

کو) جھٹلا دیا اور بجائے موسیٰ علیہ السلام کی بات ماننے کے انہیں تکالیف پہنچائیں۔لیکن انہوں نے صبر کا مظاہرہ کیا۔اس لئے آپ بھی صبر کیجئے۔اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پہلے سے طے نہ ہو چکا ہوتا کہ لوگوں کے اعمال کا فیصلہ قیامت کے دن ہی کیا جائے گا تو کفار قریش کو ان کے کفر کی وجہ سے اسی دنیا میں ہی عذاب کے ذریعہ ہلاک کر دیا جاتا کیونکہ یہ لوگ قیامت اور اللہ ربّ العزّت کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا ہیں۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الشعراء 26: آیات 198 تا 199، بنی اسرائیل 17: آیت 82)

آیت 46: نیکی کا فائدہ اور برائی کا نقصان انسان ہی کو پہنچتا ہے:

انسان دنیا میں جو بھی نیک کام کرتا ہے اس کا فائدہ اسے ہی پہنچتا ہے اور جو بھی برا کام کرتا ہے تو اس کا نقصان بھی اسے ہی پہنچتا ہے۔اللہ عزّ وجل کی یہ شان نہیں کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم کرے۔جو بندے بھی گناہوں کا ارتکاب کرتے ہیں انہیں ان کے گناہوں کی سزا ملتی ہے اور حجت قائم کئے بغیر کسی کو سزا نہیں دی جاتی۔اللہ عزّ وجل کی طرف سے رسول آجانے کے بعد بھی اگر کوئی بندہ اپنی اصلاح نہ کرے تو یقیناً وہ سزا کا مستحق بن جاتا ہے۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۭ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَاۗءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۚ 47

قیامت (کے آنے) کا علم اللہ ہی کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور وہی ان تمام پھلوں کو جانتا ہے جو اپنے غلافوں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حمل سے ہوتی ہے اور جو بچہ وہ جنم دیتی ہے (سب کچھ) اللہ کے علم میں ہے اور جس دن اللہ مشرکین کو بلا کر پوچھے گا: میرے ساتھ شریک سمجھے جانے والے کہاں ہیں؟ وہ جواب دیں گے: ہم عرض کر چکے ہیں کہ (آج) ہم میں سے کوئی اس (شرک) کی گواہی دینے والا نہیں ہے۔ 47

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ

وہ جن (خود ساختہ معبودوں) کو اس سے پہلے پکارا کرتے تھے وہ (سب) ان (کی نظروں) سے اوجھل ہوجائیں گے اور انہیں یہ یقین

آیات 47 تا 48: قیامت سمیت ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے:

رسول اکرم ﷺ سے قیامت کے منکرین بار بار قیامت واقع ہونے کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے وضاحت فرما دی کہ قیامت سمیت ہر چیز کا علم اللہ عزّ وجل کے پاس ہے۔ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام انسانی صورت میں تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کی موجودگی میں رسول اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھ کر چند سوال و جواب کئے جس میں انہوں نے قیامت کی آمد کے متعلق بھی سوال کیا تو آپ ﷺ نے جواب دیا:۔ ”جس سے قیامت کے متعلق پوچھا جا رہا ہے وہ بھی سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔“ (بخاری) یعنی ہم دونوں (جبرئیل علیہ السلام اور آپ ﷺ) اس سے بے خبر ہیں۔ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اللہ عزّ وجل کا علم بڑا ہی وسیع ہے۔ اسے ہر چیز کا علم ہے جو بھی پھل شگوفہ کے غلاف سے باہر آتا ہے، مادہ کا حمل، اس کا بچہ کو جنم دینا، اس کی زندگی اور موت۔ الغرض ہر چیز کا علم اللہ کے پاس ہے یہاں تک کہ درخت کا کوئی پتا بھی زمین پر گرتا ہے تو اس کا بھی علم اللہ عزّ وجل کو ہوتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھئے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 59)۔ جب مشرکین قیامت کے دن اپنا انجام اور جہنم کی ہولناکی دیکھیں گے تو شرک سے

مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿48﴾

ہوجائے گا کہ اب (اللہ کے عذاب سے) بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ﴿48﴾

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَ اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿49﴾

انسان کبھی بھلائی (کی دعا) مانگنے سے نہیں تھکتا اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ انتہائی مایوس اور سخت ناامید ہوجاتا ہے۔ ﴿49﴾

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ

اور اگر اسے (انسان کو) تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ کہنے لگتا ہے کہ اس کا تو میں حقدار ہی تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ کبھی قیامت بھی آئے گی اور اگر مجھے

صاف انکار کردیں گے۔ اس وقت جب اللہ تعالیٰ ان سے ان کے خود ساختہ معبودوں کے متعلق سوال کریں گے تو ان سے کچھ بھی جواب نہیں بن پائے گا اور وہ جھوٹ بولیں گے کہ ہم نے تو دنیا میں بھی کہا تھا کہ آپ کا کوئی شریک نہیں اور آج بھی ہم یہی گواہی دیں گے۔ قیامت کے دن ان کے خود ساختہ معبود ان کی نظروں سے اوجھل ہوجائیں گے اور وہ انتہائی مایوسی کا شکار ہوجائیں گے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 187، الرعد 13: آیت 8، سبا 34: آیت 3)

آیات 49 تا 51: انسان کی طمع اور مایوسی:

انسان اچھی دعائیں مانگنے سے کبھی نہیں تھکتا۔ وہ مال و دولت اور صحت وعافیت کے لئے خوب دعائیں مانگتا ہے لیکن جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا فقروفاقہ میں مبتلا ہوجاتا ہے تو فوراً غم سے نڈھال اور اس قدر مایوس ہوجاتا ہے جیسے اب کبھی خوشی کے ایام اور راحت کا زمانہ اسے میسر ہی نہیں آئے گا۔ پھر جب کسی مصیبت یا فقروفاقہ کے بعد اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشیاں ملتی ہیں تو وہ ان پر پھولا نہیں سماتا اور اپنے ماضی کو بھول جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ یہ دولت تو میں نے اپنی ذہانت اور محنت سے حاصل کی ہے اور یہ مجھے ملنی ہی ملنی تھی۔ اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا اور جب اسے قیامت یاد دلائی جاتی ہے تو اس کا بھی انکار کردیتا ہے اور کہتا ہے کہ جب آدمی

وَ لَئِنۡ رُّجِعۡتُ اِلٰی رَبِّیۡۤ اِنَّ لِیۡ
عِنۡدَہٗ لَلۡحُسۡنٰی ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِیۡنَ
کَفَرُوۡا بِمَا عَمِلُوۡا ۫ وَ لَنُذِیۡقَنَّہُمۡ
مِّنۡ عَذَابٍ غَلِیۡظٍ ﴿50﴾

اپنے رب کے پاس جانا بھی پڑا تو وہاں بھی میرے لئے بھلائی ہی بھلائی ہو گی۔ (نہیں) یقیناً ہم کفار کو ان کے اعمال سے آگاہ کر دیں گے اور ہم انہیں سخت عذاب کا مزہ بھی ضرور چکھائیں گے۔ ﴿50﴾

وَ اِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ
وَ نَاٰ بِجَانِبِہٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّہُ الشَّرُّ
فَذُوۡ دُعَآءٍ عَرِیۡضٍ ﴿51﴾

اور جب ہم انسان کو اپنی نعمت سے نوازتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو وہ لمبی چوڑی دعائیں مانگنے لگتا ہے۔ ﴿51﴾

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ کَانَ مِنۡ عِنۡدِ

(اے نبی ﷺ) آپ ان سے پوچھئے: کیا کبھی تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ اگر یہ قرآن اللہ ہی

مرکر گل سڑ جائے گا تو کیا اسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔ اگر بالفرض ایسا ہو بھی گیا تو مجھے اپنے رب کے پاس بھی ایسی نعمتیں ملیں گی جیسی یہاں میسر ہیں۔ اگر میں اپنے رب کی نگاہ میں اچھا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ مجھے دنیا میں اس قدر نعمتوں سے نہ نوازتا۔ اللہ عزّ وجل نے ایسے احسان فراموش لوگوں کا انجام ذکر فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایسے لوگوں کے برے اعمال کو ان کے سامنے کردیا جائے گا جنہیں وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور ان کی جھوٹی تمنائیں خاک میں مل جائیں گی اور انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا جہاں وہ مسلسل جلتے رہیں گے۔

یہ کیفیت کفار کی ہے جبکہ مومن کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ انسان کی اس عادت کا اللہ عزّ وجل نے کئی مقامات پر ذکر فرمایا ہے۔ (مزید پڑھیے یونس 10: آیت 12 اور العلق 96: آیات 6 تا 7)

آیات 52 تا 54: قرآن کریم کی صداقت کے دلائل:

جو لوگ قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے اور اس کے متعلق غلط سوچ رکھتے ہیں، ان کے لئے سخت تنبیہ ہے کہ یہ قرآن واقعی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اگر تم اس کا انکار کرنے سے باز نہ آئے تو

اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ
مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿52﴾

کی طرف سے نازل کردہ ہو اور تم اس کا انکار کرتے رہے تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہوگا جو اس کی مخالفت میں بہت دور نکل گیا ہو؟ ﴿52﴾

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ
اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ
الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿53﴾

عنقریب ہم انہیں کائنات میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے اور ان کے اپنے نفسوں میں بھی یہاں تک کہ ان پر واضح ہوجائے گا کہ یہ (قرآن) برحق کتاب ہے، کیا آپ کے رب کا ہر چیز سے واقف اور باخبر ہونا کافی نہیں ہے؟ ﴿53﴾

اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ ؕ
اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿54﴾ ع

یاد رکھو، یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات کے بارے میں شک کرتے ہیں۔ سن لو کہ اللہ ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ﴿54﴾

قیامت کے دن تمہارا جو حشر ہوگا تم اسے سوچ بھی نہیں سکتے۔ حقیقت میں وہ انسان بہت بڑا گمراہ ہے جو اپنے کفر اور سرکشی کی وجہ سے سیدھی راہ سے بھٹک جائے اور واضح دلائل دیکھنے کے باوجود انکار کردے۔ قرآن کریم کی صداقت کے بے شمار دلائل ہیں جو اللہ عزّ وجل نے لوگوں کے سامنے ذکر کئے ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے مومن ساتھیوں کو مشرق و مغرب میں غلبہ عطا فرمایا۔ روم اور فارس کی مضبوط اور طاقتور حکومت قیصر و کسریٰ کو مسلمانوں کے ہاتھوں شکست دی، اسلام بڑی تیزی سے ہر طرف پھیلنے لگا یہاں تک کہ وہ شہر مکہ جہاں سے آپ ﷺ کو ہجرت پر مجبور کیا گیا تھا، ایک دن آپ ﷺ وہاں فاتح بن کر داخل ہوئے اور وہاں سے شرک اور کفر کا خاتمہ ہوگیا۔ قرآن کریم کی صداقت کی اس سے بڑھ کر اور کیا نشانی ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کاریگری کی بے شمار نشانیاں خود انسان کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔ (مزید پڑھیے الروم 30: آیات 20 تا 23)۔ قرآن کریم کا انکار صرف وہی انسان کرسکتا ہے جو آخرت کے بارے میں شک میں مبتلا ہے۔ حالانکہ قیامت کا آنا یقینی ہے اور ہر ایک کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اور قدرت اتنی وسیع ہے کہ اس سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

سُوْرَةُ الشُّوْرٰى

سورۂ شوریٰ مکی ہے، اس میں 53 آیات اور 5 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

حٰمٓ ﴿1﴾

حامیم۔ ﴿1﴾

عٓسٓقٓ ﴿2﴾

عین، سین، قاف۔ ﴿2﴾

كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿3﴾

اسی طرح اللہ جو زبردست، بڑی حکمتوں والا ہے وہ آپ کی طرف اور آپ سے پہلے گزرے ہوئے (رسولوں) کی طرف وحی بھیجتا رہا ہے۔ ﴿3﴾

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿4﴾

آسمانوں و زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے۔ وہ سب سے بلند، بڑی عظمت والا ہے۔ ﴿4﴾

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿5﴾

قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں۔ تمام فرشتے اپنے رب کی پاکی اور اس کی تعریف بیان کرتے ہیں اور وہ زمین والوں کے لئے بخشش طلب کرتے ہیں۔ یقین جانو کہ اللہ خوب بخشنے والا، بے حد رحم کرنے والا ہے۔ ﴿5﴾

آیات 1 تا 5: اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی حالت:

اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ذریعہ سے وحی رسول اکرم ﷺ سے پہلے بھی بہت سے انبیا علیہم السلام کی طرف نازل فرماتے رہے ہیں۔ اہل مکہ بھی اس بات سے بخوبی واقف ہیں، اس لئے انہیں آپ ﷺ کی رسالت پر تعجب نہیں ہونا چاہئے۔ یہ قرآن اس اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے جو ہر چیز پر غالب اور خوب حکمت والا ہے۔ اس کی عظمت اور بزرگی کا یہ عالم ہے کہ فرشتے ہر وقت اللہ سے خوفزدہ رہتے ہیں اور اس خوف اور ڈر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں گے۔ اسی لئے فرشتے اللہ عزّ وجل کی پاکی اور بڑائی بیان کرتے ہیں اور ان انسانوں کے لئے گناہوں کی معافی کی دعا کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے کیونکہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والے، بے حد رحم کرنے والے ہیں۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النسآ 4: آیت 163 اور المؤمن 40: آیت 7)

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿6﴾

اور جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ دوسروں کو اپنا دوست اور کارساز بنا لیا ہے، اللہ انہیں خوب دیکھ رہا ہے اور (اے نبی ﷺ) آپ ان پر نگران مقرر نہیں کئے گئے ہیں۔ ﴿6﴾

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ﴿7﴾

اور اسی طرح یہ قرآن عربی میں ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے تا کہ آپ مکہ اور اس کے آس پاس کے لوگوں کو (اللہ کے عذاب سے) خبردار کر دیں اور جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ (اس دن) ایک گروہ جنت میں جائے گا اور دوسرا جہنم میں۔ ﴿7﴾

آیت 6: مشرکین کو تنبیہ:

کائنات کے خالق و مالک کے ساتھ اس کی مخلوق کو شریک بنانے والوں کو قرآن مجید کے مختلف مقامات پر تنبیہ کی گئی ہے اور انہیں قیامت کے دن کے سخت ترین عذاب سے ڈرایا گیا ہے، دنیا میں جو بھی عمل انسان کرے اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہیں۔آیت کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ ان مشرکین کو ہدایت دینا آپ ﷺ کا کام نہیں اور نہ ہی ان کے گناہوں کی وجہ سے آپ کو کچھ کہا جائے گا،آپ کا کام ان تک احکام الٰہی کو پہنچا دینا ہے۔

آیات 7 تا 9: قرآن کریم کے نزول کا مقصد:

قرآن مجید دنیا کی فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے تا کہ لوگ اس میں غور وفکر کریں اور قیامت کے دن کی ذلت و رسوائی کے متعلق مشرکین اور کفار کو ڈرایا جائے تا کہ وہ نیک اعمال کریں جس دن پوری مخلوق ایک میدان میں جمع کردی جائے گی اور سب کے سامنے مشرکین، کفار اور مجرمین کو ان کے مستقل ٹھکانا جہنم کی طرف گھسیٹ کر لے جایا جائے گا اور ایمان و اعمال صالحہ والوں کو جنت میں بھیج دیا جائے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ تمام بنی نوع انسان کو صرف اپنا مطیع و فرمانبردار بنادیں۔لیکن اس کی مشیت کا تقاضا یہ ہے کہ لوگوں کو دلائل بتا کر آزاد چھوڑ دیا جائے تا کہ وہ ان دلائل پر غور وفکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دین اسلام میں داخل ہوجائیں اور جنت کے مستحق بن جائیں اور جو انسان دنیا میں اللہ عزّ وجل کے دلائل پر غور وفکر نہیں کرتے اور ظلم وشرک کی راہ کو اختیار کرتے ہیں، قیامت کے دن ایسے لوگوں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً
وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ
فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ
مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿8﴾

اگر اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک ہی امت بنادیتا مگر وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ظالموں کے لئے نہ تو کوئی کارساز ہوگا اور نہ ہی کوئی مددگار۔ ﴿8﴾

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ
فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿9﴾

کیا ان (مشرک) لوگوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے حالانکہ کارساز تو صرف اللہ ہی ہے۔ وہی مُردوں کو زندہ کرے گا اور وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ ﴿9﴾

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ
فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ
عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿10﴾

تمہارے درمیان جس معاملہ میں بھی اختلاف ہو، اس کا فیصلہ کرنا اللہ ہی کا کام ہے۔ وہی اللہ میرا رب ہے، اسی پر میں نے بھروسا کیا ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ ﴿10﴾

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ
لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ
مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ

وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے جوڑے بنادیئے اور (اسی طرح) جانوروں میں بھی (انہی کے ہم جنس جوڑے بنائے)۔ اس طریقہ

چھوڑ کر اپنے آپ پر بہت بڑا ظلم کیا ہے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر ھود 11: آیات 103 تا 106)

آیات 10 تا 12: کتاب وسنت کے ذریعہ جھگڑوں کے فیصلہ کا حکم:

جھگڑا خواہ دینی ہو یا دنیاوی، جس معاملہ میں بھی اختلاف ہوجائے وہ کتاب وسنت ہی کے مطابق حل کیا جانا چاہئے۔ فرمان الٰہی ہے:۔ (ترجمہ) ''پس اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں اختلاف ہوجائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لے آؤ۔'' (النسآ 4: آیت 59) یعنی قرآن اور سنت نبوی کے مطابق حل کرو کیونکہ یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہیں اور ایک مومن کو زندگی کے ہر لمحہ میں اللہ عزّ وجل ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ اللہ ربّ العزّت کے لوگوں پر بڑے احسانات ہیں، اسی نے آسمان و زمین کو پیدا کیا، اسی نے انسانوں میں سے ان کے جوڑے اور جانوروں میں ان کے جوڑے بنائے، جو نسل درنسل پھیلتے چلے جارہے ہیں۔ ہزاروں صدیاں

يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ ۖ لَيْسَ كَمِثْلِهِ
شَيْءٌ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿11﴾

سے وہ تمہاری نسلیں پھیلا رہا ہے۔ (کائنات میں) کوئی چیز بھی اس (اللہ) کے مثل نہیں اور وہ سب کچھ سننے، دیکھنے والا ہے۔ ﴿11﴾

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ
يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَ
يَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿12﴾

آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی چابیاں اسی کے پاس ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے کھلا رزق دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تنگ (رزق دیتا ہے) یقیناً وہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ ﴿12﴾

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ
بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ
وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ
وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا
تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى
الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ
اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَ
يَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ﴿13﴾

اسی نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کے قائم کرنے کا حکم اس نے نوح (علیہ السلام) کو دیا تھا اور جو ہم نے آپ کو بذریعہ وحی دیا ہے اور جس کی وصیت ہم ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو کر چکے ہیں (ہم نے سب کو یہ کہا تھا) کہ دین کو قائم کرو اور اس میں اختلاف پیدا نہ کرو مشرکین کو آپ جس بات (توحید) کی دعوت دیتے ہیں وہ ان پر بہت بھاری گزرتی ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنے لئے چن لیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ اسی کو دکھاتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ﴿13﴾

گزر گئیں مگر ان کی پیدائش اسی طرز پر جاری ہے۔ نہ انسانوں کی پیدائش میں کوئی فرق آیا اور نہ ہی جانوروں کی۔ اللہ عزّ وجل اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے کسی کے مشابہ نہیں بلکہ اس کی کوئی مثال ہی نہیں ہے۔ فرمان الٰہی ہے:۔(ترجمہ) ''اللہ کے لئے مثالیں بیان نہ کرو'' (النحل 16: آیت 74) وہ اکیلا بے نیاز، سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔

آیات 13 تا 14: تمام انبیا علیہم السلام کی مشترکہ دعوت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے جتنے بھی انبیا علیہم السلام دنیا میں تشریف لائے، ان سب کی طرف اللہ ربّ العزّت نے جو وحی کی، وہ یہی تھی کہ صرف اور صرف اللہ عزّ وجل کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔ فرمان الٰہی ہے:۔(ترجمہ) ''ہم نے آپ سے پہلے جب بھی کوئی

وَ مَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿14﴾

اور لوگوں میں جو فرقہ بندی رونما ہوئی وہ ان کے پاس علم آجانے کے بعد آپس میں سرکشی (ضد بحث) کی وجہ سے ہوئی اور اگر آپ کا رب پہلے ہی سے یہ نہ فرما چکا ہوتا کہ ایک مقررہ وقت تک فیصلہ ملتوی رکھا جائے گا تو ان کا فیصلہ کب کا ہو چکا ہوتا اور ان لوگوں کے بعد جو کتاب کے وارث بنائے گئے، وہ بھی اس کتاب (قرآن) کے بارے میں بڑے گہرے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ ﴿14﴾

رسول بھیجا تو اس کو بذریعہ وحی یہی حکم دیا کہ میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اس لئے تم سب صرف میری ہی عبادت کرو۔'' (الانبیآ21: آیت25) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔''ہم تمام انبیا علیہم السلام آپس میں علّاتی (جن کی مائیں الگ الگ اور باپ ایک ہو) بھائی ہیں، ہم سب کا دین، ایک ہی اللہ کی عبادت کرنا ہے'' (بخاری)۔ یہاں جن پانچ انبیا علیہم السلام کا ذکر ہوا ہے یہ بڑے بلند مرتبہ والے تھے۔ ان کی شریعتیں بھی عظیم تھیں اور ان کے ماننے والے بھی دنیا میں بہت بڑی تعداد میں ہوئے ہیں۔ ان کے ذکر سے مقصود کفار کے دلوں کو دین اسلام کی طرف مائل کرنا ہے۔ آیت کے آخر میں اللہ عزّ وجل نبی کریم ﷺ کو مخاطب فرما رہے ہیں کہ آپ ﷺ کا لوگوں کو توحید کی طرف بلانا کفار پر بڑا ہی ناگوار گزرتا ہے لیکن آپ ہمت نہ ہاریئے اور پورے عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا پیغام ان تک پہنچاتے رہیئے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں، ایمان کی توفیق دیتے ہیں اور وہ بھلائی کو قبول کرنے کی توفیق اسے ہی دیتے ہیں جو اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اس کی بندگی پر لگ جاتا ہے اور جو شخص کفر پر ڈٹا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اندھیروں میں بھٹکتا ہوا چھوڑ دیتے ہیں۔ لوگوں میں اختلاف ہونے کی بنیادی وجہ آپس کی ضد ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ پہلے سے ہی طے نہ ہو چکا ہوتا کہ انہیں دنیا میں عذاب دے کر ہلاک نہیں کیا جائے گا بلکہ قیامت تک کے لئے ان کی سزا مؤخر کر دی جائے گی تو ان کے جرائم ایسے ہیں کہ انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیا جاتا۔ یہ لوگ دین اسلام کی صداقت کے بارے میں خود بھی شک و شبہ میں مبتلا ہیں اور معاشرے میں اسلام کے خلاف شبہات پیدا کر کے دوسروں کو بھی اسے قبول کرنے سے روکتے ہیں اسی لئے یہ خود بھی اسے قبول کرنے سے کترا رہے ہیں۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر المائدہ 5: آیت 48)

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ؕ ﴿15﴾

پس (اے نبی ﷺ) آپ لوگوں کو اسی (دین) کی طرف بلاتے رہئے اور خود بھی اس پر قائم رہئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور ان (کفار) کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے اور یہ فرما دیجئے کہ میں تو ان تمام کتابوں پر ایمان رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف (کے مطابق فیصلہ) کرتا رہوں۔ اللہ ہی ہمارا رب ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے، ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں (اس لئے کہ حق واضح ہو چکا ہے) اللہ (قیامت کے دن) ہم سب کو جمع فرمائے گا اور سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ﴿15﴾

آیت 15: دس مستقل احکام کا بیان:

اس آیتِ مبارکہ میں دس کلمات ہیں جس میں سے ہر کلمہ میں ایک مستقل حکم ہے:-

❶ ''رسول اکرم ﷺ کا دین کوئی نیا دین نہیں اور نہ ہی آپ ﷺ پر نازل ہونے ہونے والی وحی نئی ہے بلکہ سابقہ انبیا علیہم السلام پر بھی وحی نازل ہوتی تھی اور ان کا بھی یہی دین تھا اس لئے آپ ﷺ کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ آپ ﷺ خود بھی اس پر جمے رہیں اور اس دین کی نشر و اشاعت کے لئے بھرپور کوشش کریں'' ❷ ''آپ ﷺ خود بھی توحید پر قائم رہئے اور اپنے ماننے والوں کو بھی اسی پر قائم رہنے کی رغبت دلاتے رہئے۔'' ❸ ''مشرکین کے اختلافات، حق کو جھٹلانا، اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھنا اور اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنا، یہ سب ان کی بُری عادات ہیں لہٰذا آپ ان کی خواہشات کی پیروی ہرگز نہ کیجئے۔'' ❹ ''آپ ﷺ اعلان فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ تمام کتابوں پر میرا ایمان ہے، میں یہ ہرگز نہیں کر سکتا کہ ایک کو مانوں اور دوسری کا انکار کر دوں۔'' ❺ ''میں تمہیں صرف وہی احکام پہنچاتا ہوں جو میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور وہ سراسر عدل و انصاف پر مبنی ہیں۔'' ❻ ''معبود برحق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے وہی ہمارا اور تمہارا معبود اور پوری کائنات کو پالنے والا ہے اگرچہ کوئی انسان یا جن اس کے آگے نہ بھی جھکے تو اس سے اسے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اس کے آگے تو کائنات کی ہر چیز جھکی ہوئی ہے۔''

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿16﴾

اور جو لوگ اللہ (کی ذات) کو تسلیم کئے جانے کے بعد اس کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں۔ ان کی دلیل ان کے رب کے نزدیک باطل ہے۔ ان لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ ﴿16﴾

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿17﴾

اللہ وہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے اور میزان (عدل و انصاف کی ترازو) بھی اتاری ہے اور آپ کو کیا معلوم کہ قیامت قریب ہی ہو۔ ﴿17﴾

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ

اور جو لوگ اس (کی آمد) پر یقین نہیں رکھتے وہ اس کی جلدی مچاتے ہیں اور جو اہل ایمان ہیں وہ اس (قیامت) سے خوفزدہ رہتے ہیں اور وہ یہ جانتے ہیں

---

❼ ''اے کفار اور مشرکین ہمارے اعمال ہمارے ساتھ اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں، اس حیثیت سے ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں۔ (ملاحظہ ہو: یونس 10: آیت 41) ❽ ''ہمیں آپس میں کوئی جھگڑا اور بحث و مباحثہ کرنے کی ضرورت نہیں۔'' ❾ ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب کو جمع فرمائیں گے''

❿ ''ہر چیز کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔'' (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ و تفسیر سبا 34: آیت 26)

آیات 16 تا 18: دین اسلام میں شکوک و شبہات پیدا کرنے والوں کو تنبیہ:

جو لوگ دینِ اسلام کو مشکوک اور شبہات والا دین بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور فضول بحث و مباحثہ کر کے سیدھی راہ کی جانب آنے والوں کو اور ایمان والوں کو بھٹکانا چاہتے ہیں ایسے لوگ جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو انہیں اس جرم کی وجہ سے ایسی سخت سزا دی جائے گی جو ان کے تصور میں بھی نہیں ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے انبیا علیہم السلام کو دلائل دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ ساتھ کتاب اور ترازو بھی اتاری تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہو جائیں۔ کفار قیامت کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور اس کے جلدی آنے کے منتظر ہیں لیکن اس کے برعکس مومنین نیک اعمال کرنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں اور وہ قیامت کو برحق سمجھتے ہیں۔ لہٰذا جو لوگ بھی قیامت کے بارے شکوک و شبہات میں مبتلا ہیں یہ بہت جاہل ہیں جو واضح دلائل کے باوجود بھی حق بات کو سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ (مزید پڑھیے ترجمہ و تفسیر الرحمٰن 55: آیات 7 تا 9، الحدید 57: آیت 25)

اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿18﴾

کہ قیامت کا آنا برحق ہے۔ یاد رکھو یقیناً جو لوگ قیامت کے بارے میں شک کرتے ہیں وہ گمراہی میں بہت دور نکل چکے ہیں۔ ﴿18﴾

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿19﴾

اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے، وہ جسے جو (رزق) چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ بڑی قوت والا، ہر چیز پر غالب ہے۔ ﴿19﴾

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿20﴾

جو آخرت کی کھیتی (اجر وثواب) کا ارادہ کرتا ہے ہم اس کی کھیتی کو بڑھاتے ہیں اور جو شخص دنیا کی کھیتی (دنیاوی فائدہ) کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اسے اس (دنیا) کا کچھ حصہ دے دیتے ہیں اور آخرت میں اسے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ ﴿20﴾

آیات 19 تا 20: طالبِ آخرت اور طالبِ دنیا:

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہیں اور وہ ہر ایک کو کسی نہ کسی ذریعہ روزی پہنچاتے ہیں۔ وہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی نظر انداز نہیں کرتے بلکہ سب کی خبر رکھتے ہیں اور تمام مخلوق اللہ عزّ وجل کے حکم سے ہی ہر قسم کی نعمتیں حاصل کرتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:- (ترجمہ) ''زمین پر چلنے والا کوئی بھی جاندار ایسا نہیں جس کی روزی اللہ نے اپنے ذمہ نہ لے رکھی ہو۔'' (ھود 11: آیت 6) اللہ تعالیٰ کی مہربانی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کے اعمال کا ثواب دس سے سات سو گنا تک بڑھا کر دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں اس سے بھی زیادہ عطا فرماتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ آخرت کے طلب گار ہوتے ہیں اور نیک اعمال کی توفیق بھی اسے ہی ملا کرتی ہے جو طالبِ آخرت ہو۔ اس کے برعکس وہ لوگ جن کا مقصد دنیا اور اس کی عارضی لذتوں کا حصول ہوتا ہے وہ آخرت سے بالکل بے خبر رہتے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا اور دین دونوں سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ دنیا کا ملنا تو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں جو خون پسینہ ایک کر دیتے ہیں پھر بھی انہیں دنیا ان کی مرضی کے مطابق نہیں ملتی اور بُری نیت ہونے کی وجہ سے ایسے لوگ آخرت کو بھی برباد کر بیٹھتے ہیں۔ ایسے لوگوں نے اگر کوئی نیک اعمال کئے ہوتے ہیں تو ان کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے۔ آخرت میں انہیں کوئی خوشی نصیب نہیں ہوگی اور ہمیشہ کے لئے ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر البقرہ 2: آیات 200 تا 201 اور 261، بنی اسرائیل 17: آیات 18 تا 19)

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿21﴾

کیا ان لوگوں نے (اللہ کے) ایسے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کا ایسا طریقہ مقرر کردیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ اگر فیصلہ کی بات پہلے سے طے نہ ہوچکی ہوتی تو ان کا فیصلہ چکا دیا جاتا۔ یقیناً ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ﴿21﴾

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿22﴾

اس دن آپ دیکھیں گے کہ یہ ظالم اپنے اعمال (کی سزا) سے ڈر رہے ہونگے مگر وہ (عذاب) ان پر واقع ہوکر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے، وہ جنت کے باغات میں ہوں گے۔ وہ جو بھی خواہش کریں گے اپنے رب کے پاس موجود پائیں گے۔ یہی بہت بڑا فضل ہے۔ ﴿22﴾

آیات 21 تا 22: اللہ کے مقابلہ میں کن کن لوگوں کا حکم چلتا ہے؟

ان آیات مبارکہ میں ان بدترین لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مقابلہ میں اپنی شریعت چلائیں، حرام و حلال کے اختیارات اپنے ہاتھ میں لیں یا لوگوں کے لئے ایسا ضابطہ حیات، فلسفے، یا نظام پیش کریں اور اسے لوگوں میں نافذ کریں جو دینِ اسلام سے متصادم ہو۔ ایسے لوگ پارلیمنٹ، ایوانوں کے ممبر، خودسر حکمران، آستانوں و مزاروں کے متولی و مجاور، گمراہ قسم کے فلاسفر اور مصنف بھی ہوسکتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو ہی طاغوت کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں اپنا حکم چلائیں۔ ایسے لوگ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوں گے تو بہت ہی زیادہ گھبرائے ہوئے اور اپنے بُرے انجام سے خوفزدہ ہوں گے۔ اس وقت انہیں مکمل یقین ہو جائے گا کہ عذابِ الٰہی سے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات طے نہ ہوتی کہ ان کی سزا قیامت تک کے لئے مؤخر کر دی گئی ہے تو ان کے جرم کا تقاضا تو یہ تھا کہ انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیا جاتا۔ ان کے برعکس وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانا اور نیک اعمال کرتے رہے ان کا ٹھکانا خوب صورت جنتیں ہوں گی جہاں ان کے رب کی طرف سے انہیں ہر چیز ملے گی۔ اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا فضل و کرم ہوگا۔ (مزید پڑھیے الکہف 18: آیات 103 تا 106 اور الاعراف 7: آیات 42 تا 43)

ذٰلِكَ الَّذِیْ یُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿23﴾

یہی وہ (نعمت) ہے جس کی اللہ اپنے ان بندوں کو خوشخبری دیتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے (اے نبی ﷺ) آپ فرما دیجئے کہ میں اس (اللہ کے پیغام پہنچانے) پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ البتہ قرابت (رشتہ داری) کی محبت چاہتا ہوں اور جو شخص کوئی نیکی کرتا ہے ہم اس کی نیکی میں خوب اضافہ کرتے ہیں۔ بیشک اللہ بہت زیادہ بخشنے والا، (نیک کاموں کا) بڑا قدردان ہے۔ ﴿23﴾

آیات 23 تا 24: اہل جنت کو خوشخبری:

اللہ عزّ وجل ان نیک بندوں کو خوشخبری سنا رہے ہیں جو دنیا میں اللہ عزّ وجل اور اس کے رسولوں اور کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور پوری زندگی نیک اعمال کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔ ایسے لوگ ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں والی جنت میں رہائش پذیر ہوں گے جو ان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔ آیت کے آخری حصہ میں اللہ عزّ وجل نبی کریم ﷺ کی زبانی فرما رہے ہیں کہ اے اہل قریش، میں تمہیں اللہ عزّ وجل کے جو پیغامات پہنچا رہا ہوں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ میری جو قرابت داری اور رشتہ داری ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے تم مجھے تکالیف پہنچانے سے باز آ جاؤ اور دوسروں کو بھی مجھے تکالیف پہنچانے سے روکو تا کہ میں لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام آسانی سے پہنچا سکوں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ قرابت کی محبت سے کیا مراد ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس سے آپ ﷺ کی رشتہ داری نہ ہو۔ اللہ عزّ وجل نے نبی کریم ﷺ کی زبانی قریش کو یہ کہلوایا کہ اگر تم کچھ اور نہیں کرتے (مسلمان نہیں ہوتے) ہو تو کم از کم قرابت کا لحاظ رکھو اور مجھے تکلیف پہنچانے سے باز رہو۔ (بخاری) معلوم ہوا قرابت سے مراد یہاں علی، فاطمہ (رضی اللہ عنہما) اور ان کی اولاد نہیں بلکہ قریشی رشتہ دار ہیں۔ کیونکہ یہ سورت مکی ہے اور علی رضی اللہ عنہ کا فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح مدینہ میں ہوا تھا۔ اللہ عزّ وجل کا یہ اصول ہے جو شخص بھی نیک عمل کرتا ہے اسے اس کا ثواب کئی گنا بڑھا کر دیتے ہیں۔ توبہ کرنے والوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتے۔ چونکہ مشرکین آپ ﷺ پر یہ الزام لگایا کرتے تھے کہ یہ قرآن آپ کا اپنا گھڑا ہوا ہے۔ اللہ عزّ وجل نے اس کی تردید فرماتے ہوئے انہیں سمجھانے کے لئے یہ فرمایا ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تعالیٰ آپ کے دل پر مہر

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۚ فَاِنۡ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخۡتِمۡ عَلٰی قَلۡبِکَ ؕ وَ یَمۡحُ اللّٰہُ الۡبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الۡحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ ؕ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿24﴾

کیا یہ (کفار) کہتے ہیں کہ اس (محمد ﷺ) نے اللہ پر جھوٹ (بہتان) گھڑ لیا ہے، اگر (ایسا ہوتا اور) اللہ چاہے تو آپ کے دل پر مہر لگا دے اور اللہ تو باطل کو مٹاتا ہے اور اپنے کلمات (فرمان) سے حق کو ثابت کرتا ہے بلاشبہ وہ دلوں کے راز تک کو جاننے والا ہے۔ ﴿24﴾

وَ ہُوَ الَّذِیۡ یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ وَ یَعۡفُوۡا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعۡلَمُ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿25﴾

وہی (اللہ) تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہوں کو معاف کرتا ہے اور وہ تمہارے تمام اعمال کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ﴿25﴾

وَ یَسۡتَجِیۡبُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیۡدُہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ وَ الۡکٰفِرُوۡنَ لَہُمۡ عَذَابٌ شَدِیۡدٌ ﴿26﴾

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے وہ ان کی دعا کو قبول کرتا ہے اور اپنے فضل سے انہیں مزید عطا کرتا ہے اور کفار کے لئے سخت عذاب ہے۔ ﴿26﴾

لگا دیتے اور آپ سب کچھ بھول جاتے اور ایک لفظ بھی یاد نہ رہتا۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ ہے جو ہر بات کو جاننے والا اور دلوں کے راز تک سے بھی واقف ہے۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النسآء 4: آیت 40، الحاقہ 69: آیات 44 تا 47)

آیات 25 تا 28: سچی توبہ کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں:

اللہ عزّ وجل اپنے بندوں پر بہت ہی زیادہ مہربان ہے۔ اگر کوئی بڑے سے بڑا مجرم بھی اپنے جرم سے باز آ جائے اور گناہ پر شرمندہ ہوتے ہوئے سچی توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ بڑے سے بڑے گناہ کو بھی معاف فرما دیتے ہیں۔ لیکن بڑے ہی بدنصیب ہیں وہ لوگ جو کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے سخت ترین عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل دنیا والوں میں رزق کی تقسیم ایک مصلحت کے تحت کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ سب کو فراوانی سے رزق عطا فرما دیں تو لوگ زمین میں سرکشی کرنے لگیں۔ وہ اپنے بندوں سے اچھی طرح باخبر ہیں اور بقدر ضرورت انہیں رزق عطا فرماتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل ہی وہ ذات ہیں جو قحط سالی ہو جانے کے بعد اپنی رحمت کی بارش برساتے ہیں جس سے ہر طرف خوشحالی پیدا ہو جاتی ہے اور وہی ہر ایک کے کارساز اور ہر قسم کی تعریفات کے حق دار ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے عرض کیا: اے امیر المومنین، قحط سالی اس قدر ہو گئی

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿27﴾

اگر اللہ اپنے تمام بندوں کو کھلا رزق دے دیتا تو وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے مگر وہ ایک حساب سے جتنا چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر اور خوب دیکھنے والا ہے۔ ﴿27﴾

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿28﴾

اور وہ وہی تو ہے جو لوگوں کے نا امید ہو جانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت کو عام کر دیتا ہے اور وہی کارساز اور ہر قسم کی تعریفوں کے لائق ہے۔ ﴿28﴾

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿29﴾

اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا اور ان میں جانداروں کا پھیلانا ہے۔ وہ اس پر بھی قادر ہے کہ جب چاہے انہیں (حشر کے میدان میں) جمع کر دے۔ ﴿29﴾

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ ﴿30﴾

اور تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور وہ (اللہ) بہت سے گناہوں سے تو درگزر فرما دیتا ہے۔ ﴿30﴾

ہے کہ اب لوگ بارش سے بالکل ناامید ہو چکے ہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''ان شآء اللہ اب بارش ضرور ہوگی۔'' پھر آپ نے یہی آیت (الشوریٰ 42: آیت 28) تلاوت فرمائی۔ (تفسیر الطبری)

﴿مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر الروم 30: آیت 50، الزمر 39: آیات 17 تا 18﴾

آیات 29 تا 31: مصیبتیں اور پریشانیاں کیوں آتی ہیں؟

آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ قیامت کے دن سب ایک میدان میں جمع ہوں گے اور اس وقت سب حیران و پریشان ہوں گے۔ ہر ایک کے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔ دنیا میں انسان کو جو مصیبتیں اور تکالیف پہنچتی ہیں وہ اس کے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی انسان کو گناہوں سے پاک کرنا چاہتے ہیں اس لئے اسے پریشانی میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ وہ پریشانی اس کے گناہ کا کفارہ بن جائے یا وہ مصیبت و پریشانی آخرت میں درجات کی بلندی کا باعث ہوتی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''مومن کو جو بھی تکلیف اور غم پہنچتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھتا ہے تو اس

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿31﴾

اور تم اسے (اللہ کو) زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی کارساز ہے اور نہ ہی مددگار۔ ﴿31﴾

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿32﴾

اور اس کی نشانیوں میں سے سمندر میں پہاڑوں کی مانند چلنے والی کشتیاں (اور جہاز بھی) ہیں۔ ﴿32﴾

اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿33﴾

اگر وہ چاہے تو ہوا کو روک دے پس وہ (کشتیاں) سمندر کی سطح پر کھڑی کی کھڑی رہ جائیں۔ بے شک اس میں ہر صبر اور شکر کرنے والے کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ ﴿33﴾

اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿34﴾

یا وہ ان کشتیوں کو ان (میں سوار لوگوں) کے برے اعمال کی وجہ سے ڈبو دے اور وہ تمہاری بہت سی خطائیں تو معاف (ہی) فرما دیتا ہے۔ ﴿34﴾

کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔'' (بخاری، مسلم) اللہ عزّ وجل اپنے بندوں پر بڑے مہربان ہیں وہ بہت سے گناہوں کو تو اپنی رحمت ہی سے معاف کر دیتے ہیں۔ زمین کے اندر کوئی ایسی چیز نہیں جو اللہ تعالیٰ کو عاجز کر سکے اور جس نے بھی اللہ عزّ وجل کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا کارساز تصور کیا وہ اس کی ذرا بھی مدد نہیں کر پائے گا۔

آیات 32 تا 35: سمندر میں کشتیوں کا چلنا بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دلیل ہے:

اللہ عزّ وجل کی قدرت کا اظہار پہاڑوں کی مانند سمندروں میں چلنے والی کشتیاں بھی ہیں جو محض اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سہارے ایک شہر سے دوسرے شہر ایک ملک سے دوسرے ملک پہنچ جاتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ہوا کو روک دیتے پھر وہ کشتیاں سطح سمندر پر ہی ٹھہری رہ جاتیں۔ اگر اللہ ربّ العزّت چاہتے تو کشتی میں سوار لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے تیز و تند آندھی بھیج کر ان کشتیوں کو سمندر میں ڈبو دیتے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی زیادہ مہربان ہیں۔ ان پر رحم فرماتے ہوئے ان کے بہت سارے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور انہیں سمندر کی نذر نہیں کرتے۔ یہ سب ربّ العالمین کے وجود، اس کی قدرت، عظمت، حکمت اور رحمت کی واضح دلیلیں ہیں ان سے وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو اپنے رب کی اطاعت اور بندگی میں مصروف رہتے ہیں اور اس کی دی ہوئی نعمتوں پر زبان و عمل کے ذریعہ شکر ادا کرتے ہیں۔ جب کوئی کشتی ہوا کی زد میں آ کر ڈوبنے لگتی ہے اس وقت اس میں سوار

وَّ يَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿35﴾

اور جو لوگ ہماری آیات میں جھگڑتے ہیں وہ جان لیں کہ ان کے لئے (عذاب الٰہی سے) کوئی چھٹکارا نہیں ہے۔ ﴿35﴾

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿36﴾

(اے لوگو) تمہیں جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ چند روزہ دنیاوی زندگی کا (عارضی) ساز و سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ اس سے کئی درجہ بہتر اور پائیدار ہے، ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسا رکھتے ہیں۔ ﴿36﴾

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿37﴾

اور وہ بڑے گناہوں اور بے حیائی (کی باتوں) سے بچتے ہیں اور جب انہیں (کسی پر) غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں۔ ﴿37﴾

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿38﴾

اور وہ اپنے رب کا حکم مانتے ہیں، نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ان کے آپس کے معاملات باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے وہ اس میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ ﴿38﴾

مشرکین بھی اپنے خود ساختہ معبودوں کو چھوڑ کر صرف اللہ عزّ وجل ہی سے نجات کی دعائیں مانگتے ہیں۔ جب اللہ عزّ وجل انہیں نجات دے دیتے ہیں تو پھر وہ اللہ کا شریک بنانے لگ جاتے ہیں۔

آیات 36 تا 39: اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کی چند نشانیاں:

ان آیاتِ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل دنیا اور اس میں موجود نعمتوں کی ناپائیداری اور جنت کی ہمیشگی کو ذکر کرتے ہوئے یہ بتا رہے ہیں کہ جنت صرف ان لوگوں کو ملے گی جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہوں۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بغیر دیکھے ایمان لاتے ہیں، اسی پر بھروسا کرتے ہیں، بڑے بڑے گناہوں جیسے شرک، قتل، ظلم، شراب نوشی، حرام کھانے، زنا اور لواطت سے پرہیز کرتے ہیں۔ انہیں جب بھی کسی پر غصہ آتا ہے تو اس کی غلطی کو معاف کردیتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے انہیں جو رزق دے رکھا ہے وہ اس میں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بھی خرچ کرتے ہیں اور جب ان پر

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿39﴾

اور جب ان پر زیادتی ہوتی ہے تو وہ صرف (اس کا اتنا ہی) بدلہ لیتے ہیں۔ ﴿39﴾

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿40﴾

بُرائی کا بدلہ اسی کے برابر ہونا چاہئے اور جو معاف کردے اور اپنی اصلاح کرلے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے، بے شک اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ ﴿40﴾

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿41﴾

اور جو لوگ مظلوم ہونے کے بعد (برابر کا) بدلہ لے لیں تو ایسے لوگوں پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ ﴿41﴾

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿42﴾

گناہ تو صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق فساد پھیلاتے (اور زیادتی کرتے) ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ﴿42﴾

کوئی ظلم و زیادتی کرتا ہے تو وہ اپنی عزت نفس کی خاطر اپنا دفاع کرتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''بڑے گناہ یہ ہیں: ❶ ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا'' ❷ ''ناحق قتل کرنا'' ❸ ''والدین کی نافرمانی کرنا'' ❹ ''جھوٹی گواہی دینا۔'' (بخاری)

آیات 40 تا 43: زیادتی کا بدلہ زیادتی کے برابر ہی لینا چاہئے:

اگر کسی شخص کے ساتھ زیادتی ہو تو اسے اسی کے برابر بدلہ لینے کی اجازت ہے۔ یعنی ظالم کو اس کے ظلم کے برابر ہی سزا دے سکتے ہیں، اس سے زیادہ نہیں۔ اگر معاف کر دیں تو یہ بہتر ہے۔ معاف کرنے سے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والے لوگ بہت ہی زیادہ پسند ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ''اے ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ تین باتیں اچھی طرح یاد رکھو: ❶ '' اگر مظلوم ظلم پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت اور مدد عطا فرمائے گا۔'' ❷ ''جو شخص لوگوں سے احسان اور اچھا سلوک کرے اور صلہ رحمی کی نیت سے انہیں دیتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے (مال میں) برکت عطا فرمائے گا۔'' ❸ ''جو شخص مال و دولت کو جمع کرنے کے لئے دردر مانگتا پھرے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت کی بجائے کمی کر دیں گے۔'' (مسند احمد) ایک مرتبہ آپ ﷺ اپنی تلوار کو درخت پر لٹکا کر آرام فرما رہے تھے۔ ایک آدمی نے وہی تلوار پکڑ کر آپ ﷺ سے کہا: اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟ آپ ﷺ جاگ

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿43﴾

اور جو آدمی صبر کرے اور معاف کردے تو بے شک یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے (ایک کام) ہے۔ ﴿43﴾

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿44﴾

اور جسے اللہ گمراہ کر دے، اس کے بعد اسے کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے۔ تم دیکھو گے، ظالم لوگ عذاب کو دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے کہ کیا (اب دنیا میں) واپس جانے کی کوئی صورت ہے؟ ﴿44﴾

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ

اور تم (یہ بھی) دیکھو گے کہ وہ جہنم کے سامنے لا کھڑے کئے جائیں گے وہ ذلت کی وجہ سے جھکے ہوئے (نظر بچا بچا کر) کن انکھیوں سے (آگ کو) دیکھ رہے ہوں گے۔ اور (اس وقت) مومنین کہیں گے:

گئے اور جواب دیا: ''اللہ''۔ وہ شخص یہ سن کر خوفزدہ ہو گیا اور اس کے ہاتھوں سے تلوار چھوٹ کر زمین پر گر پڑی۔ آپ ﷺ نے تلوار کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا: ''اب تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟'' تو وہ بہت زیادہ شرمندہ ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے معاف فرمادیا۔ (بخاری، مسلم) اسی طرح جنگِ خیبر کے موقع پر ایک یہودی عورت نے کھانے میں زہر ملا کر آپ ﷺ کو پیش کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے بھی معاف فرما دیا تھا۔ (بخاری) ﴿مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر ال عمران 3: آیت 159 اور یوسف 12: آیت: 92﴾

آیات 44 تا 46: قیامت کے دن سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے لوگ:

وہ لوگ جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ پھیر لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہو کر انہیں گمراہی میں مبتلا کر دیتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی انہیں سیدھی راہ پر نہیں لا سکتا۔ جب یہ لوگ قیامت کے دن اللہ عزّ وجل کے حضور پیش ہوں گے اور جہنم کے عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو دنیا میں واپس آنے کی تمنا کریں گے لیکن اس وقت ان کی اس تمنا کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ انہیں جہنم کے کنارہ پر لا کر کھڑا کر دیا جائے گا۔ ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہوں گی اور ذلت اور رسوائی کے مارے یہ نیچے جھکے جا رہے ہوں گے اور اس وقت یہ نجات پانے کے لئے بھرپور کوشش کریں گے لیکن کہیں سے بھی انہیں نجات نہیں مل پائے گی۔ مومن انہیں اس حالت میں دیکھ کر کہیں گے کہ یہی وہ بدنصیب لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعیال کو بھی

الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿45﴾

اصل خسارہ پانے والے وہ ہیں، جنہوں نے آج قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈال دیا۔ یاد رکھو، یقیناً ظالم لوگ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ ﴿45﴾

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿46﴾

اللہ کے علاوہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا جو (اللہ کے مقابلہ میں) ان کی مدد کو آئے اور جسے اللہ گمراہ کردے اس کے لئے (بچاؤ کا) کوئی راستہ ہی نہیں۔ ﴿46﴾

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿47﴾

(اے لوگو) اپنے رب کی بات مان لو، قبل اس کے کہ اللہ کی طرف سے وہ دن آجائے جس کے ٹلنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس دن نہ تو تمہیں کہیں پناہ کی جگہ ملے گی اور نہ ہی تم (اپنے گناہوں سے) انکار کرسکو گے۔ ﴿47﴾

خسارہ میں ڈال دیا۔ یہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں سے محروم ہو گئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی محروم کر دیا اور وہ ہمیشہ کے لئے عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جائیں گے اور وہاں کوئی بھی ان کا حمایتی نہیں ہوگا جو انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے چھڑا لے یا کم از کم عذاب میں تخفیف کرا دے۔ جو آدمی گمراہ ہوتا ہے وہ صرف اپنا نقصان نہیں کرتا بلکہ اکثر اوقات وہ اپنے عزیز و اقارب اور دوستوں کو بھی ساتھ لے ڈوبتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت نہ دے وہ کبھی ہدایت نہیں پا سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا و آخرت کی رسوائیوں سے محفوظ فرمائے (آمین)

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 186 اور الانعام 6: آیات 27 تا 28)

آیات 47 تا 48: آخرت کی رسوائیوں سے بچنے کا طریقہ:

اللہ ربّ العزّت نے ان آیاتِ مبارکہ میں آخرت کی رسوائیوں سے بچنے کا طریقہ ذکر فرمایا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیا علیہم السلام کی دعوت کو قبول کر لو اور اللہ تعالیٰ کے جو بھی احکام ہیں ان پر عمل پیرا ہو جاؤ تو یقیناً آخرت کی رسوائیوں سے بچ جاؤ گے۔ اگر تم نے نیک اعمال نہ کئے تو قیامت کے دن تمہیں کوئی پناہ نہیں مل سکے گی اور نہ ہی تم اپنے گناہوں کا انکار کرسکو گے۔ کیونکہ انسان نے زندگی میں جو کچھ بھی کیا ہوگا وہ نامۂ اعمال میں لکھا ہوا سب کے سامنے ہوگا

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿48﴾

(اے پیغمبر ﷺ) اگر یہ (اب بھی) منہ پھیر لیں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا، آپ کے ذمہ تو صرف پیغام پہنچا دینا ہے ہم جب انسان کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ خوب اتراتا ہے اور اگر ان کے بُرے اعمال کی وجہ سے انہیں کوئی تکلیف آ پہنچتی ہے تو انسان بڑا ہی ناشکرا (ثابت ہوا) ہے۔ ﴿48﴾

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿49﴾

آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے۔ ﴿49﴾

اللہ عزّ وجل نے نبی کریم ﷺ کو یہ تسلی دی ہے کہ اگر آپ کی لائی ہوئی سچی دعوت کو یہ کفار قبول نہیں کرتے تو آپ ﷺ کوئی فکر نہ کریں اس لئے کہ آپ ﷺ ان کے نگہبان نہیں ہیں آپ ﷺ کا کام صرف احکاماتِ الٰہی کو ان تک پہنچانا ہے اگر یہ نہیں مانیں گے تو ہم خود ہی ان سے پوچھ لیں گے۔ انسان کے اندر ایک بُری عادت یہ ہے کہ جب اسے کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ خوب خوشی کا اظہار کرتا ہے اور آپے سے باہر ہونے لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بھول جاتا ہے اور جب اسے اس کے بُرے اعمال کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اللہ عزّ وجل کی تمام نعمتوں کو بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرنے لگتا ہے۔ یہ کیفیت اس انسان کی ہوتی ہے جو نعمت ایمان سے محروم ہوتا ہے۔ جب کہ مومن کی حالت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔ ”مومن کو جب کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور جب اسے کوئی پریشانی پہنچتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے دونوں صورتوں میں اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر وثواب ملتا ہے۔“ (مسلم)

آیات 49 تا 50: اولاد سے نوازنے والا کون؟

اللہ عزّ وجل وہ ذات ہے جو آسمان و زمین کی تخلیق کے ساتھ ساتھ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ وہی اولاد دینے والا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے اور جسے

اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُكۡرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجۡعَلُ مَنۡ يَّشَآءُ عَقِيۡمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيۡمٌ قَدِيۡرٌ ﴿50﴾

یا بیٹے اور بیٹیاں ملے جلے (عطا فرماتا ہے) اور جسے چاہتا ہے بانجھ بنادیتا ہے۔ یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔ ﴿50﴾

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنۡ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡيًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوۡ يُرۡسِلَ رَسُوۡلًا فَيُوۡحِىَ بِاِذۡنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِىٌّ حَكِيۡمٌ ﴿51﴾

کسی انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اللہ سے روبرو کلام کرسکے۔ مگر وحی کے ذریعہ سے یا پردہ کے پیچھے سے یا وہ کوئی فرشتہ بھیجتا ہے اور وہ اپنے حکم سے جو چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ یقیناً اللہ سب سے بلند، خوب حکمت والا ہے۔ ﴿51﴾

وَكَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ

اور (اے محمد ﷺ) ہم نے اسی طرح اپنے حکم سے آپ پر قرآن کی وحی کی ہے۔ آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب (قرآن)

چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیتا ہے اور جسے چاہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ ان تمام رازوں کو صرف وہی جانتا ہے اور ہر چیز پر صرف اسی کی قدرت واختیار ہے اس لئے ہر انسان کو ہر چیز اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہئے اس کے علاوہ کوئی بھی کسی نعمت سے نواز نہیں سکتا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیات 188 تا 191)

آیات 51 تا 53: نزولِ وحی کی کیفیت کا بیان:

ایک مرتبہ چند یہودیوں نے آپ ﷺ سے کہا: اگر آپ نبی ہیں تو جس طرح اللہ عزّ وجل نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا اور طور پر اپنی تجلی کا نظارہ کروایا تھا آپ بھی اللہ تعالیٰ سے اسی طرح بات کر کے ہمیں دکھائیں تو اللہ عزّ وجل نے یہ آیات نازل فرما دیں۔ (ابن ابی حاتم)۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرما دی کہ کسی انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالمشافہ ہم کلام ہو۔ اسی لئے وہ اپنی پیغام رسانی کے لئے اپنے بندوں میں سے کچھ کو مختص کر لیتا ہے۔ پھر ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ وحی بھیجتا ہے یا الہام کرتا ہے یا اپنی بات ان کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے

مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۙ﴿52﴾

اور ایمان کیا ہے لیکن ہم نے اس (قرآن) کو روشنی بنادیا۔ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں اس کے ذریعہ سے ہدایت دیتے ہیں اور بے شک آپ سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کر رہے ہیں۔ ﴿52﴾

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿53﴾

اس (اللہ) کی راہ کی طرف جو آسمان و زمین میں موجود ہر چیز کا مالک ہے۔ یاد رکھو، تمام معاملات (آخرکار) اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔ ﴿53﴾

دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیں، ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کریں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اپنے رسول سے کسی پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام کیا۔ یہ تمام وحی کی صورتیں ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: وحی کیسے نازل ہوتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ”کبھی تو ایسے وحی آتی ہے جیسے گھنٹی کی آواز ہو، جب فرشتہ کی کہی ہوئی بات مجھے یاد ہو جاتی ہے تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ کبھی فرشتہ انسانی صورت میں آ کر مجھ سے بات کرتا ہے جسے میں یاد کر لیتا ہوں۔“ (بخاری)۔ اللہ عزّ وجل نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وحی مذکورہ بالا طریقوں کے ذریعہ پہنچائی ہے۔ نزول وحی سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تو قرآن کریم کے بارے میں معلومات تھیں نہ ہی ایمان اور اعمال صالح کی تفصیلات۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انعام فرماتے ہوئے قرآن کریم عطا فرمایا جس کی روشنی سے بہت سے لوگ سیدھی راہ پر آ گئے۔ اسی کی بدولت آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دیتے رہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سیدھے راستہ پر لانے کی کوشش کرتے تھے۔ اے میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ جان لیجئے کہ آخرت میں تمام امور کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔ وہی اپنے بندوں کے درمیان عدل و انصاف کے درمیان فیصلہ فرمائیں گے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیں گے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر حٰمٓ السجدہ 41: آیت 44)

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ

سورۂ زخرف مکی ہے، اس میں 89 آیات اور 7 رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، بے حد رحم کرنے والا ہے۔

حٰمٓ ۚ ﴿1﴾

حا۔میم۔ ﴿1﴾

وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ ﴿2﴾

اس واضح کتاب کی قسم۔ ﴿2﴾

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا

جسے ہم نے عربی زبان میں قرآن بنایا (اتارا) ہے

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۚ ﴿3﴾

تاکہ تم اسے سمجھ سکو۔ ﴿3﴾

وَ اِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا

درحقیقت یہ (قرآن) ام الکتاب (لوح محفوظ)

لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ؕ ﴿4﴾

میں ہے جو ہمارے نزدیک بلند مرتبہ، حکمت والی کتاب ہے۔ ﴿4﴾

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا

(اے کفار) کیا ہم تمہاری طرف یہ ذکر (قرآن)

اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ﴿5﴾

بھیجنا چھوڑ دیں (صرف) اس لئے کہ تم حد سے بڑھے ہوئے لوگ ہو؟ ﴿5﴾

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ﴿6﴾

ہم نے پہلی قوموں میں بھی کئی نبی بھیجے۔ ﴿6﴾

آیات 1 تا 5: لوگوں کے انکار پر اللہ تعالیٰ نصیحت کرنا بند نہیں کرتے:

قرآن مجید عظیم کتاب ہے جو لوگوں کے لئے وعظ و نصیحت کا سرچشمہ ہے۔ قرآن مجید بلند مرتبہ اور عالی شان کتاب ''لوح محفوظ'' میں بھی محفوظ ہے۔ جسے مقدس فرشتوں کے علاوہ کوئی نہیں چھوتا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو نازل فرما کر لوگوں کی راہ نمائی کرتے ہیں اور اس کو نصیحت کا ذریعہ بناتے ہیں، اگر لوگ اس کتاب کو اپنے لئے راہ نما سمجھ کر نصیحت حاصل کریں تو اس کا فائدہ انہی کے لئے ہے اور اگر انکار کردیں اور فرمانبرداری کو چھوڑ کر نافرمانی کرنے لگ جائیں تو پھر بھی اللہ تعالیٰ نصیحت کرنا بند نہیں کرتے بلکہ اس کو جاری رکھتے ہیں تاکہ عقل مند لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں اور بدکردار لوگوں پر یہ حجت بن جائے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر الشعراء 26: آیت 195 اور الواقعہ 56: آیات 77 تا 78)

آیات 6 تا 8: انبیا علیہم السلام کا مذاق اڑانے والوں کا انجام:

چونکہ کفار اور مشرکین آپ ﷺ کو جھٹلاتے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے آپ ﷺ کو یہ تلقین فرمائی کہ آپ ان کی باتوں سے نہ گھبرائیں اور ان کی تکالیف پر صبر کریں۔ ان سے پہلے کی قوموں کے پاس بھی

وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿7﴾

اور جب بھی ان کے پاس کوئی نبی آیا تو انہوں نے اس کا مذاق ہی اڑایا۔ ﴿7﴾

فَاَهْلَكْنَاۤ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّ مَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿8﴾

پس ہم نے انہیں ہلاک کردیا حالانکہ وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے۔ پچھلی قوموں میں یہ مثالیں گزر چکی ہیں۔ ﴿8﴾

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿9﴾

اور اگر آپ ان (مشرکین) سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یقیناً ان کا جواب یہی ہوگا کہ انہیں زبردست، سب کچھ جاننے والے (اللہ) نے پیدا کیا ہے۔ ﴿9﴾

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿10﴾

وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش (بچھونا) بنایا اور اس میں تمہارے لئے راستے بنادیئے تاکہ تم (اپنی منزل مقصود کی) راہ پاسکو۔ ﴿10﴾

جب ہم نے انبیا علیہم السلام بھیجے تو انہوں نے بھی ان کا مذاق اڑایا۔ آخر کار ہم نے ان کو تباہ و برباد کر دیا۔ وہ لوگ ان سے طاقت میں بھی زیادہ تھے اور مال و دولت کے اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط تھے۔ اللہ تعالیٰ کا طریقہ پہلے لوگوں میں یہی چلتا آیا ہے کہ جس نے بھی اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور کتابوں کا مذاق اڑایا اللہ عزّ وجل نے اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔ (مزید پڑھیے المومن 40: آیت 82 اور الزخرف 43: آیت 56)

آیات 9 تا 14: مشرکین کو دعوتِ فکر اور سواری پر سوار ہونے کے آداب:

مشرکین توحید کا انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے اپنی قدرت کے چند دلائل ذکر کرتے ہوئے انہیں دعوت فکر دی ہے اور انہیں سمجھانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ان سے چند سوالات کئے ہیں کہ بتاؤ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ زمین کو فرش اور اس میں راستے کس نے بنائے؟ آسمان سے پانی نازل فرما کر مُردہ زمین کو کس نے زندہ کیا؟ ہر چیز کا جوڑا (نر و مادہ) کس نے بنایا؟ کشتیاں اور جانور کس نے پیدا کئے؟ ان سب کا جواب یقیناً یہی ہے کہ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ ہی نے کئے ہیں۔ جب مشرکین بھی اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ یہ سب کام اللہ تعالیٰ نے ہی کئے ہیں تو پھر وہ اللہ عزّ وجل کے علاوہ اوروں کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے دلائل پر غور کرتے ہوئے اپنی اصلاح کر لیں اور خالصتاً اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کریں۔

وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿11﴾

اور وہی ہے جس نے آسمان سے ایک خاص مقدار میں بارش برسائی پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے مُردہ (ویران) شہر کو زندہ (آباد) کردیا۔ اسی طرح (قیامت کے دن) تم بھی (زمین سے) نکالے جاؤ گے۔ ﴿11﴾

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿12﴾

اور وہی ہے جس نے یہ تمام جوڑے پیدا کئے اور تمہارے لئے کشتیاں بنائیں اور چوپائے جانور پیدا کئے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ ﴿12﴾

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿13﴾

تاکہ تم ان کی پیٹھ پر سواری کرسکو پھر جب ان کی پیٹھ پر اچھی طرح بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو اور کہو: پاک ہے وہ (اللہ) جس نے ان (سواریوں) کو ہمارے تابع بنا دیا ورنہ ہم انہیں قابو میں لانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ ﴿13﴾

سواری پر سوار ہوتے وقت بھی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہوئے سوار ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ خوش ہوکر انہیں منزل مقصود تک پہنچا دیں۔ رسول اکرم ﷺ جب سواری پر سوار ہوا کرتے تو تین بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے پھر یہ آیات (الزخرف43: آیات 13 تا14) اور اس کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِعَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْٓءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ

(ترجمہ) ”اے اللہ کریم، میں اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری کا سوال کرتا ہوں اور ایسے اعمال کرنے کا بھی جن سے آپ خوش ہو جائیں۔ آپ ہمارے لئے ہمارا سفر آسان فرما دیجئے اور اس کی لمبی مسافت کو کم کر دیجئے، آپ ہی ہمارے سفر کے ساتھی اور ہمارے اہل وعیال کے نگران ہیں۔ اے اللہ رحیم، سفر میں آپ ہی ہمارا ساتھ دیجئے اور ہمارے اہل وعیال کا بھی خیال رکھئے۔ اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اپنے اہل وعیال اور مال ومتاع میں غمناک منظر سے اور بری واپسی سے۔“ (مسلم) پھر جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہی دعا پڑھا کرتے تھے اور اس میں یہ اضافہ کرتے: اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ

وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿14﴾

بے شک ہمیں (ایک دن) اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ﴿14﴾

وَ جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿15﴾ ط ع

اور ان (مشرک) لوگوں نے اللہ کے بندوں میں سے بعض کو اس کا جز (اولاد) ٹھہرا دیا۔ بلاشبہ انسان کھلا احسان فراموش ہے۔ ﴿15﴾

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ﴿16﴾

کیا اللہ نے اپنی مخلوق میں سے (اپنے لئے) بیٹیاں منتخب کیں اور تمہیں بیٹوں سے نوازا؟ ﴿16﴾

وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿17﴾

اور جب ان میں سے کسی کو (بیٹی کی) خوشخبری دی جاتی جس کی مثال اس نے رحمٰن کیلئے بیان کی تو اس کا چہرہ (غم کی وجہ سے) سیاہ ہوجاتا ہے اور وہ بہت زیادہ غمگین ہو جاتا ہے۔ ﴿17﴾

(ترجمہ) ''ہم واپس لوٹ رہے ہیں، اپنے گناہوں کی معافی مانگ رہے ہیں، ہم اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں گے اور اس کی تعریفیں بیان کرتے رہیں گے''۔ (مسلم)

آیات 15 تا 20: مشرکین کی خود ساختہ تقسیم :

مشرکین اپنے خود ساختہ معبودوں کا خیال رکھتے ہوئے اپنی کھیتیوں اور جانوروں میں ان کا حصہ مقرر کر لیتے ہیں۔ انہوں نے جو اپنے معبودوں کے لئے مقرر کر رکھا ہوتا ہے اس میں سے کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے حصہ میں جانے نہیں دیتے جبکہ اللہ تعالیٰ کے حصہ میں سے اگر کچھ معبودوں کے حصہ میں چلا جائے تو اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اسی طرح انہوں نے لڑکے اور لڑکیوں کی تقسیم بھی اپنے گمان کے مطابق کر رکھی ہے۔ لڑکوں کو اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور لڑکیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ لڑکیوں سے ان کی نفرت کا حال یہ ہے کہ جب انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ تمہارے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو غم کی وجہ سے ان کے چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں اور یہ دل ہی دل میں گھٹتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہیں، یہ انہیں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں تصور کرتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل ایسے مشرکین سے سوال کر رہے ہیں کہ جب اللہ عزّ وجل فرشتوں کو پیدا کر رہے تھے تو کیا وہ اس وقت موجود تھے؟ اگر ایسا نہیں تو تم جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف غلط باتیں منسوب کر رہے ہو؟ یقیناً قیامت کے دن انہیں بڑی رسوائی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایسے مشرکین سے جب یہ پوچھا جاتا ہے کہ تم کس دلیل کی بنیاد پر فرشتوں اور

اَوَ مَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ
فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿18﴾

کیا (اللہ نے اپنے لئے مؤنث کو چن لیا ہے) جس کی پرورش زیورات میں ہوتی ہے اور جو بحث و مباحثہ میں اپنا مدعا پوری طرح واضح بھی نہیں کرسکتی؟ ﴿18﴾

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ
عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا
خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ
وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿19﴾

اور انہوں (مشرکین) نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں قرار دے دیا ہے۔ کیا یہ فرشتوں کی پیدائش کے وقت موجود تھے؟ ان کی یہ گواہی ضرور لکھی جائے گی اور ان سے اس بارے ضرور باز پُرس کی جائے گی۔ ﴿19﴾

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا
عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ
عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿20﴾

اور یہ کہتے ہیں کہ اگر رحمٰن (اللہ) چاہتا تو ہم ان (فرشتوں) کی عبادت نہ کرتے۔ یہ اس معاملہ کی حقیقت کو قطعی نہیں جانتے اور بغیر سمجھ بوجھ کے بولے چلے جاتے ہیں۔ ﴿20﴾

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ
فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿21﴾

کیا ہم نے انہیں اس (قرآن) سے پہلے کوئی اور کتاب دی تھی جسے یہ مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں؟ ﴿21﴾

بتوں کی پوجا کرتے ہو تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ اللہ کو اچھی طرح معلوم ہے ہم جن جن کی عبادت کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمارے اس عمل سے راضی نہیں ہے تو اسے اپنی قدرت کے ذریعہ ہمیں ان کی عبادت سے روک دینا چاہئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں نہیں روکا تو اس سے ظاہر ہے کہ اللہ عزّ وجل ہمارے اس عمل سے راضی ہیں۔ مشرکین کی یہ باتیں بلا دلیل اور بے بنیاد ہیں۔ ان کی تائید نہ تو کسی آسمانی کتاب سے ہوتی ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کسی رسول کے ذریعہ۔ مشرکین اللہ عزّ وجل کی رضا اور مشیت میں فرق نہیں سمجھتے۔ ہر کام اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہوتا ہے لیکن وہ راضی صرف انہی کاموں پر ہوتا ہے جن کا اس نے حکم دیا ہے۔ زبردستی کام کروانا اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مشکل نہیں لیکن اس صورت میں انسانوں کا اختیار ختم ہوجائے گا۔ جبکہ اس اختیار ہی کی وجہ سے اچھے کام کرنے پر ثواب اور بُرے کام کرنے پر سزا ملے گی۔

آیات 21 تا 25: بغیر دلیل کے باپ دادا کی تقلید کی مذمت:

مشرکین سے جب پوچھا جاتا ہے کہ بلا دلیل تم اپنے خود ساختہ معبودوں کی عبادت کیوں کرتے ہو تو یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی دین پر عمل کرتے ہوئے پایا ہے۔ اس لئے ہم بھی اسی

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى
اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿22﴾

(نہیں) بلکہ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ (مذہب) پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل کر ہدایت یافتہ ہیں۔ ﴿22﴾

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ
مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى
اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿23﴾

اسی طرح آپ سے پہلے جب بھی ہم نے کسی بستی میں کوئی رسول بھیجا، اس کے کھاتے پیتے لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین (طریقہ) پر پایا اور ہم انہی کے نقش قدم کی پیروی کررہے ہیں۔ ﴿23﴾

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا
وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْٓا
اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿24﴾

نبی نے کہا: کیا (تم پھر بھی اسی طریقہ پر چلو گے) اگرچہ میں تمہارے سامنے اس سے زیادہ صحیح دین پیش کروں جو تمہارے باپ دادا کے طریقہ سے زیادہ صحیح ہو۔ کفار نے (رسولوں کو) جواب دیا کہ جس دین کی طرف بلانے کے لئے تم بھیجے گئے ہو، ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ ﴿24﴾

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ
كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿25﴾ ع

آخرکار ہم نے ان سے انتقام لے لیا، دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ ﴿25﴾

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ
اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿26﴾ لا

اور (وہ وقت یاد کیجئے) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے اپنے والد اور اپنی قوم سے فرمایا: بلاشبہ میں ان (خودساختہ معبودوں) سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ ﴿26﴾

پر قائم رہیں گے۔ ہر دور کے مشرکین اپنے شرک اور کفر پر یہی دلیل دیتے رہے ہیں کہ ان کے باپ دادا بھی انہی معبودوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ لہٰذا اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ ان کے اس رویہ پر غم زدہ نہ ہوں ہم ضرور ایسے سرکش اور ضدی لوگوں سے انتقام لیں گے۔ (مزید پڑھیے الروم 30: آیت 35)

آیات 26 تا 30: ابراہیم علیہ السلام کا اعلان توحید:

ابراہیم علیہ السلام کے حالات ذکر فرما کر تمام کفار اور مشرکین کو غور وفکر کی دعوت دی ہے کہ تم لوگ جس ابراہیم علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو انہوں نے اپنی قوم کو واضح طور پر بتا دیا تھا کہ میں تمہاری تقلید میں تمہارے خودساختہ معبودوں کی ہرگز عبادت نہیں کروں گا اور یہی توحید کا سبق انہوں نے اپنی اولاد

اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ ﴿27﴾

سوائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور وہی میری راہ نمائی بھی فرمائے گا۔ ﴿27﴾

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿28﴾

اور ابراہیم (علیہ السلام) یہ کلمہ (توحید) اپنی اولاد میں بھی چھوڑ گئے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کرتے رہیں۔ ﴿28﴾

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿29﴾

بلکہ میں (اللہ) نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو (دنیاوی نعمتوں سے) فائدہ اٹھانے کا موقع دیا، یہاں تک کہ ان کے پاس (دین) حق اور (اسے) کھول کر بیان کرنے والا رسول آ گیا۔ ﴿29﴾

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿30﴾

اور جب ان کے پاس حق (قرآن) آ پہنچا تو وہ کہنے لگے کہ یہ تو سراسر جادو ہے اور ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ ﴿30﴾

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿31﴾

اور کفار نے کہا: یہ قرآن دو بستیوں (مکہ اور طائف) میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیوں نہیں کیا گیا؟ ﴿31﴾

اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ

کیا یہ (کفار) آپ کے رب کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کے گزر بسر کے ذرائع تو ہم نے ان کے درمیان تقسیم کئے

کو بھی پڑھایا۔ یہی وجہ ہے کہ دعوت توحید ہر دور میں ان کی اولاد میں باقی رہی۔ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ قریش بھی تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ان کے پاس واضح دلائل اور قرآن کریم لے کر آئے تو انہوں نے بھی پہلی نافرمان قوموں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادوگر ہونے کا الزام لگا دیا۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ال عمران 3: آیت 68)

آیات 31 تا 35: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں مشرکین کا الزام:

مشرکینِ مکہ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم ہی میں سے کسی کو اپنا رسول بنا کر بھیجنا چاہتا تو منصب رسالت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگ اس منصب کے اہل موجود تھے جیسے مکہ میں ولید بن مغیرہ اور طائف میں عروہ بن مسعود جو مال و دولت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ آگے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے ان کے جواب میں فرمایا کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانوں

الدُّنۡيَا وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ
دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِيًّا ؕ
وَرَحۡمَتُ رَبِّكَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ ﴿32﴾

اور ان میں سے کچھ لوگوں کو دوسرے لوگوں پر فوقیت دی ہے تا کہ وہ ایک دوسرے سے خدمت لے سکیں اور آپ کے رب کی رحمت اس (دولت) سے بہت زیادہ قیمتی ہے جسے یہ جمع کر رہے ہیں۔ ﴿32﴾

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ النَّاسُ اُمَّةً
وَّاحِدَةً لَّجَعَلۡنَا لِمَنۡ يَّكۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ
لِبُيُوۡتِهِمۡ سُقُفًا مِّنۡ فِضَّةٍ وَّ
مَعَارِجَ عَلَيۡهَا يَظۡهَرُوۡنَ ﴿33﴾

اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک ہی دین (کفر) کی طرف مائل ہو جائیں گے تو ہم رحمٰن (اللہ) کے ساتھ کفر کرنے والے لوگوں کے گھروں کی چھتیں اور سیڑھیاں جن کے ذریعہ یہ (بالاخانوں پر) چڑھتے ہیں چاندی کی بنا دیتے۔ ﴿33﴾

وَلِبُيُوۡتِهِمۡ اَبۡوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيۡهَا
يَتَّكِـُٔوۡنَ ﴿34﴾

اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت بھی جن پر یہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔ ﴿34﴾

وَزُخۡرُفًا ؕ وَاِنۡ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا
مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَالۡاٰخِرَةُ
عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿35﴾

اور (یہ سب چیزیں چاندی کے علاوہ) سونے کے بھی (بنا دیتے)۔ یہ چیزیں تو محض دنیاوی زندگی کا فائدہ ہیں اور آخرت تو آپ کے رب کے نزدیک صرف پرہیزگار لوگوں کے لئے ہے۔ ﴿35﴾

کے مالک ہیں کہ خود ہی انہیں تقسیم کرنے میں لگے ہوئے ہیں؟ اللہ عزّ وجل مختارِ کُل ہیں، وہ جسے چاہیں رسالت اور نبوت عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ منصب رسالت کا حق دار کون ہے؟ رسالت کا مستحق وہی انسان ہو سکتا ہے جس کا نفس انتہائی پاک صاف ہو، جو اعلیٰ گھرانہ سے تعلق رکھتا ہو، جو کمالات کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہو اور یہ تمام خوبیاں نبی کریم ﷺ میں موجود ہیں۔ اس لئے آپ ﷺ ہی رسالت کے حق دار ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ کفار کو سمجھایا کہ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ دنیا میں ان کی روزی کا انتظام ہم ہی کرتے ہیں۔ جب یہ کسی کو کھلانے پلانے کا انتظام نہیں کر سکتے تو پھر انہیں آپ ﷺ کی رسالت پر اعتراض کرنے کا بھی کوئی حق نہیں۔ کسی بھی آدمی کا مالدار ہونا اللہ تعالیٰ کی رضا کی دلیل نہیں ہے۔ منصب نبوت دنیا کے مال و دولت سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ اگر لوگوں کے کفر کی طرف مائل ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو اللہ عزّ وجل کفار کے گھروں اور چھتوں کو چاندی کا بنا دیتے اور ان کے گھروں کے دروازوں اور چارپائیوں کو بھی سونے چاندی کا بنا دیتے۔

وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿36﴾

اور جو شخص رحمٰن (اللہ) کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ ﴿36﴾

وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿37﴾

اور یہ (شیاطین) لوگوں کو سیدھی راہ پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ لوگ اسی خیال میں رہتے ہیں کہ وہ ہدایت (سیدھی راہ) پر ہیں۔ ﴿37﴾

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿38﴾

یہاں تک کہ جب وہ شخص ہمارے پاس آئے گا تو (اپنے شیطان ساتھی سے) کہے گا: کاش، میرے اور تمہارے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہوتی تو تو بہت ہی بُرا ساتھی نکلا۔ ﴿38﴾

وَ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿39﴾

(اس وقت کہا جائے گا) چونکہ تم نے دنیا میں ظلم کیا تھا اس لئے آج تمہاری یہ بات تمہیں کچھ بھی فائدہ نہ دے گی۔ تم اور تمہارے (شیاطین) ساتھی عذاب میں برابر کے شریک ہیں۔ ﴿39﴾

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ

(اے پیغمبر ﷺ) کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں

آیات 36 تا 39: اللہ کے ذکر سے غفلت کا نتیجہ:

جو لوگ دنیا میں احکامِ الٰہی سے منہ پھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو پس پشت ڈال دیتے ہیں تو سزا کے طور پر اللہ عزّ وجل ان کے پیچھے ایک شیطان لگا دیتے ہیں جو ہر وقت انہیں گمراہ کرتا رہتا ہے تا کہ وہ حق کو قبول ہی نہ کر پائیں اور ایسے لوگوں کے ذہن میں یہ خیال ڈالتا رہتا ہے کہ وہ حق پر ہے۔ قیامت کے دن یہ شخص شیطان سے کہے گا: کاش، میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہوتی۔ تُو تو بہت ہی بُرا دوست ثابت ہوا ہے۔ اس دن اعلان ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کو شریک بنانے کی وجہ سے آج تم پر عذاب واجب ہو گیا ہے۔ اب کوئی بھی تمنا تمہارے لئے مفید ثابت نہیں ہو گی، تم اور تمہارے شیاطین دوست عذاب جہنم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

(مزید پڑھیے النسآء 4: آیت 115، حٰمٓ السجدہ 41: آیت 25 اور الصّف 61: آیت 5)

آیات 40 تا 45: ازلی (ہمیشہ کے) بدبختوں کو ایمان نصیب نہیں ہوتا:

رسول اکرم ﷺ کفار قریش کی ہدایت کی بڑی خواہش کرتے تھے۔ اسی لئے آپ ﷺ ان کے سامنے بار بار دعوت اسلام کو پیش کیا کرتے لیکن وہ اس دعوت کو ماننے کی بجائے آپ ﷺ کی

وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿40﴾

یا اندھوں کو اور ان لوگوں کو جو کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں، سیدھی راہ دکھا سکتے ہیں؟ ﴿40﴾

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿41﴾

پس اگر ہم آپ کو یہاں (دنیا) سے لے بھی جائیں پھر بھی ہم ان (کفار اور مشرکین) کو ضرور سزا دیں گے۔ ﴿41﴾

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿42﴾

یا جس (عذاب) کا ہم نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے آپ کو دکھا دیں، بلاشبہ ہم ان پر مکمل قدرت رکھتے ہیں۔ ﴿42﴾

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿43﴾

پس آپ اس (کتاب) کو مضبوطی سے تھامے رہیں جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے، آپ یقیناً سیدھی راہ پر ہیں۔ ﴿43﴾

وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿44﴾

حقیقت یہ ہے کہ یہ (قرآن) آپ اور آپ کی قوم کے لئے ایک نصیحت ہے اور عنقریب تم سے اس (قرآنی احکام) کی جواب دہی ہوگی۔ ﴿44﴾

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿45﴾

اور (اے پیغمبر ﷺ)، آپ ان انبیا (علیہم السلام) سے پوچھ لیجئے جنہیں ہم نے آپ سے پہلے بھیجا تھا کیا ہم نے (اللہ) رحمٰن کے علاوہ کوئی اور معبود مقرر کئے ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے؟ ﴿45﴾

مخالفت کیا کرتے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے جب آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھی تو آپ ﷺ کو نصیحت فرمائی کہ آپ کا کام صرف دعوتِ اسلام کو پیش کرنا ہے۔ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ کفار اب گمراہی میں بہت آگے نکل چکے ہیں اب انہیں ہدایت نہیں مل سکتی۔ آپ ﷺ یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے ان کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ نہیں بلکہ ہم نے ان کو دنیا کی زندگی میں فائدہ اٹھانے کا (عارضی) موقع دیا ہے اور ہم ان سے ضرور انتقام لے کر رہیں گے۔ آپ کی طرف جو وحی کی جاتی ہے آپ اسے مضبوطی سے تھامے رہئے اور یہ یقین کر لیجئے کہ آپ ہی سیدھی راہ پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ اور آپ کی قوم کے لئے بڑا عظیم ذکر قرآن کی صورت میں نازل فرمایا ہے اور اس کے بارے میں قیامت کے دن سوال بھی کیا جائے گا۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النحل 16: آیت 36)

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿46﴾

اور ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں۔ ﴿46﴾

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿47﴾

پھر جب موسیٰ (علیہ السلام) نے ہماری نشانیاں ان کے سامنے پیش کیں تو وہ ان کا مذاق اڑانے لگے۔ ﴿47﴾

وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۡ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿48﴾

اور ہم انہیں جو بھی نشانی دکھاتے تھے، وہ پہلی نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی اور (جب انہوں نے ہماری نشانیوں کا انکار کر دیا تو) ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا کر دیا تاکہ وہ (اپنی حرکتوں سے) باز آجائیں۔ ﴿48﴾

وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿49﴾

اور انہوں نے (موسیٰ علیہ السلام سے) کہا: اے جادوگر، اپنے رب کی طرف سے جو منصب تجھے حاصل ہے، اس کی بنا پر ہمارے لئے (عذاب اٹھا لینے کی) دعا کرو، ہم ضرور سیدھی راہ پر آجائیں گے۔ ﴿49﴾

آیات 46 تا 50: فرعون اور اس کی قوم کی سرکشی:

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنا رسول بنا کر فرعون، اس کے درباریوں، اس کی قوم اور تمام بنی اسرائیل کی طرف بھیجا تاکہ آپ علیہ السلام انہیں توحید سکھائیں اور شرک سے ڈرائیں۔ آپ علیہ السلام کی نبوت کی صداقت کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو معجزات بھی عطا فرمائے، جیسے لاٹھی زمین پر رکھنے سے بہت بڑا اژدھا بن جانا، گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکالنے سے اس ہاتھ کا روشن ہو جانا۔ ان واضح دلائل کے باوجود بھی فرعون اور اس کی قوم نے آپ علیہ السلام کو جھٹلا دیا اور الٹا آپ علیہ السلام کا مذاق اڑانے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر یکے بعد دیگرے ان پر طوفان، ٹڈیوں، جوؤں، مینڈکوں، کھیتی، پھل اور مال اور جان میں کمی کا عذاب بھیجا تو وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ عزّ وجل یہ عذاب ہم سے دور کر دے تو ہم سیدھی راہ پر آجائیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے عذاب دور ہو جاتا تو وہ فوراً اپنی بات سے پھر جاتے۔ اللہ تعالیٰ پھر عذاب بھیجتے پھر وہ موسیٰ علیہ السلام سے دعا کرواتے۔ آخر کار اللہ عزّ وجل نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیات 133 تا 135)

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿50﴾

پھر جب (موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر) ہم نے ان سے عذاب ہٹا لیا تو وہ فوراً اپنی بات سے پھر گئے۔ ﴿50﴾

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿51﴾

اور (ایک دن) فرعون نے اپنی قوم کو پکار کر کہا: اے میری قوم، کیا مصر کی بادشاہت میری نہیں؟ اور یہ نہریں جو میرے (محلات کے) نیچے بہہ رہی ہیں کیا تم لوگوں کو نظر نہیں آتیں؟ ﴿51﴾

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿52﴾

کیا میں بہتر ہوں یا یہ شخص (موسیٰ علیہ السلام) جو ایک کمتر آدمی ہے اور یہ تو صاف بول بھی نہیں سکتا۔ ﴿52﴾

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿53﴾

(اگر یہ واقعی رسول ہے تو) اس کے لئے سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے یا پھر اس کے ساتھ فرشتوں کا ایک دستہ (اس کی حفاظت کے لئے) کیوں نہیں آیا؟ ﴿53﴾

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿54﴾

پس اس نے اپنی قوم کو بے وقوف بنا لیا اور وہ اس کی بات مان گئے۔ درحقیقت وہ سب تھے ہی نافرمان لوگ۔ ﴿54﴾

آیات 51 تا 56: اپنی قوم کو گمراہ کرنے کے لئے فرعون کی چال:

اللہ عزّ وجل نے جب موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے فرعون اور اس کی قوم سے ہر قسم کے عذاب دور فرما دیئے تو فرعون اپنے دل ہی دل میں گھبرا گیا کہ کہیں لوگ ان واقعات کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لے آئیں۔ لہٰذا اس نے اپنی قوم کو گمراہ کرنے کے لئے کہا: کیا میں حکومت مصر کا مالک نہیں ہوں؟ کیا دریائے نیل کی چاروں شاخیں میرے محل کے پاس سے نہیں گزرتیں؟ کیا تم میری نعمتوں کا مشاہدہ نہیں کرتے ہو؟ ان تمام کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بتاؤ کہ میں بہتر ہوں یا یہ کمتر انسان (موسیٰ علیہ السلام)، جو اپنی بات بھی اچھی طرح بیان نہیں کر پاتا۔ اگر یہ واقعی سچا رسول ہے تو پھر اس کے ساتھ کچھ فرشتوں کو کیوں نہیں بھیجا گیا جو اس کی نبوت کی گواہی دیں۔ اس طرح فرعون نے اپنی قوم کے دل میں یہ بات ڈالنا چاہی کہ رسول کو تو بڑی شان و شوکت والا اور فرشتوں سے گھرا ہوا ہونا چاہئے تھا جبکہ موسیٰ علیہ السلام میں یہ چیزیں موجود نہیں ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے فرعون کی بات مان لی اور موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وضاحت فرما دی کہ یہ لوگ تو پہلے ہی گمراہی میں مبتلا تھے۔ پھر جب فرعون

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿55﴾

آخرکار جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لے لیا اور سب کو (دریا میں) ڈبو دیا۔ ﴿55﴾

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿56﴾

پھر ہم نے انہیں بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے یادِ ماضی اور نشانِ عبرت بنا دیا۔ ﴿56﴾

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿57﴾

اور جب (عیسیٰ علیہ السلام) ابن مریم بطور مثال بیان کئے گئے، تو آپ کی قوم کے لوگ اس بات سے چلّا اٹھے۔ ﴿57﴾

وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿58﴾

اور کہنے لگے: کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا ابن مریم (علیہما السلام) انہوں نے آپ سے یہ بات محض فضول بحث کے طور پر کی۔ بلکہ یہ تو ہیں ہی بڑے جھگڑالو۔ ﴿58﴾

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ؕ ﴿59﴾

عیسیٰ (علیہ السلام) تو ہمارے ایک بندہ تھے جن پر ہم نے انعام کیا اور بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنایا۔ ﴿59﴾

نے اللہ عزّ وجل کے غصّہ کو مزید بھڑکا دیا اور موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہا، ایمان لانے کا وعدہ کر کے وعدہ خلافی کی تو اللہ عزّ وجل نے ان سے انتقام لیا ان سب کو دریا میں ڈبو کر آنے والی نسلوں کے لئے عبرت بنا دیا۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر النازعات 79: آیات 20 تا 24)

آیات 57 تا 60: مشرکین کے کون سے معبود جہنمی ہیں:

یہ آیاتِ مبارکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مشرک کے مناظرہ کرنے کے بعد نازل ہوئی تھیں۔ جب سورۂ انبیآ 21: آیت 98 نازل ہوئی: (ترجمہ) ''تم اور تمہارے خود ساختہ معبود جہنم کا ایندھن بنو گے'' تو ابن الزبعری مشرک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ رب کعبہ کی قسم، میں آپ پر غالب آ گیا ہوں، کیا عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی، یہودی عزیر علیہ السلام کی اور بنو ملیح کے لوگ فرشتوں کی عبادت نہیں کرتے؟ اگر یہ سب لوگ جہنم میں جائیں گے تو ہم بھی اپنے معبودوں کے ساتھ جہنم میں جانے کے لئے تیار ہیں۔ دیگر مشرکین اس مشرک کی بات سے بہت خوش ہوئے۔ تو اللہ عزّ وجل نے سورۂ انبیآ 21: آیت 101 نازل فرمائی: (ترجمہ) ''جن لوگوں کے لئے ہماری جانب سے پہلے ہی جنت کا فیصلہ ہو چکا ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے'' اس کے ساتھ ساتھ یہ آیات (الزخرف 43: آیات 57 تا 60) نازل ہوئیں۔ جن میں یہ وضاحت کر دی گئی کہ وہ نیک لوگ جو اپنی عبادت کا حکم دے کر نہیں گئے تھے اگر

وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿60﴾

اور اگر ہم چاہتے تو تمہارے بدلہ زمین میں فرشتے پیدا کر دیتے جو تمہارے جانشین ہوتے۔ ﴿60﴾

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿61﴾

وہ (عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ آنا) تو یقیناً قیامت کی ایک نشانی ہے، لہٰذا تم اس میں ہرگز شک نہ کرو اور میری پیروی کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔ ﴿61﴾

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿62﴾

کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہیں اس راہ سے روک دے کیونکہ وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ ﴿62﴾

ان کی عبادت کی جاتی ہے تو عبادت کرنے والے تو جہنم میں جائیں گے۔ جن کی عبادت کی جا رہی ہے وہ جنت میں جائیں گے۔ اللہ عزّ وجل نے ان آیات میں یہ وضاحت بھی فرمائی کہ مشرکین کا اس بارے میں سوالات کرنے کا مقصد حق کو قبول کرنا نہیں بلکہ صرف اور صرف بحث و مباحثہ کرنا ہے۔ گمراہ لوگوں کا یہی طریقہ چلا آ رہا ہے، وہ حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ فضول بحث و مباحثہ میں پڑے رہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ''جب بھی کوئی قوم گمراہ ہوئی تو اس نے فضول بحث و مباحثہ کرنا شروع کر دیا'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت (الزخرف 43: آیت 58) تلاوت فرمائی۔ (ترمذی، مسند احمد)۔ عیسیٰ علیہ السلام کا صحیح مقام یہ ہے کہ وہ معبود نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے ایک ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے منصب رسالت کے لئے چنا اور ان کی پیدائش کو بنی اسرائیل کے لئے عبرت و نصیحت بنا دیا ہے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ و تفسیر النسآء 4: آیت 159)

آیات 61 تا 65: قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور:

عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ قیامت سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے آنا کئی صحیح احادیث میں موجود ہے۔ اللہ عزّ وجل نے آپ علیہ السلام کی زبانی آپ علیہ السلام کی قوم کو یہ نصیحت فرمائی کہ مجھے اپنا معبود نہ بنانا بلکہ اس اللہ تعالیٰ کو اپنا معبود سمجھنا جس نے مجھے رسول بنا کر کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور جن دینی مسائل میں تمہارے درمیان اختلاف ہے مجھے ان کا فیصلہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ لہٰذا میں تمہیں جو بھی حکم دوں وہ حقیقت میں میرا حکم نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی توحید بھری نصیحت سن کر لوگ آپس میں اختلاف کرنے لگے کچھ تو آپ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ، اس کا نبی سمجھتے ہیں اور کچھ اللہ کا بیٹا کہتے ہیں اور کچھ آپ علیہ السلام کو حد سے بڑھا چڑھا کر اللہ تعالیٰ ہی کہہ بیٹھے ہیں۔ ان تمام لوگوں میں سے حق پر وہ لوگ ہیں جو آپ علیہ السلام

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿63﴾

اور جب عیسیٰ (علیہ السلام) واضح دلائل (معجزات) لے کر آئے اور (اپنی قوم سے) کہا: میں تمہارے پاس حکمت لے کر آیا ہوں تاکہ میں تمہارے لئے ان بعض باتوں کی وضاحت کر دوں جن میں تم اختلاف کرتے ہو۔ پس تم اللہ (کے عذاب) سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔ ﴿63﴾

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿64﴾

بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی پس تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی سیدھی راہ ہے۔ ﴿64﴾

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿65﴾

پھر ان (بنی اسرائیل) میں سے کئی گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ پس ظالموں کے لئے ایک دردناک دن کے عذاب سے ہلاکت ہے۔ ﴿65﴾

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿66﴾

کیا یہ لوگ اب اس انتظار میں ہیں کہ ان پر اچانک قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔ ﴿66﴾

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿67﴾

اس دن پرہیزگار لوگوں کے علاوہ تمام (گہرے) دوست بھی آپس میں ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے۔ ﴿67﴾

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ

(پرہیزگار لوگوں سے کہا جائے گا) اے میرے بندو، آج تمہیں کوئی خوف نہیں ہے.....

کو اللہ تعالیٰ کا بندہ، نبی اور اللہ کا کلمہ سمجھتے ہیں۔ باقی سب شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔

آیات 66 تا 67: قیامت کے دن دوستی دشمنی میں بدل جائے گی:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو بھی قیامت کے آنے کے وقت کا کوئی علم نہیں۔ قیامت اچانک آئے گی۔ جن لوگوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اوروں کو اپنا معبود بنا لیا تھا، قیامت کے دن ان سب میں دشمنی ہو جائے گی اور کوئی بھی ایک دوسرے کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرے گا۔ البتہ وہ لوگ جو آپس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت کرتے ہیں ان کی محبت باقی رہے گی اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں پرہیزگاری والی زندگی گزارتے تھے۔ (مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر العنکبوت 29: آیت 25)

آیات 68 تا 73: پرہیزگار لوگوں کے لئے آخرت میں انعام:

قیامت کے دن پرہیزگار لوگوں کو یہ خوشخبری سنائی جائے گی کہ تم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی کتابوں، اس کے رسولوں پر مکمل ایمان لے آئے تھے۔ اس لئے آج تم اپنی نیک بیویوں کے ساتھ جنت میں

وَلَآ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ ﴿68﴾ اور نہ ہی تم (آئندہ) غم زدہ ہوگے۔ ﴿68﴾

اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا مُسۡلِمِيۡنَ ﴿69﴾ اور جو لوگ ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ تھے بھی فرمانبردار۔ ﴿69﴾

اُدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ اَنۡتُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ تُحۡبَرُوۡنَ ﴿70﴾ (ان سے کہا جائے گا) تم اور تمہاری بیویاں خوشی خوشی جنت میں داخل ہوجاؤ۔ ﴿70﴾

يُطَافُ عَلَيۡهِمۡ بِصِحَافٍ مِّنۡ ذَهَبٍ وَّاَكۡوَابٍ ۚ وَفِيۡهَا مَا تَشۡتَهِيۡهِ الۡاَنۡفُسُ وَتَلَذُّ الۡاَعۡيُنُ ۚ وَاَنۡتُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿71﴾ ان کے چاروں طرف سونے کی پلیٹوں اور گلاسوں کا دور چلایا جائے گا اور اس جنت میں وہ سب کچھ ہوگا جس کی ان کے نفس خواہش کریں گے، جس سے آنکھوں کو لذت ملے گی اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے۔ ﴿71﴾

وَتِلۡكَ الۡجَنَّةُ الَّتِىۡۤ اُوۡرِثۡتُمُوۡهَا بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿72﴾ (اللہ کی طرف سے اعلان ہوگا) یہی ہے وہ جنت، جس کے تم اپنے (نیک) اعمال کی وجہ سے وارث بنائے گئے ہو۔ ﴿72﴾

لَكُمۡ فِيۡهَا فَاكِهَةٌ كَثِيۡرَةٌ مِّنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿73﴾ اس میں تمہارے لئے بہت سے پھل (میوے) ہونگے۔ جنہیں تم کھاتے رہو گے۔ ﴿73﴾

اِنَّ الۡمُجۡرِمِيۡنَ فِىۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ ﴿74﴾ بیشک مجرم لوگ عذابِ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ ﴿74﴾

داخل ہو جاؤ، جہاں تمہیں ایسی نعمتیں ملیں گی جنہیں دیکھتے ہی تمہارے چہرے کھل اٹھیں گے۔ وہاں تمہارے لئے ہر وہ چیز ہو گی جس کی تمہارے دل میں خواہش پیدا ہو گی اور جس سے آنکھوں میں ٹھنڈک اور دل کو سرور ملے گا۔ جنتیوں کو یہ خوشخبری بھی سنائی جائے گی اب تم ہمیشہ ان نعمتوں میں رہو گے اور تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی اور نہ ہی یہ نعمتیں کبھی ختم ہوں گی۔

(مزید تفصیل کے لئے پڑھیے ترجمہ وتفسیر الاعراف 7: آیت 43 اور الزمر 39: آیت 74، المطففین 83: آیت 24)

آیات 74 تا 80: جہنمیوں کا بدترین انجام:

جو لوگ دنیا میں کفر و شرک اور دیگر نافرمانیوں کا ارتکاب کرتے ہیں اور اسی حالت میں ان کی موت آجاتی ہے وہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔ جہنمی جہنم کے داروغہ کو آوازیں دیں گے۔ اے مالک، اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کرو کہ وہ ہمیشہ کے لئے ہمیں موت دے دے تاکہ ہمیں اس عذاب سے نجات مل جائے۔ ایک طویل مدت کے بعد جہنم کا داروغہ انہیں جواب

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿75﴾

وہ عذاب کبھی بھی ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ جہنم میں مایوسی کی حالت میں پڑے رہیں گے۔ ﴿75﴾

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿76﴾

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی ظالم تھے۔ ﴿76﴾

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿77﴾

اور وہ (جہنمی) پکار پکار کر کہیں گے: اے مالک، (داروغہ جہنم)، تمہارا رب، ہمارا کام تمام ہی کر دے (تو اچھا ہے)۔ وہ جواب دے گا تم ہمیشہ یوں ہی پڑے رہو گے۔ ﴿77﴾

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿78﴾

(اللہ فرمائیں گے) ہم نے تمہارے پاس (دین) حق بھیجا تھا لیکن تم میں سے اکثر لوگ حق سے نفرت کرنے والے تھے۔ ﴿78﴾

اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿79﴾

کیا انہوں (مشرکین اور کفار) نے کوئی اقدام کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے؟ تو ہم نے بھی (ان کی چالوں کو ناکام بنانے کا) فیصلہ کرلیا ہے۔ ﴿79﴾

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿80﴾

کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو نہیں سنتے؟ کیوں نہیں، (ہم سب کچھ سن رہے ہیں) اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ہی لکھتے رہتے ہیں۔ ﴿80﴾

دے گا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ تم لوگ اب اسی میں رہو گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس کتابیں اور انبیا علیہم السلام بھیجے تھے جنہوں نے تمہارے سامنے حق کی دعوت پیش کی اور تم نے نفرت کا اظہار کیا اور ایمان نہیں لائے تھے۔ چونکہ کفار قریش بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشیں کیا کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی تنبیہ فرمائی ہے کہ تم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جتنی بھی سازشیں کرلو، ہم ان تمام سازشوں کو ناکام بنا دیں گے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ ہم تمہارے دلوں کے راز تک جانتے ہیں اور ہمارے فرشتے تمہارے تمام اعمال لکھ رہے ہیں جن کا تمہیں پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر الفاطر 35: آیت 36 اور الاعلیٰ 87: آیات 11 تا 13)

آیات 81 تا 85: اللہ ربّ العزّت ہر قسم کے نقائص اور عیوب سے پاک ہیں:

چونکہ کفار اور مشرکین اللہ تعالیٰ کی اولاد ثابت کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اللہ عزّ وجل نے اس کی تردید فرماتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ پیغام دیا ہے کہ اگر بفرض محال اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿81﴾

(اے پیغمبر ﷺ) آپ فرما دیجئے: اگر واقعی رحمٰن کی کوئی اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرنے والا ہوتا۔ ﴿81﴾

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿82﴾

جو آسمان و زمین اور عرش کا مالک ہے۔ وہ پاک ہے، ان تمام باتوں سے جو یہ مشرکین اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ﴿82﴾

فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿83﴾

پس آپ انہیں اپنے بحث مباحثہ اور کھیل کود میں مصروف رہنے دیجئے۔ یہاں تک کہ وہ خود ہی اس دن کو پالیں گے جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے۔ ﴿83﴾

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿84﴾

آسمانوں میں بھی وہی معبود ہے اور زمین میں بھی اور وہ خوب حکمت والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ ﴿84﴾

وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿85﴾

بڑا ہی بابرکت ہے وہ (اللہ) جس کی زمین و آسمان اور ان کے درمیان موجود ہر چیز پر حکومت ہے۔ قیامت کا علم بھی اسی کو ہے اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ ﴿85﴾

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ

اور یہ (مشرک) لوگ اللہ کے علاوہ جنہیں پکارتے ہیں، وہ کسی شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔

ہوتی تو سب سے پہلے میں اس کی عبادت کرتا چونکہ اس کی کوئی اولاد ہے ہی نہیں اس لئے میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی عبادت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ تو ہر قسم کے نقائص اور عیوب سے پاک ہے، اولاد ہونا اللہ تعالیٰ کے لئے ایک عیب ہے کیونکہ وہ مخلوق نہیں بلکہ خالق ہے۔ اسی لئے اللہ عزّ وجل نے اس کی کئی مقامات پر تردید فرمائی ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر الاخلاص 112)۔ اللہ ہی آسمان و زمین میں اکیلا معبود ہے اور اس کا ہر کام حکمت سے بھرپور ہے۔ اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور ہر ایک کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر الانعام 6: آیت 3، الاعراف 7: آیت 187)

آیات 86 تا 89: قیامت کے دن خود ساختہ معبودوں کی عاجزی:

قیامت کے دن اللہ کے ہاں سفارش کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں، فرشتوں اور انبیا علیہم السلام کو ہوگا۔ اس لئے مشرکین کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ جب ان کے خود ساختہ معبود زمین و آسمان

إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿86﴾

ہاں جن لوگوں نے حق (توحید) کو سچا جان کر اس کی گواہی دی (انہیں شفاعت کی اجازت مل جائے گی)۔ ﴿86﴾

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿87﴾

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ یقیناً جواب دیں گے: اللہ نے، پھر یہ کہاں سے دھوکا کھا رہے ہیں۔ ﴿87﴾

وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿88﴾

اور اس (رسول) کے اس قول کی قسم کہ اے میرے رب، یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ ﴿88﴾

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿89﴾

پس آپ ان سے منہ پھیر لیجئے اور انہیں سلام کہئے، انہیں عنقریب (اپنا انجام) معلوم ہوجائے گا۔ ﴿89﴾

اور ان کے درمیان کی مخلوق میں سے کسی کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کی ہیں تو پھر وہ حق سے کیوں دور ہو رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان لانا ہی نہیں چاہتے۔ لہٰذا اے پیغمبر ﷺ، آپ ان سے درگزر کیجئے اور انہیں سلام کہتے ہوئے ان کے پاس سے گزر جائیے۔ (مزید پڑھیے ترجمہ وتفسیر القصص 28: آیت 55)

باقی تفسیر کے لئے پڑھیے ساتواں حصہ

تصدیق نامہ

میں نے ''الاعلام الاسلامی وقف'' کراچی کا مطبوعہ مختصر تفسیر ابن کثیر سورۂ العنکبوت کی آیت نمبر 45 سے سورۂ الزخرف کی آیت نمبر 89 تک کو بغور پڑھا اور اس کے اعراب وحروف کو چیک کیا، اس میں جو اغلاط تھیں وہ درست کردی گئی ہیں۔ اب میں تصدیق کرتا ہوں کہ مذکورہ بالا تفسیر اغلاط سے پاک ومنزہ ہے۔

از

المصدق

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
(محکمۂ اوقاف سندھ) کراچی

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر اوقاف
کراچی

الحمد للہ وسایا خان بلوچ قاضی
مستند یہ وف رہ
وزارت مذہبی امور
پاکستان اسلام
نمبر 515 پریشت آبان حیدر

گھر بیٹھے اسلام سیکھئے

❶ بذریعہ خط وکتابت کورس (انگلش یا اردو) ❷ قرآن کریم عربی (چھوٹا، بڑا سائز) ❸ قرآن کریم مترجم اردو (چھوٹا، بڑا سائز) ❹ قرآن کریم کا لفظی وبامحاورہ آسان اردو ترجمہ ❺ قرآن کریم مترجم فارسی ❻ 40 دن میں گھر بیٹھے قرآن اور نماز پڑھنا سیکھئے ❼ عربی سیکھئے (قرآن کریم ونماز کی دعاؤں سے) ❽ مختصر تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ ❾ مختصر سیرت النبی ﷺ ❿ ایک ہزار منتخب احادیث ماخوذ از بخاری شریف ⓫ ایک ہزار منتخب احادیث ماخوذ از مسلم شریف ⓬ ایک ہزار منتخب احادیث ماخوذ از مشکوٰۃ شریف ⓭ آپ ﷺ کے لیل ونہار ⓮ بیماریاں اور ان کا علاج مع طب نبوی ﷺ ⓯ سہل وآسان حج وعمرہ ⓰ دنیاوی تفکرات اور آخرت میں کامیابی کیلئے ⓱ اولاد کی تعلیم وتربیت ⓲ عورتوں کے مسائل اور ان کا حل ⓳ مریض کی نماز ⓴ قصص الانبیاء علیہم السلام ㉑ مختصر سیرت خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ㉒ بڑے گناہوں سے بچاؤ کیسے؟ ㉓ غم نہ کریں ㉔ عدت کے مسائل ㉕ نماز پڑھنا سیکھئے ㉖ قربانی کے مسائل ㉗ زکوٰۃ کی فرضیت، وعید اور نصاب ㉘ وقت کا بہترین استعمال ㉙ اولیاء اللہ کی کرامات ㉚ مختلف پمفلٹس واسٹیکرز

الاعلام الاسلامی
ISLAMIC COMMUNICATION TRUST
Spreading the Word of Allah Worldwide

ملنے کے پتے :

کراچی
کمرہ نمبر 10، دوسری منزل، گلشن ٹیرس (بلڈنگ)، نزد جامع کلاتھ مارکیٹ
ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فون: 32210209 / 32627369

دفتری اوقات : صبح 11 بجے تا شام 7 بجے تک (تعطیل : بروز اتوار)

e-mail : islamisforall@hotmail.com

Visit our Website : www.islamisforall.com
For all our Books and Correspondence Course

لاہور
F/1، رحمان پلازہ۔4، فاطمہ جناح روڈ، لاہور
فون: 36367338 / 36366207

اسلام آباد
المسعود اسلامی بکس، دکان نمبر B-10، بلاک B-4
مرکز F-8، اسلام آباد فون: 2261356